يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

خطباتِ محمود

جلد اول

افادات

مفتی محمود بن مولانا سلیمان حافظ جی بارڈولی دامت برکاتہم

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، سملک

ناشر

نورانی مکاتب

www.nooranimakatib.com

تفصیلات

نام کتاب:.................. ... خطباتِ محمود (جلد اول)

افادات:................مفتی محمود صاحب بارڈولی دامت برکاتہم

صفحات:............................ ۲۴۰

ناشر:.........................نورانی مکاتب

ملنے کے پتے

مولانا یوسف صاحب آسنوی، سملک، آسنا۔98240,96267

Email id: yusuf_bhana@hotmail.com

ادارۃ الصدیق ڈابھیل، گجرات۔99048,86188 \ 99133,19190

الامین کتابستان دیوبند، یوپی۔01336,221212

زم زم بک ڈپو، دیوبند۔Mo.09359229903

جامعہ دارالاحسان، بارڈولی، سورت، گجرات

جامعہ دارالاحسان، نواپور، نندوربار، مہاراشٹر

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا ایمان تازہ کرنے والا واقعہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مدین کا سفر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدین میں شادی کا واقعہ

عرضِ حال

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خاتم النبیین سیدنا محمدوالہ وصحبہ وعلی من تبعھم باحسانٍ الی یوم الدین۔

رمضان المبارک ایک ایسا مہینہ ہے کہ اس میں یکسوئی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے فارغ ہونا چاہیے؛لیکن اگر کوئی دینی تقاضا ہوتوسفر کرنا بھی بہتر ہے،''غزوۂ فتحِ مکہ'' رمضان کے مہینے میں پیش آیا اوراس میں آں حضرت ﷺ اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم نے محض اِعلائے دین کی خاطر سفر فرمایا۔

ایسے تو ہمارے اکابر کے یہاں رمضان کو وصول کرنے کا بڑا اہتمام رہا،وہ حضرات حضور ﷺ کی اتباع میں بڑے اہتمام کے ساتھ ماہِ مبارک کو وصول فرماتے، جس کی تفصیل ''اکابر کا رمضان'' اور دیگر کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔

رمضان کے مبارک مہینے میں روزوں کی برکت سے مسلمانوں کے دل نرم ہوتے ہیں،عبادت کی طرف طبیعتوں کا میلان ہوتا ہے،مساجد بھی بھری رہتی ہیں، بہت سی جگہوں پر مساجد میں دینی باتیں سنانے کا باضابطہ نظم ہوتا ہے اور رمضان کی برکت سے لوگ بڑی تعداد میں شریک ہوتے ہیں اوراس کا خاص فائدہ بھی ہوتا ہے۔

الحمدللہ! دورۂ حدیث شریف اور افتاء سے تکمیل کے بعد دورِ تدریس کے آغاز ہی سے ماہِ مبارک میں اپنے بڑوں کے مشورے سے کسی نہ کسی جگہ قیام کر کے کچھ دینی باتیں سنانے کا اور اجتماعی طور پر اعمال واذکار کا؛ سلسلہ قائم ہے۔

سب سے پہلے ۱۴۱۵ھ میں ہمارے بارڈولی شہر کی مشہور مینارہ والی مسجد

میں میرے پیرو مرشد فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ کے مشورے اور دعاؤں کے ساتھ ماہِ کامل اس طرح گزارنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

ویسے تو بندہ جب درجۂ عربی سوم میں متعلم تھا اسی وقت سے ماہِ مبارک کا اور دیگر تعطیلات کا کچھ نہ کچھ حصہ اپنے پیرو مرشد حضرت فقیہ الامتؒ کی خدمت میں گزارنے کی سعادت حاصل رہی ہے۔

کئی رمضان حضرتؒ کے ساتھ گزارنے کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ جب اہلِ بارڈولی کے اصرار پر رمضان میں حضرتؒ کی معیت سے محروم ہو کر وطن میں رہنا اور مسلمانوں کو دینی باتیں سنانا تھا، طبیعت پر بڑا سہم تھا کہ کس طرح ہوگا؟ کیا کروں گا؟ اسی فکر کے ساتھ رمضان سے قبل دیوبند چھتہ مسجد حضرتؒ کی خدمت میں حاضری ہوئی، زبانی طور پر رمضان کے متعلق کچھ عرض کرنے کی ہمت نہ ہوئی تو ایک تحریر اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں لکھی اور حضرتؒ کی خدمت میں پیش کی، وہ حسبِ ذیل ہے:

باسمہ تعالیٰ

سیدی و مرشدی و مولائی! سلام مسنون:

آپ کا محمود بارڈولی خدمتِ عالیہ میں عرض کرتا ہے کہ: سالِ رواں رمضان المبارک میں بارڈولی کے باشندوں کے اصرار پر اور حضرت والا کی طرف سے اجازت سے بارڈولی کی بڑی مینارہ والی مسجد میں بفضل اللہ! اعتکاف کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے، اس وجہ سے بندہ ۲۰ رمضان تک ان شاء اللہ! بارڈولی رہے گا اور ۲۱ رمضان کو کچھ احباب کی معیت میں ان شاء اللہ! مدراس حاضری ہوگی (اُس سال حضرتؒ نے ''میل

وشارم“ میں رمضان کا قیام فرمایا تھا)۔

رمضان میں معمولات کی ترتیب جو یہاں (خانقاہِ محمودیہ چھتہ مسجد) ہوتی ہے ان شاء اللہ وہی ہوگی، بعد نمازِ عصر قرآن شریف کی تفسیر پر بستی والوں کا اصرار ہیں، حضرتِ والا کی دعا اور توجہات کا خاص طالب ہوں؛ چوں کہ بندہ اس سلسلے میں نہایت ہی نااہل، ناتجربہ کار اور بے لیاقت ہے اور کام بہت ہی اہم ہے۔

اس لیے حضرت سے دعا اور توجہِ خاص کا طالب ہوں۔

اے ابرِ کرم بحرِ سخا!	کچھ قطرے ادھر بھی

العبد: محمود عفی عنہ بارڈولی

حضرتِ والا کا جواب

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

محترمی زید احترامہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا، آپ کے بلند ارادوں کے متعلق دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو پورا فرمائیں۔

فقط والسلام

املاہ: العبد محمود غفرلہ

۲۲ر شعبان ۱۴۱۵ھ

اللہ تعالیٰ کے محض فضل وکرم سے اور حضرتؒ کی دعا اور توجہ کی برکت سے سلسلہ شروع ہوا اور رمضان میں بہت بڑی تعداد میں مسلمان دینی مجالس میں شریک

ہوتے رہے، جب دوسرا عشرہ مکمل ہونے کے قریب ہوا تو بندے کا دل مدراس ''میل وشارم'' حضرتؒ کی خدمت میں جانے کے لیے بے چین تھا؛ لیکن اہلِ بستی کا اصرار زیادہ ہوا کہ تیسرا عشرہ بھی یہیں قیام ہونا چاہیے۔

فیصلہ اس پر ہوا کہ فیکس کے ذریعہ حضرت کو پوری صورتِ حال لکھی جائے اور پھر حضرتؒ جو فیصلہ فرمائیں اس پر عمل کیا جائے۔

چنانچہ حضرتؒ کا جواب بھی فیکس کے ذریعہ ہی موصول ہوا، جس میں اول تو رمضان میں بیٹی کی ولادت ہوئی تھی اس کے لیے حضرتؒ سے نام تجویز کرنے کی درخواست تھی، اس کا جواب تھا دوسرے جملے کے الفاظ کچھ اس طرح تھے:

''اپنے فائدے کے لیے اتنے سارے لوگوں کو فائدہ سے محروم نہ کرنا چاہیے''۔

غرض تیسرے عشرہ کے لئے بھی بارڈولی ہی میں قیام کا اشارہ ہو گیا۔

بحمد اللہ! اس وقت سے یہ سلسلہ ماہِ مبارک میں شروع ہوا، پھر بعد کے سالوں سے اب تک بارڈولی، نواپور، دمن، پناما، انگلینڈ وغیرہ مقامات پر ماہِ مبارک میں یہ سلسلہ چل رہا ہے، اب میرے حضرتؒ تو نہیں رہے؛ لیکن میرے مرشدِ ثانی مشفق محترم حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم اور جانشینِ فقیہ الامت میرے مشفق محسن حضرت مولانا ابراہیم صاحب پانڈور دامت برکاتہم اور دیگر میرے اساتذۂ کرام اور اکابرین کی دعا اور توجہ شامل حال رہتی ہیں۔

میرے والدِ مرحوم حضرت مولانا سلیمانؒ صاحب ہمیشہ میرے دینی اسفار سے بہت خوش ہوتے، رخصت ہوتے وقت سینے سے لگاتے، آنکھوں میں آنسو ہوتے اور ان الفاظ میں دعا دیتے:

برائے اشاعتِ دینِ اسلام
بسفر رفتنِ محمود مبارک باد
بسلامت روی و باز آئی۔

تین مرتبہ یہ کلمات ارشاد فرماتے جس سے بڑی ہمت رہتی۔

افسوس! سالِ گذشتہ مؤرخہ: ۲۳/۱۰/۹ ۲۰۰ء سے اس مبارک زبان کے دعائیہ کلمات سے بندہ محروم ہوگیا، اللھم اغفرہ وارحمہ وادخلہ الجنۃ۔

گذشتہ تین رمضان سے وسطِ افریقہ کے ملک ''ملاوی'' سے رمضان کے لیے تقاضا ہوا، وہاں میرے میزبان حضرت مولانا سلیم صاحب کمکوتری مدظلہ العالی — خلیفۃ حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہ العالی — ہیں، ان کے اصرار، ان کی کوششوں سے تین سال سے ایک عشرہ وہاں گزارنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے، آئندہ کے لیے بھی موصوف کی کوشش اور اصرار جاری ہی ہے، ملاوی کے ساتھ زامبیا، موزامبیک بھی کچھ وقت کے لیے حاضری ہوتی ہے۔

بحمداللہ! وہاں بھی ظہر کے بعد درسِ قرآن اور تراویح کے بعد عمومی خطاب کی مجلس میں بڑی تعداد میں مسلمان شریک ہوتے تھے، خاص کر صبح دس بجے کے بعد مستورات کے لیے مجلس ہوتی تھی، جس میں پورے شہر سے مستورات کثیر تعداد میں شریک ہوتی تھی، روزانہ کی تینوں مجالس کے بیانات کیسٹ اور سی، ڈی میں ضبط ہوتے تھے، میرے مخلص مولانا عارف حاجی احمد عیسیٰ اور ان کی تنظیم ''الشباب'' کے دیگر رفقا بڑی مستعدی کے ساتھ یہ خدمت انجام دیتے ہیں، پھر اس کی نقلیں تیار کر کے بہت ہی مرتب و منظم انداز سے شائع کرتے ہیں اور دنیا کے کئی ملکوں میں یہ سی ڈی کے سیٹ

پہنچتے ہیں۔

مولانا عارف صاحب نے ایک مرتبہ بندہ سے فرمایا کہ سالِ گذشتہ بیانات کی یہ سی ڈی سات ہزار سے زیادہ تعداد میں فروخت ہوئی اور اچھا خاصا مالی نفع ہوا جو "الشباب" تنظیم کے رفاہی کاموں میں استعمال ہوگا، یہ باری تعالیٰ کا احسان ہے، ذٰلک من فضل اللّٰہ علینا۔

ملاوی کے "لیلونگوے" شہر میں بندے کا قیام ہوتا ہے، وہاں مفکرِ ملت میرے مشفق حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم کے صاحب زادے مولانا محمد پٹیل صاحب مقیم ہیں، موصوف کا اور مولانا سلیم صاحب کا خاص اصرار رہا کہ ان بیانات کو کتابی شکل میں شائع کیا جائے تو ان شاء اللہ! بہت نفع ہوگا۔

مولانا سلیم صاحب میرے جامعہ ڈابھیل میں دار الاقامہ میں حجرہ کے رفیق ہیں، بندے نے فارسی اول کے سال فارسی دوم کی کچھ کتابیں موصوف سے خارج میں پڑھی تھیں؛ تاکہ فارسی دوم کا درجہ مستقل نہ پڑھنا پڑے اور عربی اول میں داخلہ ہو جائے اس لیے وہ میرے استاذ بھی ہیں؛ اس لیے ان کے حکم کو ٹال نہ سکا، نیز میرے دیگر اکابر کا بھی اِیما ہوا۔

ان حضرات کے حکم کو اپنے لیے سعادت سمجھ کر ان بیانات کے ضبط کرنے کا کام شروع کروایا، ہمارے جامعہ دار الاحسان بارڈولی کے ناظم: برادرِ محترم مفتی ابراہیم صاحب گجیا مدظلہ العالی نے اس کام کے لیے جامعہ کے ایک مدرس: عزیز محترم قاری عرفان صاحب گودھروی کے دو گھنٹے فارغ کر دیے جزاہ اللہ تعالی۔

قاری عرفان صاحب کے اس کام میں قاری آصف صاحب سارساوی اور

مولوی اویس کنجری بھی برابر کے شریک رہے، میرے مخلص دوست مفتی ابوبکر صاحب پٹنی اور مولانا ساجد صاحب پٹنی اور مفتی امین صاحب ادھناوی نے سیٹنگ، طباعت وغیرہ کے کاموں میں تعاون فرمایا، فجزاھم اللہ تعالی احسن الجزاء فی الدارین۔

ملاوی اورزامبیا کے بیانات کی جلدِ اول آپ حضرات کے سامنے ہے، اس جلد میں مستورات میں ہوئے بیانات ہیں، ان شاء اللہ! بالترتیب دوسرے بیانات بھی شائع ہوں گے۔

بندہ بیانات کے دوران عام فہم اردو بولنے کا عادی ہے؛ چوں کہ میرے مخاطب زیادہ تر گجراتی مسلمان ہوتے ہیں اور ان کے سمجھانے کی خاطر مجھے الفاظ نہایت سادہ، عام فہم استعمال کرنے پڑتے ہیں، اردو کے مشکل الفاظ اور مشکل تعبیرات ہمارے مخاطبین کے لیے سمجھنا دشوار ہے؛ بلکہ بعض مرتبہ انگریزی اور گجراتی الفاظ کا سہارا لینا ہوتا ہے، محض اس لیے کہ مخاطبین بات سمجھ جائیں۔

اور اتنے عرصے میں تجربہ یہ ہوا کہ وعظ میں مشکل الفاظ کی بھرمار کر کے مخاطبین کو اپنی زبان دانی جتانے کے بجائے وہ دینی بات کو سمجھ سکیں ایسا لب ولہجہ اور ایسی زبان استعمال کرنا نہایت مفید ثابت ہوا؛ اس لیے قارئین اس کو ''اردو ادب'' کی کتاب نہ سمجھیں؛ بلکہ دین کی بات سمجھنے، سمجھانے کا مجموعہ سمجھیں۔

اللہ تعالیٰ اس کو دین کی صحیح بات کی اشاعت کا ذریعہ بنائیں، اس کے فیض کو عام فرمائیں، زندگیوں کی اصلاح کا ذریعہ بنائیں، صدقۂ جاریہ بنائیں، اپنی رضا کا ذریعہ بنائیں اور میری ہر طرح کی غلطیوں کو معاف فرمائیں، آمین۔

قارئین سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ آپ کے مفید مشوروں اور اصلاحات کا

انتظار رہے گا اور اس کا آئندہ طباعت میں پورا لحاظ کیا جاوے گا۔

ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ

۲۳/اپریل ۲۰۱۱ء سنیچر کو پانولی ایک دینی مجلس میں جانا ہوا تھا، واپسی میں کار کا حادثہ ہوا، آپریشن کی وجہ سے تقریباً ڈیڑھ ماہ درس وتدریس کا سلسلہ موقوف رہا، اس دوران ان بیانات کو سنتا رہا اور جہاں الفاظ میں مناسب معلوم ہوا وہاں تبدیلی کرواتا رہا۔

مولانا سلیم صاحب اور مولانا محمد پٹیل صاحب دونوں حضرات ہی نے اپنے مخلصین کے ذریعہ اس کی پہلی مرتبہ کی طباعت کے مصارف کا نظم کیا ہے، اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے، آمین۔

بحمد اللہ تعالیٰ! اس جلدِ اول کی اشاعت بہت مقبول ہوئی اور قلیل مدت میں اول ایڈیشن ختم ہو گیا اور گجراتی میں بھی شائع ہو کر مقبول ہوا، مستقبل قریب میں انگریزی اور ہندی ایڈیشن بھی ان شاء اللہ آئے گا۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

العبد الضعیف

محمود بن مولانا سلیمان حافظ جی بارڈولی

کلماتِ بابرکت

از: حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم
صدر مفتی و شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضورِ اکرم ﷺ کو پوری انسانیت کی ہدایت ورہنمائی کے لیے مبعوث فرمایااور آپ ﷺ کے ذریعہ شریعتِ مطہرہ کی شکل میں زندگی گزارنے کا ایسا طریقہ عطا فرمایا جس کو اپنا کر ہر انسان دنیا وآخرت میں کامیابی اور سرخ روئی حاصل کرسکتا ہے۔

لوگوں کی تعلیم وتربیت کے لیے حضورِ اکرم ﷺ نے جو مختلف طریقے اختیار فرمائے تھے، ان میں سے ایک تذکیر وموعظت کا طریقہ بھی تھا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضورِ اکرم ﷺ کو ''جوامع الکلم'' کے ساتھ فصاحت وبلاغت کا وہ اعلیٰ مقام عطا فرمایا تھا کہ اس کے ذریعہ بڑے سے بڑے اور مشکل سے مشکل مضامین کو آپ ﷺ دل نشین اور سلیس پیرایہ میں بیان فرماتے تھے، خود باری تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا ہے:

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (الذریت)

اس سے وعظ وتذکیر کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، حضراتِ علمائے ربانیین جو حضورِ اکرم ﷺ کے وارث اور جانشین ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ نے حضورِ اکرم ﷺ کے صدقے میں وعظ وتذکیر کے ذریعے امت کی رہنمائی کی توفیق اور سلیقہ عطا فرمایا ہے اور ہر زمانے میں اہلِ حق علما اس فریضے کو انجام دیتے چلے آرہے ہیں۔

ہمارے اس دورِ حاضر میں جن حضراتِ علما سے اللہ تعالیٰ یہ خدمت لے رہے ہیں ان میں عزیزِ مکرم مولانا مفتی محمود صاحب بارڈولی زیدت مکارمہم بھی ہیں، پچھلے تین سال سے آپ رمضان المبارک کا آخری عشرہ برِ اعظم افریقہ کے ملک ''ملاوی'' میں گذارتے ہیں اور وہاں کے معتمد و مستند علمائے کرام کے بقول آپ کے اس قیام کے دوران دیے جانے والے مواعظ وخطبات سے وہاں ہر طبقے کو اور خاص طور پر مستورات اور نوجوانوں کو بہت فائدہ پہنچ رہا ہے، چنانچہ وہاں کے ذمے دار حضرات ہی نے آپ کے ان بیانات کو بذریعہ C.D محفوظ کرنے کا اہتمام کیا اور ان ہی کی خواہش پر ان کو کتابی شکل میں شائع کیا جارہا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے اپنے بندوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچا کر ان خطبات کو حسنِ قبول عطا فرمائے آمین یا رب العلمین

حضرت مفتی (احمد) صاحب (خانپوری) دامت برکاتہم
صدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل — سملک
مؤرخہ: ۱۸ر رجب المرجب ر ۱۴۳۲ھ
مطابق ۲۱ر جون ر ۲۰۱۱ء

الحمدللہ! جب کہ ان خطبات کا دوسرا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے، اس سال سے حضرت والا مدظلہ العالی جامعہ ڈابھیل کے شیخ الحدیث کے منصب کی حقیقی زینت ہیں۔

دعائیہ کلمات

از: مفکرِ ملّت حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم
سابق رئیس الجامعہ فلاحِ دارین، ترکیسر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَعَلَّمَہُ الْبَیَانَ وَالصَّلٰوۃُ والسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَاوَھَادِیْنَامُحَمَّدِبْنِ عَبْدِاللّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَہُ اللّٰہُ بَشِیْراًوَّنَذِیْراًوَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الَّذِیْنَ کَانُوْااَئِمَّۃَالْھُدٰی۔

امابعد!

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں ارشاد فرمایا:

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْھُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَھُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْھِمْ لَعَلَّھُمْ یَحْذَرُوْنَ﴿۱۲۲﴾ (التوبة)

ترجمہ: ایسا کیوں نہ کیا کہ ان کی ہر جماعت میں سے کچھ لوگ (اپنے گھروں سے) نکلے ہوتے کہ دین کی سمجھ پیدا کرتے اور جب (سیکھ، سمجھ کر) اپنی قوم میں واپس جاتے تو ان کو (خدا کی نافرمانی سے) ڈراتے؛ تاکہ وہ لوگ (بھی برے کاموں سے) بچیں۔

اس مبارک آیت کے نزول سے لے کر آج تک ہر دور، ہر ملک اور ہر طبقے میں ایسے افراد پیدا ہوتے رہے ہیں جو دنیوی عیش وعشرت کے، جاہ وحشمت کے راستوں کو چھوڑ کر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے علومِ دینیہ کے سیکھنے سکھانے

اور "تفقہ فی الدین" حاصل کرنے اور پھر ان پاکیزہ علوم کو بندگانِ خدا تک پہنچانے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دیتے ہیں۔

الحمدللہ! برِ صغیر پاک و ہند کے مدارسِ اسلامیہ میں ایسے علما، فضلا ہمیشہ تیار ہوتے رہے ہیں جنھوں نے ان علومِ قرآنیہ میں مہارت حاصل کر کے دعوت الی اللہ اور "لینذروا قومھم" کا فریضہ انجام دیا اور موجودہ دور میں بھی یہ مقدس سلسلہ برابر جاری ہے۔

انھی خوش نصیب اور باسعادت علما میں میرے عزیز فاضل گرامی مفتی محمود صاحب بارڈولی — فاضل جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل حفظہ اللہ تعالی عن جمیع الشرور والفتن — بھی ہیں، جنھوں نے اپنے مؤقر ومحترم اساتذہ سے محنت وتوجہ سے کسبِ فیض کیا اور پھر فقیہ الزمن حضرت مفتی محمود صاحب گنگوہیؒ سے بیعت واصلاح کا تعلق پیدا فرما کر خلافت سے سرفراز ہوئے اور اب اپنی مادرِ علمی میں تعلیم وتدریس کی ذمے داریوں کے ساتھ ساتھ دعوت الی اللہ اور اصلاحِ معاشرہ کا کام بھی حسن وخوبی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔

موصوف اپنے دھیمے اور شیریں لہجے اور پرسوز انداز سے جب وعظ فرماتے ہیں تو سامعین متأثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔

جو بات دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے	پر نہیں، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

قرآنِ پاک، حدیث شریف، اقوالِ سلف اور احوالِ اکابر پر مشتمل مواعظ نہ صرف ہندوستان؛ بلکہ برطانیہ، جنوبی افریقہ، زامبیا، پناما وغیرہ دور دراز علاقوں میں بھی بہت مقبول اور مفید ثابت ہوئے ہیں الحمد للہ علیٰ ذلک!

موصوف نے سرزمینِ افریقہ کے ایک ملک ملاوی کا سفر فرمایا تھا، وہاں مسجدوں

میں وعظ ونصائح کے ساتھ ساتھ مستورات کے لیے بھی خطابات ہوئے جس کا بہت نفع محسوس کیا گیا، انہی مواعظ کو اب کتابی شکل میں شائع کیا جارہا ہے، قارئین جب اس کا مطالعہ فرمائیں گے تو اس کی افادیت خود ہی محسوس کرلیں گے۔

مُشک آنست کہ خود بُہ بُوید نہ کہ عطّار بُہ گوید

امید ہے کہ ہر جگہ ان سے استفادہ کیا جائے گا۔ دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب مدظلہ العالی کو ہمت وعافیت کے ساتھ تا آخرِ دمِ حیات علومِ نبویہ کی نشر واشاعت کی توفیق عطا فرماوے اور امت کو قدردانی اور استفادہ کرنے کی توفیق دے، آمین۔

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَ اللّٰهُ عَمَلَكُمْ۔

احقر: عبداللہ غفرلہ کاپودروی
مقیم حال ٹورنٹو
۱۷؍رجب المرجب ۱۴۳۲ھ
مطابق، ۲۰؍جون ۲۰۱۱ء

میرے والدِ مرحوم کے محبوب ترین اشعار

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را	ہر زماں از غیب جان دیگر است

زندگی کے آخری ایام میں مرحوم بہ کثرت یہ اشعار پڑھتے رہتے تھے

طفیلِ ذاتِ خود مجھے یہ مدعیٰ دے	ربنا یا ربنا! تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں

مرحوم سخت بارش میں ایک روز عشا کی نماز کے لیے مسجد پہنچے، مسجد میں امام صاحب مولانا یوسف اسلام پوری اور مؤذن صاحب کے سوا اور کوئی نہیں تھا، دروازہ پر پہنچ کر امام صاحب کو یہ اشعار سنائے، مرحوم کو باجماعت نماز کا ہمیشہ بڑا اہتمام رہا۔

سجدوں کے عوض جنت ملے، مولیٰ یہ مجھے منظور نہیں
بے لوث عبادت کرتا ہوں بندہ ہوں ترا مزدور نہیں

استنبول کے مشہور کتب خانہ سلیمانیہ سے یہ اشعار بندہ نے نقل کیے ہیں

الجوهر فی الناس لافی الحجر
والنورفی القلب لافی البصر
والغناء فی القناعة لافی المال
والفخرفی الادب لافی النسب

رمضان المبارک

کے

قیمتی اوقات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا،مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ،صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَھْلِ طَاعَتِہٖ، وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْراً کَثِیْراً ۔۔۔اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۚ (البقرہ:۱۸۵)

وقت کا گذرنا زندگی کا گذرنا ہے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا مجھ پر بڑا احسان اور کرم ہوا کہ اللہ نے محض اپنے فضل وکرم اور اپنی مہربانی سے اپنے دین کی نسبت پر دوبارہ آپ کے اس شہر میں آنے کا موقع عطا فرمایا، واقعتاً یہ اللہ کا مجھ پر بہت بڑا احسان اور کرم ہے، اللہ مجھے اس نعمت کی صحیح قدردانی کی توفیق عطا فرمائیں، اپنی رضا اور خوشی سے دنیا اور آخرت میں ہم سب کو مالا مال فرمائیں اور ہم سب سے اپنے دین کا صحیح کام لے لیویں۔

میری دینی بہنو! زندگی انسان کی بہت نرالی ہے، کل رات میں نے مسجد میں

مردوں کو بھی یہ بات عرض کی کہ وقت کہاں اور کیسے گذر جاتا ہے پتہ نہیں چلتا، اسلامی اعتبار سے ایک سال سے زیادہ وقت گذر گیا؛ لیکن پتہ نہیں چلا، کہاں ہماری زندگی کا سال گذر گیا، یہ ایک سال جو گذر گیا سمجھو کہ ہماری زندگی میں سے ایک سال کم ہو گیا۔

یومِ ولادت (Birth day) منانا ایک شرعی گناہ

جب بچہ ایک سال پورا کرتا ہے اور اس کی پیدائش کا دن آتا ہے تو بہت سے لوگ خوشیاں مناتے ہیں، مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں، کیک کے ساتھ موم بتّی جلاتے ہیں اور کیک کاٹ کر تقسیم کرتے ہیں، اسلامی شریعت کے اعتبار سے یہ ناجائز اور غلط طریقہ ہے، کسی کی پیدائش کا دن منانا، موم بتی (Candles) جلانا، یہ گناہ کا کام ہے اسلام میں اس طرح ولادت کی تاریخ منانے کی اجازت نہیں ہے، یہ یہود اور نصاری سے آیا ہوا طریقہ ہے، اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

لیکن میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب بچے کا ایک سال پورا ہوتا ہے، اس کی پیدائش کا دن آتا ہے تو ماں باپ خوش ہوتے ہیں، حقیقت میں یہ خوش ہونے کا دن نہیں ہے؛ بلکہ رونے کا دن ہے کہ ہماری زندگی کا ایک سال کم ہو گیا، ہم گویا موت اور قبر سے ایک سال قریب ہو گئے، سالِ گذشتہ رمضان کے پہلے عشرے میں آپ کے اس شہر میں حاضر ہوا تھا، اب اُس وقت سے آج تک یعنی گذشتہ رمضان کے پہلے عشرے سے اِس رمضان کا تیسرا عشرہ ہو گیا، حساب لگاؤ کہ یہ میری اور آپ کی زندگی میں سے ایک سال ختم ہو گیا، اللہ جانے اس میں ہم نے کتنی نیکیاں کیں اور کتنے اچھے اعمال کیے اور کتنا وقت ضائع کیا اور کتنی برائیاں کیں۔

سال گذر گیا پتہ بھی نہیں چلا

میری بہنو! سال بھر کا وقت تو ہمارے ہاتھ سے گذر گیا، اب ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ زندگی کے جتنے سال باقی ہیں، ہم اچھے اعمال کرلیں، کچھ نیکیاں کرلیں اور اپنے پیدا کرنے والے خدا کو راضی کرلیں، ایک سال گذر گیا ہمیں پتہ بھی نہیں چلا، کل جب میں ائیر پورٹ سے میرے قیام والے کمرے میں پہنچا تو میرے مشفق ومحترم مولانا سلیم احمد صاحب مدظلہ مجھ سے فرمانے لگے: ایسا معلوم ہو رہا ہے آج وہ وقت اور وہ دن ہے کہ گذشتہ سال رمضان کے پہلے دس روز گذار کر آپ جب یہاں سے لندن روانہ ہو رہے تھے اور اُس وقت ہم آپ کو دعوت دے رہے تھے کہ پھر آئندہ آپ کو آنا ہے، ہم آپ کو ائیر پورٹ رخصت کرنے جا رہے تھے، وہی دن ہم کو معلوم ہو رہا ہے، کہاں ایک سال گذر گیا، پتہ تک نہیں چلا۔

لمحاتِ زندگی بہت قیمتی ہیں

کہیں اسی طرح ہماری زندگی نہ گذر جائے، ایک ایک سال کر کے ہماری زندگی نکل جائے اور غفلت میں زندگی کٹ جائے، اس سے پہلے اللہ ہم سب کو باقی زندگی کی قدردانی نصیب فرمائیں، ہم کچھ اچھے اعمال کرلیں جس سے ہم اللہ کے دربار میں عزت کے ساتھ حاضر ہوسکیں، نہ معلوم کتنے لوگ اس گذرے ہوئے سال میں دنیا سے چلے گئے، ہماری مسجد کے اندر بائیں جانب میں ہمارے حاجی آدم مرحوم صاحب بیٹھے ہوتے تھے، جب میں تین سال پہلے میرے مشفق حضرت مفتی احمد صاحب

خانپوری دامت برکاتہم کی معیت میں پہلی مرتبہ ملاوی آیا تھا، تب ان کے گھر دعوت کھائی تھی اور گذشتہ سفر میں بھی بڑی محبت فرماتے تھے۔

حکیم اختر صاحب کا ایک لطیفہ

محترم حکیم اختر صاحب دامت برکاتہم کراچی سے جب ان کے گھر مہمان بن کر تشریف لائے تو حکیم صاحب مدظلہ العالی نے ایک لطیفہ بیان فرمایا:

''آدم کے دستر خوان پر اولادِ آدم''۔

مرحوم بڑے علما نواز اور علما سے محبت رکھنے والے تھے، اللہ حاجی صاحب کو غریقِ رحمت فرمائے، آمین۔

معلوم نہیں آئندہ رمضان میں کون زندہ رہے گا، کون رخصت ہو جاوے گا۔

جوانی ہم کو دھوکے میں نہ ڈالے

اس لیے جو ٹائم ہمارے پاس ہے، جو وقت ہمارے ہاتھ میں ہے، ہمیں اس کی صحیح قدردانی کرنی چاہیے، یہ مت سوچو کہ ابھی تو ہماری جوانی ہے، تندرستی ہے، ہماری بعض جوان بہنوں کو، کم عمر والی بہنوں کو شاید ان کی جوانی دھوکے میں نہ ڈال دے کہ ابھی تو ہماری عمر ہی کیا ہے، ابھی ہماری بہت کم عمر ہے، میں اپنی جوان بہنوں سے کہوں گا کہ: اس دنیا میں جس طرح بوڑھوں کو موت آتی ہے اسی طرح جوانوں کو بھی موت آیا کرتی ہے، جوان بھی اس دنیا سے مر کے چلے جاتے ہیں، یہ زمانہ قیامت سے پہلے کا زمانہ ہے، اس میں اچانک موت کی کثرت ہے، اچانک موت ہو جاتی ہے، اچھا تندرست آدمی، چلتا پھرتا دنیا سے چلا جاتا ہے، ایسا قیامت سے پہلے پہلے دنیا میں ہوا کرے گا،

دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اچانک کی موت سے میری اور آپ کی حفاظت فرمائیں، ایک دن یقیناً جانا ہی ہے، اللہ کرے کہ عزت، عافیت اور ایمان کے ساتھ دنیا سے جانا نصیب ہو۔

اچانک موت کا ایک واقعہ

دیکھیے! نوجوانوں کی موت پر بات یاد آئی، ہمارے تعلق والوں میں ایک بہت صالح نوجوان؛ بلکہ میرے بہت سارے دینی کام میں تعاون کرنے والے اور علما سے محبت کرنے والے تھے، میں نے خود ان کا نکاح پڑھایا، ان کا رشتہ طے کروایا، ان کی بیوی کا گھرانہ بھی ہم سے تعلق رکھتا ہے، خود ان کا گھرانہ بھی ہم سے تعلق رکھتا ہے، اسی سال اپریل کے ماہ میں بندہ اپنے مشفق اور مربی مرشدِ ثانی حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہ العالی کی معیت میں بارباڈوس، گراناڈا، ٹرنیڈاد کے سفر میں تھا، ویسٹنڈیز کے سفر سے واپسی میں لندن ائیر پورٹ پر ہم اترے اور جب ہم ائیر پورٹ سے باہر نکلے تو لندن کے ہمارے میزبان مولانا عثمان صاحب ائیر پورٹ پر لینے آئے تھے، انھوں نے ملاقات کے ساتھ پہلی خبر سنائی کہ ہندوستان سے مسلسل فون آرہے ہیں، آپ لوگ ہوائی جہاز میں تھے، نواپور کے آپ کے مخلص بھائی الطاف کا انتقال ہوگیا۔

بالکل نوجوان ابھی تو ان کی شادی ہوئی تھی، کوئی ایسی طویل مہلک بیماری بھی نہیں تھی، کوئی حادثہ بھی نہیں، بس بیماری کا مختصر عارضہ ہوا اور چلے گئے، میرے بڑے مخلص اور چاہنے والے اور میرے مشفق اور استاذ حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم کو بھی بڑے دل سے چاہنے والے تھے، جب ہم دونوں نے یہ خبر سنی،

بس ایک بجلی دل و دماغ میں دوڑ گئی، یہ کیا ہو گیا، یہ کیسا اچانک حادثہ ہو گیا، ہم دونوں پر گویا ایک قیامت ٹوٹ پڑی۔

ایمان والے کامیاب ہوں گے ان کی ایک علامت

میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جوان بھی اچانک دنیا سے مر کر چلے جاتے ہیں، پتہ تک نہیں چلتا کہ زندگی کہاں ختم ہو گئی؛ اس لیے جو زندگی ہمارے پاس ہے، چاہے ہم جوان ہوں، چاہے ادھیڑپن کی عمر ہو، یا بڑھاپا ہو، زندگی کی ایک ایک منٹ کو غنیمت سمجھو، اپنے وقت کو ضائع اور برباد مت کرو۔

جو ایمان والے کامیاب ہونے والے ہیں، ان کی کچھ نشانیاں اللہ نے قرآن میں بیان فرمائی ہے، اس میں سے ایک ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۳ (المؤمنون)

ترجمہ: اور (وہ ایمان والے کام یابی پا گئے) جو لغو (یعنی فضول، نکمی) بات پر دھیان نہیں دیتے۔

آیت کا حاصل یہ ہے کہ کامیاب ایمان والے مرد یا عورت کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ بیکار سے، لغو سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں۔

میری دینی بہنو! آپ اپنی زندگی کا ٹائم ٹیبل دیکھیے کہ کوئی وقت آپ کا ایسا تو نہیں ہے کہ بے کار کاموں میں یا بے کار باتوں میں آپ کا ٹائم پاس ہوتا ہو، جو وقت، جو ٹائم آپ کا بے کار باتوں میں، بے کار کاموں میں گزرے گا، اللہ کے یہاں بہت افسوس اور بہت بڑی ندامت اور پچھتاوے کا سبب بنے گا۔

لغو کی تین قسمیں

آپ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ بے کار باتیں تو سمجھ میں آتی ہیں کہ جن باتوں سے دین اور دنیا کا فائدہ نہ ہو، لغو باتوں کا جب مضمون آئے گا تب آپ کو ان شاء اللہ! بہت کھول کھول کر بتاؤں گا، آج اتنا مختصر سمجھ لو کہ بے کار باتیں یعنی جس میں دین اور دنیا کا کوئی فائدہ نہ ہو، اسی طرح بے فائدہ کام جس میں دین و دنیا کا کوئی نفع نہ ہو یہ دونوں قسمیں سمجھ میں آتی ہیں۔

آج کتنے کام ایسے ہیں جو ہم محض وقت گزاری کے طور پر کرتے ہیں، موبائل پر کھیل رہے ہیں، انٹرنیٹ پر بیٹھے ہیں، دوستوں کے ساتھ مجلس ہو رہی ہے، گاؤں کے چوراہوں پر بیٹھے ہیں، مسجد کے باہر بیٹھے ہیں، بس وقت گزاری کر رہے ہیں نہ کوئی دینی کام، نہ کوئی دنیوی فائدہ، باری تعالیٰ ہی ہماری حفاظت فرماوے، آمین۔

بے کار چیزیں کیا ہیں؟

لیکن ایک تیسری قسم ’’بے کار چیزوں کی‘‘ ہے، خاص اِس وقت سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات میرے دل میں آئی، میں آپ کو یہ ایک تیسری قسم بھی بتادوں، میرے پیرو مرشد حضرت اقدس مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ انگلینڈ میں کسی اپنے خاص چاہنے والے کے گھر تشریف لے گئے تو گھر کے آگے والے کمرے میں شاندار شوکیس (Showcase) بنا ہوا تھا۔

دیکھیے! آج کل بنگلوں میں آگے والے کمرے میں شوکیس بناتے ہیں، اس میں بہت ساری چیزیں زینت (Show) کے طور پر ہم لوگ رکھتے ہیں۔

ہمارے پیر و مرشد تو بڑے صاحبِ روحانیت بزرگ تھے، ساتھ ہی بہت بڑے عالم اور مفتی بھی تھے، حضرت نے قرآن اور حدیث کی روشنی میں ان گھر والوں کو فرمایا کہ: یہ چیزیں نہ گھر کے کسی کام میں آسکتی ہیں، نہ استعمال کے کام آسکتی ہیں، یہ تو محض زیب و زینت کے لیے رکھی جاتی ہیں، یہ سب بے کار چیزیں ہیں۔

یعنی یہ لغو کی تیسری قسم ہے، گویا لغو چیزیں وہ ہیں جو کسی کام میں نہ آویں، ایسی بہت ساری فضول چیزیں ہمارے گھر میں رہتی ہیں، جو سالہا سال تک بھی کبھی کام میں نہیں آتیں، یہ لغو چیزیں ہیں، ایسی چیزوں کا صدقہ کر دینا بہتر ہے۔

بے کار چیزوں کا حساب دینا پڑے گا

میری دینی بہنو! دھیان سے سوچ لو کہ آج ہم اپنے کتنے پیسے، کتنے ڈالر اور کتنے کوچے (ملاوی کا رائج پیسہ) بیکار چیزوں کے پیچھے، شوکیس کے پیچھے خرچ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا بھی حساب دینا ہوگا، اس بات کو یاد رکھ کر زندگی گزارو کہ جہاں غریبوں کے لیے کپڑے پہننا نصیب نہیں ہے، دو وقت پورا کھانا نصیب نہیں ہے، وہاں ہم ہزاروں ڈالر کا خرچ کر کے یہ بے کار چیزیں لاتے ہیں، اللہ کے یہاں اس کا بھی حساب دینا پڑے گا، اللہ تعالیٰ ہماری اس سے حفاظت فرمائیں اور اس سے اللہ تعالیٰ ہم کو بچنے کی بھی توفیق نصیب فرمائیں، آمین۔

لغو چیزوں کو جمع کرنے کے لیے وقت اور مال خرچ کرنے سے اپنے آپ کو بچاؤ اور اتنا وقت کسی نیک کام میں خرچ کرو، اتنی رقم اللہ کے لیے صدقہ کرو، ان شاء اللہ! بڑا اجر ملے گا۔

اپنے گھر کا واقعہ

جب تین سال پہلے اللہ کے فضل سے اپنا نیا گھر تعمیر کیا، تو ہمارے گھر سے اصرار رہا کہ شوکیس بھی بننا چاہیے، کئی دن تک تو میں یہ بات ٹالتا رہا، جب اصرار بڑھ گیا، تو میں نے اپنے پیر و مرشد اور استاذ کی بات سنادی، گھر والوں کو کہہ دیا کہ یہ چیز ان شاء اللہ! ہمارے گھر میں نہیں ہوگی، الحمد اللہ! وہ مان گئے اور گھر میں شوکیس نہیں بنا، ویسے میرے حضرت نور اللہ مرقدہ ہی سے میری گھر والی بھی بیعت ہے؛ اس لیے حضرت کا نام آیا تو بات مان لی۔

میں زیادہ تر ڈابھیل مدرسے میں رہتا ہوں، صرف جمعرات اور جمعہ کو گھر جاتا ہوں اور وہ ہمارے مدرسے میں چھٹی کا دن ہوتا ہے، ایک مرتبہ جب گھر پہنچا تو آگے والے کمرے میں کچھ نمائش (Show) کی چیزیں سجا رکھی تھیں، گلدستہ (Flower Pots) وغیرہ سجا رکھے تھے۔

اور معاف کرنا میری دینی بہنو! عورتوں کو بات جلدی سمجھ میں نہیں آتی، آتی بھی ہے تو وہ بھول جاتی ہیں۔

رات کافی دیر سے کسی جگہ بیان کے پروگرام سے فارغ ہو کر میں گھر پہنچا تھا، جب استنجا سے فارغ ہوا تو سب سے پہلے یہ کام کیا کہ وہ سب چیزیں جو رکھی تھیں الحمد للہ! آدھی رات کو میں نے اپنے ہاتھ سے توڑ دی، اس کے بعد الحمد اللہ! کبھی ہمت نہیں ہوئی کہ ایسی چیزیں گھر میں لائی جائے، اللہ والوں کی باتیں سنی تھیں، اس پر عمل کرنے کا اللہ تعالیٰ نے موقع عطا فرمایا اور گھر کے آگے کا کمرہ بے کار چیزوں سے صاف ہو گیا۔

رمضان کا پہلا عشرہ اور ہماری حالت

میری دینی بہنو! میں بے کار باتیں، بے کار چیزیں، بے کار کام ہماری زندگیوں کو برباد کررہے ہیں، اللہ کے واسطے اس سے اپنی زندگی کو بچاؤ۔

میں آپ کو خاص یہ نکتہ (Point) سمجھانا چاہتا ہوں کہ وقت کتنا تیزی سے نکلتا ہے، دیکھو! ہم رمضان رمضان کہہ رہے تھے اور اللہ نے ایک اور رمضان مجھے اور آپ کو عطا فرمایا، اس رمضان کا پہلا عشرہ — جو رحمت کا تھا وہ — ہمارے ہاتھوں سے نکل گیا۔

میری دینی بہنو! میں آپ کو دعوت دیتا ہوں، دو منٹ کے لیے دل کی گہرائی سے سوچو، اللہ کو حاضر رکھ کر سوچو کہ ہم نے رمضان کے پہلے پورے دس دن میں کوئی کام ایسا نہیں کیا کہ جس سے ہم اللہ کی رحمت کے حق دار بن جائیں، شروع رمضان میں تو بس ابھی شروع ہو رہا ہے، ابھی عبادت شروع کریں گے، ابھی تلاوت شروع کریں گے، ایسے خیالات اور باتوں میں وقت گذر جاتا ہے، اللہ ہماری اس غلطی کو معاف فرمائیں اور محض اپنے فضل و کرم سے ہم گنہگاروں کو اپنی رحمت سے مالامال فرماویں، آمین۔

ہمارے دوسرے عشرے کی حالت

پہلے دس روز رحمت کے ہم نے غفلت میں گزار دیے، پھر دوسرے دس دن اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائے، یعنی گیارہ (11) سے بیس (20) تک یہ دوسرا عشرہ

مغفرت کا کہلاتا ہے اور اس مغفرت کے عشرے کے بھی سات دن ہمارے ہاتھ سے نکل گئے۔ حقیقت میں بات یہ ہے کہ میں آپ سے بدگمانی نہیں کرتا ہوں، مجھے اپنی غفلت کا احساس ہے؛ اس لیے یقیناً یہ بات میں اپنے لیے کہتا ہوں کہ دوسرا عشرہ مغفرت کا اور اس کا بھی آج آٹھواں دن ہوگیا۔ ایک کام بھی ہم نے ایسا نہیں کیا کہ جس سے اللہ کی بارگاہ میں ہماری مغفرت ہوجائے۔

میری دینی بہنو! ایک، دودن میں یہ عشرہ بھی ختم ہوجائے گا، اب تو اللہ سے ہم یہی دعا کریں کہ: اے اللہ! ہم نے پہلے رحمت کے دس دن ضائع کردیے اور مغفرت کے اکثر دن بھی ہم نے ضائع کردیے، مولائے کریم! تیرے کرم اور تیرے فضل سے یہ دو چار دن مغفرت کے عشرے کے باقی ہیں، ہماری مغفرت فرما، آمین۔ یہی بات اللہ سے ہم کہہ سکتے ہیں۔

اور پھر ۲۱/رمضان سے تیسرا عشرہ شروع ہوگا یہ تیسرا عشرہ جہنم کی آگ سے چھٹکارے کا ہے، اللہ ہم سب کو جہنم کی آگ سے چھٹکارا عطا فرمائے، آمین۔

یہ رمضان کھانے پینے کے لیے نہیں ہے

میری دینی بہنو! رمضان کے جو دن اور جو راتیں بچی ہیں، اس کی قدر کرلو، یہ رمضان کے دن صرف کھانے پینے، پکانے اور باورچی خانے (Kitchen) میں اپنے اوقات کو برباد کرنے کے دن نہیں ہیں، رمضان کے ایام انواع واقسام کے کھانے تیار کرنے میں ہماری بہنیں ضائع کردیتی ہیں، اللہ ہمیں رمضان کی قدر نصیب فرمائے، آمین۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ کے گھرانے کی عورتوں کی حالت

میری دینی بہنو! حضرت شیخ زکریاؒ نے فضائلِ رمضان میں لکھا ہے اور میں نے اپنے بچپن میں خود اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا ہے۔

فرماتے ہیں: فخر کی بات نہیں، تحدیث بالنعمۃ کے طور پر لکھتا ہوں، اپنی نااہلیت سے خود اگرچہ کچھ نہیں کرسکتا؛ مگر اپنے گھرانے کی عورتوں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہوں کہ اکثر کو اس کا اہتمام رہتا ہے کہ دوسروں سے تلاوت میں بڑھ جاویں، خانگی کاروبار کے ساتھ پندرہ بیس پارے روزانہ پورا کرلیتی ہیں۔

اللہ اکبر! سوچنے کی چیز ہے، آج ہمارے گھر میں خدمت کرنے والیاں، کام کرنے والیاں اور قسم قسم کی مشینیں ہیں، آپ کے لیے کپڑے، برتن کی صفائی کی کوئی ذمے داری نہیں ہے، اللہ نے ہمیں بہت فارغ رکھا ہے، بہت وقت ہمارے پاس ہے، اللہ کرے کہ ہمارا زیادہ سے زیادہ وقت قرآن کی تلاوت میں، اللہ کے ذکر میں اور خدا کی یاد میں گذرے۔

رمضان کی اہمیت حدیث کی روشنی میں

ایک حدیث شریف سن کر ہمیں تو ڈر لگتا ہے،

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: منبر کے قریب ہو جاؤ۔

ہم لوگ حاضر ہو گئے۔

جب حضور ﷺ نے منبر کے پہلے درجے پر قدمِ مبارک رکھا تو فرمایا: آمین۔

جب دوسرے درجے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا: آمین۔

جب تیسرے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین۔

جب آپ ﷺ خطبے سے فارغ ہو کر نیچے اترے تو ہم نے عرض کیا کہ: ہم نے آج آپ سے (منبر پر چڑھتے ہوئے) ایسی بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اس وقت جبرئیل میرے سامنے آئے تھے جب پہلے درجے پر قدم رکھا تو انھوں نے کہا کہ: ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مبارک مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہیں ہوئی۔

میں نے کہا: آمین۔

پھر جب میں دوسرے درجے پر چڑھا تو انھوں نے کہا: ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے آپ کا ذکرِ مبارک ہو اور وہ درود نہ بھیجے۔

میں نے کہا: آمین۔

جب میں تیسرے درجے پر چڑھا تو انھوں نے کہا: ہلاک ہو وہ شخص جس کے سامنے اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پائے اور وہ ان کی خدمت کر کے اپنے آپ کو جنت کا مستحق نہ بنائے۔

میں نے کہا: آمین۔

میری دینی بہنو! ذرا سوچ لو کہ تمام فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بددعا مانگی اور تمام انبیا کے سردار نے اس بددعا پر آمین فرمائی، کتنی پکی بددعا ہوگی کہ

رمضان گذر جائے اور مغفرت نہ ہونے پائے تو ایسے مسلمان مرد و عورت کے لیے بربادی اور ہلاکت کی بددعا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ ایسی بددعا سے اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی حفاظت فرمالے۔ آمین۔

رمضان میں خاص دو قیمتی وقت

میری دینی بہنو! اگر وقت ایسے ہی کھانے پینے میں گذر گیا اور مغفرت نہ ہوئی تو یاد رکھو کہ کتنی خطرناک بددعا ہے، دعا یوں کرو کہ عید کا چاند نظر آئے اس سے پہلے پہلے میری، آپ کی اور پوری امّت کی مغفرت ہوجائے اور اللہ تعالیٰ اس بددعا کا مصداق بننے سے ہماری حفاظت فرماویں، آمین۔

میں آپ سے خاص درخواست کروں گا دو وقت کے بارے میں:

عصر کی نماز کے بعد جلدی کیچن کے کام کاج سے فارغ ہوجائیں اور جلدی افطار کی تیاری کرلیں، اگر افطار کی چیزیں ایسی ہوں کہ گرم رکھنا ہے تو اس کو (Hot Pot) کھانا گرم رکھنے والا برتن میں رکھ دو اور افطار سے کم از کم دس، بیس منٹ پہلے گھروں میں مصلی بچھا کر اللہ تعالیٰ کے سامنے دعا میں مشغول ہوجاؤ، افطار کی جو دعا روایت میں آئی ہے، کتنی پیاری دعا ہے:

یَاوَاسِعَ الْفَضْلِ اغْفِرْلِيْ۔

اے بڑے کشادہ اور وسیع فضل والے! تو میری مغفرت فرمادے۔

اَللّٰهُمَّ أَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ۔

اے اللہ! مجھے جہنم سے نجات عطا فرما۔

یہ دعا ایسے سچے دل سے مانگو کہ آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے، پھر جب افطار کا وقت ہو جائے تو دعا پڑھ کر افطار کرلو، یہ میں نے آپ کو کم سے کم مقدار بتائی کہ افطار سے دس، بیس منٹ پہلے آپ دعا میں مشغول ہو جایا کرو اور گھر میں دعا کا ماحول بناؤ، اس سے زیادہ وقت دعا میں مشغول رکھو تو بہت ہی اچھا۔

گھر میں چھوٹے، بڑے، مرد، عورت سب کے سب اذان تک اس طرح دعا میں مشغول رہیں یہ مناسب ہے۔

دوسرا قیمتی وقت سحری کا ہے

اور ایک دوسری درخواست سچے دل سے آپ کو کرتا ہوں کہ جب آپ سحری کے لیے صبح اٹھو تو چاہے سحری کی تیاری سے پہلے ہو یا بعد میں، کم از کم آٹھ رکعت تہجد کی نماز پڑھ لو، سال بھر تو ہماری فجر کا حال بھی ہم خوب جانتے ہیں، رمضان میں موقع ہے سحری کے ساتھ تہجد کی پابندی کا، تو تہجد کی نماز کا ماحول بناؤ، حضرت نبیٔ کریم ﷺ کا عام معمولِ مبارک تھا کہ آٹھ رکعت تہجد کی نماز پڑھا کرتے تھے، اس میں موقع کے اعتبار سے کمی بیشی کر سکتے ہیں، دو رکعت بھی کم از کم پڑھ سکتے ہیں، یہ خاص وقت یعنی افطار سے قبل اور تہجد کے وقت دعا کا اہتمام ضرور کرو۔

ہم گھر کی مسجد کا اہتمام کریں

اس سلسلے میں آپ کو ایک اور بات بتا دیتا ہوں — چوں کہ گھر کا نظام آپ کے ہاتھ میں ہوتا ہے — کہ اپنے گھر میں ایک چھوٹی جگہ نماز کے لیے، ذکر کے لیے اور قرآن کی تلاوت کے لیے خاص کرلو، جیسے ہمارے گھروں میں الگ الگ روم ہوتے ہیں،

الگ الگ جگہ ہوتی ہے — جیسے بیڈ روم، سیٹنگ روم، اسٹور روم وغیرہ — تو ایک جگہ عبادت کے لیے بھی خاص کرلو، حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے مبارک زمانے میں اور امّت کے اولیائے کرام اور تابعین کے زمانے میں یہ عام معمول تھا کہ گھر میں ایک جگہ عبادت کے لیے خاص رکھتے تھے اس کو "مسجدُ البیتِ" بھی کہتے ہیں اور مرد کبھی بیمار ہو، مسجد نہ جا سکے، تو وہ وہاں نماز ادا کریں، مرد وہاں سنتیں پڑھیں۔

اس خاص عبادت کی جگہ میں مصلیٰ بچھا ہوا ہو، قرآن رکھا ہوا ہو اور دینی کتابیں رکھی ہوئی ہوں، تسبیح رکھی ہوئی ہو، اس کا بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ جب اس جگہ پر نگاہ پڑے گی تو ان شاء اللہ! نماز کی ادائیگی بھی یاد رہے گی، جب ہم دیکھیں گے تو خود بخود دل عبادت کے لیے آمادہ ہوگا کہ یہ جگہ عبادت کے لیے ہے، اس سے نماز پڑھنا، قرآن پڑھنا بھی ان شاء اللہ! ہم کو یاد رہے گا۔

اس میں آپ اعتکاف بھی کرسکتی ہیں، عورتوں کے لیے اعتکاف گھر میں ہوتا ہے اور اس جگہ آپ تہجد کی نماز پڑھیں، تھوڑا اندھیرا ہو اور پھر تہجد کی نماز پڑھنے کے بعد اللہ کے سامنے آنسو بہائیں اور روئیں، اپنی پچھلی زندگی کے گناہ یاد کریں، امید ہے کہ اس رونے کی برکت سے ہماری معافی ہو جاوے گی۔

تہجد کی ایک خاص فضیلت

میری دینی بہنو! تہجد کا وقت یعنی رات کا آخری حصہ ایسا قیمتی وقت ہے کہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رات کے آخری وقت میں اللہ اپنے بندے اور بندیوں کی طرف خاص طور پر توجہ فرماتے ہیں اور خود اعلان فرماتے ہیں کہ:

ہے کوئی معافی مانگنے والا کہ میں اس کو معاف کروں؟

ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں؟

ہے کوئی سوال کرنے والا کہ اس کا سوال پورا کیا جائے؟

گویا خود اللہ تعالیٰ بندوں کو بلا رہے ہیں، تہجد کی نماز چاہے سحری سے پہلے ہو، چاہے بعد میں، صبح صادق سے پہلے پہلے ضرور ادا کرو، خاص کر رمضان کی راتوں میں اپنے گھروں کو تہجد میں رونے سے ضرور آباد کرلو، ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کی ہر ضرورت پوری کرے گا اور ضرور ہر تکلیف کو دور کرے گا چونکہ رمضان کا اثر پورے سال پر ہوتا ہے تو رمضان میں تہجد کی پابندی کی برکت سے ان شاء اللہ! پورے سال تہجد کی پابندی بھی آسان ہو جائے گی۔

حضرت رابعہ بصریہؒ کے رونے کے واقعات

حضرت رابعہ بصریہؒ اس امت میں بڑی عجیب عبادت گزار بندی ہوئی ہیں، اللہ کے سامنے رویا کرتی تھیں، ان کے حالات میں ہے کہ رونے کے بعد جو آنسو نکلتے اس کو زمین پر چھڑک دیا کرتی، اس قدر روتی اور اس قدر آنسو نکلتے کہ جہاں ان آنسوؤں کو چھڑکتی تھی وہاں بہت سی مرتبہ زمین پر ہری ہری گھاس اُگ جایا کرتی تھی۔

اللہ کی نعمتوں پر ہم اللہ کا شکر ادا کریں

میری دینی بہنو! اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس اللہ نے ہمارے گھر میں ٹائلس اور پتھر اور کارپیٹ جیسی نعمت عطا فرمائی، سوچو! دنیا میں کتنے انسان زمین پر سویا کرتے ہیں! کتنوں کے گھر میں پختہ فرش نہیں ہے! اللہ کا کرم ہے کہ اس نے ہمارے گھروں

میں یہ نعمتیں عطا فرما رکھی ہیں، شکرادا کرو اس مالک کا کہ ہم قیمتی اور بہترین مخمل کا مصلیٰ بچھا کر نماز ادا کرتے ہیں، اللہ کے نبی ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم زمین پر نماز پڑھتے تھے اور مسجدِ نبوی کا حال یہ تھا کہ رات کو کبھی بارش ہوتی، تو فجر کی نماز میں کیچڑ ہوتا تھا، حضرت نبیٔ کریم ﷺ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نورانی چمکتی ہوئی پیشانی پر کیچڑ لگ جاتا تھا، اس زمانے میں یہ حال تھا، اللہ نے ہمیں بہت اچھے حال میں رکھا ہے، اللہ کا شکر ادا کرتی رہو، کبھی اپنی زبان سے ناشکری نہ ہو۔

بھونے ہوئے مرغ سے درسِ آخرت

ایک مرتبہ کسی نے حضرت رابعہ بصریہؒ کے سامنے کھانے کے لیے بھونا ہوا مرغ پیش کیا، اس مرغ کو دیکھ کر حضرت رابعہ بصریہؒ رونے لگیں، جس نے مرغ پیش کیا تھا اس کو حضرت رابعہ بصریہؒ کے اس رونے کی وجہ سے بڑی حیرانی ہوئی، اس نے سوال کیا: بات کیا ہے؟ حقیقت بھی یہ ہے کہ ہم خود بھی بھونا ہوا مرغ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

اس پر حضرت رابعہ بصریہؒ نے جو جواب دیا وہ بڑا عبرت کا جواب ہے، حضرت رابعہ بصریہؒ نے فرمایا: مجھے یہ خیال آیا کہ یہ مرغ تو مجھ سے اچھا ہے۔

پیش کرنے والے نے پوچھا: وہ کیسے؟

حضرت رابعہ بصریہؒ نے جواب دیا کہ: اس مرغ کو تو پہلے ذبح کیا گیا، پھر اس کو آگ پر بھونا گیا، اگر کل قیامت میں رابعہ کے گناہوں کو نہ بخشا گیا تو اس کو تو زندہ آگ میں بھون دیا جائے گا۔

وہ کیسے لوگ تھے، آخرت کا فکر ان کو کیسا تھا، خدا کی جہنم کا ان کو کیسا خوف تھا؟

عبرت کا مقام ہے کہ بھونا ہوا مرغ دیکھ کر رو پڑتے تھے۔

بچے کا گندگی پر رونا ہمارے لیے ایک سبق

میری دینی بہنو! اس بات کو تم سمجھتی ہو کہ ایک معصوم بچہ جو تمھارے پیٹ سے نکل کر جب دنیا میں آتا ہے، وہ اپنی ضروریات پوری کرنا نہیں جانتا ہے، مثلاً کپڑے خراب ہو گئے، بچے کو پیشاب ہو گیا، یا پاخانہ ہو گیا تو اپنی ماں کو کیسے مطلع کرے کہ میرے کپڑے خراب ہو چکے ہیں؛ لیکن جب نیپی (وہ کپڑا جو بچے کے ستر پر باندھا جاتا ہے) خراب ہو جاتی ہے، بھیگی ہوئی ہوتی ہے تو وہ رونا شروع کرتا ہے تو بچے کی ماں اس کو پاک صاف کر کے نئے کپڑے پہنا دیتی ہے۔

میری دینی بہنو! ہم سب گناہ سے گندے ہو چکے ہیں، ہمارا بدن، ہمارے دل و دماغ گناہ کی گندگیوں سے ناپاک ہو چکے ہیں، ہم رو کر اللہ کے دربار میں عرض کر دیں کہ اے اللہ! تیری گنہگار بندی آنسو بہا کر کے تیرے دربار میں آئی ہے تو معاف فرما اور گناہ کی گندگی سے پاک کر دے، ان شاء اللہ! اللہ کو ہمارے آنسوؤں پر پیار آئے گا اور ہمارے گناہ کو معاف فرمائے گا اور معافی کا بہترین تحفہ: توبہ کا نیا لباس ہم کو نصیب ہوگا۔

بچے کا نظامِ رزق ایک عبرت

میری دینی بہنو! آپ جانتی ہو، اس نئے پیدا ہونے والے بچے کو جب بھوک لگتی ہے تو اس کو معلوم نہیں کہ میں ماں کو کیسے بتاؤں؛ لیکن وہ معصوم بچہ روتا ہے، ماں کو احساس ہو جاتا ہے کہ اس کو بھوک لگی ہے۔

ساتھ میں دیکھو! اللہ کتنا مہربان ہے، کتنا کریم ہے، وہ بچہ دنیا میں ایک منہ لے کر آتا ہے اور جب وہی بچہ بھوکا، پیاسا ہوتا ہے اور روتا ہے تو اللہ کریم اس کے لیے روزی کے دو دروازوں کو حرکت میں لاتا ہے۔

یعنی اس میں تیرے لیے عبرت بھی ہے کہ اے بندے! تو دنیا میں ایک منہ لے کر آیا ہے، اللہ نے تیری روزی کے دو دروازے رکھے ہیں، ماں کی دونوں چھاتیوں میں دودھ بھر آتا ہے، ماں اس کو چھاتی سے لگاتی ہے، اسی طرح اللہ کے سامنے روئیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم کو نوازیں گے۔

رات کی اندھیری میں راز و نیاز

دنیا کے انسان میٹھی نیند میں سوئے ہوئے ہوں، ہم بیدار ہو جائیں اور نیند قربان کر کے تہجد پڑھیں، دعا مانگیں، یہ ادائیں اللہ کو بہت پسند آویں گی۔

اللہ سے لینے کا خاص وقت تہجد کا وقت ہے

میری دینی بہنو! ہمیں بھی قسم قسم کی ضروریات لگی ہوئی ہیں، ہم تہجد میں اٹھ کر اللہ کے سامنے آنسو بہائیں، ان شاء اللہ! اس رحمتوں والے اللہ کی رحمت جوش میں آئے گی اور اللہ تعالیٰ ہماری تمام ضروریات کو پورا فرمائے گا؛ اس لیے تہجد کا وقت بہت قیمتی ہے، اللہ ہم سب کو اس کی قدردانی کی توفیق نصیب فرمائے۔

جس طرح شاہی دربار میں خاص ملاقات کے اوقات ہوتے ہیں، سمجھو کہ یہ اللہ کے دربار کا خصوصی وقت مانگنے کا ہے۔

ماہِ رمضان میں فرائض کا اہتمام

دینی بہنو! مبارک ایام میں نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ فرائض پوری پابندی کے ساتھ ادا کرو، حدیث شریف میں ہے کہ رمضان میں جو فرض ادا کیا جاتا ہے اس کا اجر ثواب رمضان کے علاوہ کے ۷۰ رفرضوں کے برابر ہے۔

ماہِ رمضان میں نفلی عبادتیں

حضور ﷺ کے ارشادِ عالی کا حاصل ہے کہ رمضان میں نفل اعمال کا اجر وثواب رمضان کے علاوہ کے فرض کے برابر ہو جاتا ہے؛ اس لیے رمضان میں نفل عبادت کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرنا چاہیے، خصوصاً تراویح اور پانچوں وقت کی فرض نماز کے ساتھ کی سنتیں نوافل پابندی کے ساتھ پڑھنی چاہیے، رمضان میں پابندی کرنے کی برکت سے ان شاء اللہ! پورے سال بھی پابندی ہوگی، ساتھ ہی نفل صدقہ، خیرات وغیرہ بھی کرنا چاہیے، افطار کروانے کا بھی بڑا ثواب ہے خاص کر غربا، مساکین، چندے کے لیے آئے ہوئے سفرائے کرام، آئی ہوئی تبلیغی جماعتیں، ان کو سحری اور افطار کروانا چاہیے۔

زکوٰۃ کے متعلق ایک خاص بات

زکوٰۃ یہ دین کا اہم فریضہ ہے، اس کے لیے اللہ کی طرف سے نصاب متعین ہے؛ اس لیے پورے پورے صحیح حساب کے ساتھ نصاب کے قوانین کو ملحوظ رکھ کر زکوٰۃ صحیح اور پوری ادا کرو، کسی ماہر عالمِ دین سے پوری تفصیل بتا کر زکوٰۃ کی گنتی کرواؤ اور نیت کر کے صحیح جگہ زکوٰۃ کو خرچ کرو، لوگ اپنے اموال کی پوری تفصیل بتلاتے نہیں ہے

اور اپنے زعم اور اپنے ناقص علم کے مطابق حساب کر کے زکوۃ دیتے ہیں، اس میں ادائیگیٔ فریضہ میں کوتاہی اور کمی کا خطرہ ہے، اس میں یہ بدگمانی مت کرنا کہ علمائے کرام کو اپنے اموال کی پوری تفصیل بتائیں گے تو وہ اس سے غلط فائدہ اٹھائیں گے کہ چندہ کے لیے آپ کے پیچھے پڑ جائیں یا ٹیکس محکمہ کو اطلاع دے دیں گے ان شاء اللہ! ایسا نہیں ہوگا؛ لیکن پوری تفصیل بتا کر، پورا حساب کروا کر پوری پوری زکوۃ نکالو اور صحیح جگہ اس کو خرچ کرو۔

میرے والد صاحب مرحوم کا ایک عمل

میرے والد صاحب مرحوم حضرت مولانا سلیمان صاحبؒ رمضان شروع ہوتے ہی روزانہ مغرب کے بعد دو تین ضرورت مند، کمزور حال لوگوں کو پابندی سے کچھ رقم عنایت فرماتے، یہی معمول والدہ محترمہ کا بھی تھا، ایک روز میں نے دریافت کیا: یہ کیا چیز ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ: رمضان کی کوئی بھی رات شبِ قدر ہو سکتی ہے؛ اس لیے روزانہ رات کو ہم خیرات کرتے ہیں؛ تا کہ شبِ قدر میں خیرات کا اجر مل جاوے۔

رمضان میں چار کام

حدیث شریف میں فرمایا گیا ہے کے اس مبارک مہینہ میں چار کام زیادہ کرو:

(۱) کلمۂ طیبہ یعنی ’’لا الہ الا اللہ‘‘ زیادہ پڑھنا۔

(۲) استغفار یعنی گناہوں پر معافی زیادہ مانگنا۔

(۳) جنت کی طلب کرنا۔

(۴) جہنم سے پناہ مانگنا۔

کلمہ طیبہ تو بہت آسان ہے، چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، ہر وقت ہر جگہ، کچن میں کام کرتے وقت زبان سے آہستہ آہستہ پڑھا کرو، اس کے لیے ہاتھ میں تسبیح رکھنا بھی ضروری نہیں، شمار کرنا بھی ضروری نہیں، ملائکہ شمار کرتے رہیں گے، وہ ان کی ذمے داری ہے، ہماری ذمے داری پڑھنے کی ہے، ہاں! اگر پابندی میں آسانی کے لیے یا کوئی خاص مسنون فضیلت حاصل کرنے لیے مقدار متعین ہو تو حرج نہیں، صرف استنجا کی جگہ اور ستر کھلا ہوا ہو اس وقت زبان سے نہ پڑھیں۔

ان چاروں کاموں کو ایک ساتھ کیسے ادا کریں؟

ایک مرتبہ رمضان کے مبارک مہینے میں دہلی نظام الدین مرکز حاضری کی سعادت حاصل ہوئی، ظہر کی نماز کے بعد حضرت مولانا سلیمان صاحب جھانجھی مرحوم کا پیارا پیارا تشکیلی بیان ہوتا تھا اور بڑے اونچے اور پختہ ارادے مولانا مرحوم لوگوں سے کروایا کرتے تھے، ارشاد فرمانے لگے:

بھائی! یہ امریکہ والے چاند پر پہنچنے کا دعویٰ کر رہے ہیں اور دوسرے سیّاروں پر جانے کا دعویٰ کر رہے ہیں، وہاں انسانوں کو آباد کرنے کا منصوبہ بنا رہے ہیں، تو بھائیو! ارادے کروا گر وہاں انسان آباد ہو گئے یا انسان کا وجود ثابت ہو گیا تو ان شاء اللہ! وہاں بھی جماعت روانہ کریں گے، بولو! اس کے لیے کون کون تیار ہے؟

بڑی اونچی صفات والے انسان تھے، زندگی میں بہت کم لوگ ان کو پہچان سکے، حضرت کی موت مدینہ، مکہ کے درمیان احرام کی حالت میں ہوئی، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی پاکیزہ، قابلِ رشک، اپنی محبت والی موت عطا فرمائے۔ آمین

اس تشکیلی بیان میں مولانا مرحوم نے اوپر والی یعنی ''چار کام رمضان میں زیادہ کرو'' والی حدیث شریف بیان فرمائی، پھر ارشاد فرمایا: ایک وظیفہ بتاتا ہوں اس کو یاد کر کے پڑھو تو ان شاء اللہ! چاروں کاموں پر ایک ساتھ آسانی سے عمل ہوگا۔

مجھے وہ وظیفہ بہت پسند آیا، میں بھی پڑھتا رہتا ہوں آپ بھی پڑھتے رہیں، ان شاء اللہ! حدیث شریف پر عمل ہو جاوے گا:

لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ، اَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّار

قرآنِ مجید کی تلاوت

اس مبارک مہینے میں بہت زیادہ قرآن کی تلاوت کرنی چاہیے، روزانہ ایک پارے کی تلاوت کریں تو ایک قرآن پورے ماہ میں مکمل ہوگا، دو پارے کی تلاوت کریں تو دو مکمل ہوں گے، تین پارے کی تلاوت کریں تو تین مکمل ہوں گے، زیادہ تلاوت کا اہتمام کرو، ذکر اور تلاوت کا بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ زبان گناہ کی بات بولنے سے محفوظ رہے گی؛ اس لیے کہ زبان کو بری باتوں میں استعمال کرنے سے روزے کی نورانیت ختم ہو جاتی ہے، نیکیوں کے ثمرات مٹ جاتے ہیں؛ اس لیے زبان کو ذکر، تلاوت میں مشغول رکھو، گناہ سے حفاظت ہوگی۔

رمضان کا اثر پورے سال پر

اللہ کے نیک بندے اپنے تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ:

حج کا اثر پوری زندگی پر

رمضان کا اثر پورے سال پر

اور جمعہ کا اثر پورے ہفتے پر پڑتا ہے۔

اس لیے رمضان کو اچھی طرح نیکیوں میں، دعاؤں میں مشغول رکھو، ان شاء اللہ! ہمارا پورا سال بھلائی کے ساتھ گذرے گا۔

ایک المیہ

ہماری بہنیں اس ماہِ مبارک میں کھانے پکانے میں ایسی مشغول رہتی ہیں کہ ان کے اوقات اسی میں گذرتے ہیں، مغرب کی اذان چولہے پر ہوتی ہے، یہ لطیفے کے طور پر کہا کرتا ہوں کہ: پہلی رمضان کو وزن کرلو اور تیس رمضان کو وزن کرو تو وزن میں اضافہ ہی معلوم ہوگا، پورے سال اتنے انواع واقسام کے کھانے نہیں بنتے جتنے رمضان میں بنتے ہیں اور پورے سال اتنا نہیں کھایا جاتا جتنا رمضان میں ہم کھاتے ہیں۔

خیر! رمضان المبارک کے قیمتی اوقات آج تک ہم نے ضائع کردیے اس پر استغفار بھی کرنا چاہیے اور نیکیوں کی طرف زیادہ توجہ رکھو، اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان کی قدر کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

مدینہؐ منورہ میں روضۂ اقدس پر حاضر ہونے والوں کے لیے

ایک پیغام

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم
نہ کرنا میری قبر پہ سر کو خم تم
نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم
کہ بے چارگی میں برابر ہیں ہم تم
مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی
کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

نوٹ: حدیث شریف میں آیا ہے کہ میری قبر کو تم سجدہ گاہ مت بنانا، اس مفہوم کو اشعار میں پیش کیا گیا ہے۔

اللہ ہی سے
مانگو

اس بیان کے چنندہ جواہر پارے

جو بیماری بڑے بڑے ڈاکٹر ٹھیک نہ کرسکے وہ بیماری دعا سے دور ہوتی ہے۔

محنت کر کے کمانا لوگوں سے بھیک مانگنے کے مقابلے میں بہت اچھا ہے۔

دن میں محنت کرنا، رات کو اللہ کے سامنے کھڑے ہونا۔

حالات کا مقابلہ کرنے کا آسان طریقہ شریعت پر جم جانا۔

اللہ تعالیٰ آپ کے لیے شوہر سے بھی زیادہ قریب ہے۔

ایک مؤمنہ عورت جس کے لیے امیر المؤمنین رُکے رہے۔

ایک عورت جس کی فریاد اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں پر سن لی۔

ضرورت کے موقع پر سوال کس سے کریں۔

بیماری اور مصیبت کے وقت اللہ سے منت ماننا جائز ہے۔

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کا ایمان تازہ کرنے والا واقعہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا،مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ،صَلَوَاتُ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَھْلِ طَاعَتِہٖ، وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْراً ۔۔۔اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ (البقرۃ)

ترجمہ:اور جب آپ سے میرے بارے میں میرے بندے پوچھیں تو (بتلادو کہ) میں تو یقیناً (اتنا) قریب ہوں کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھ سے دعا کرے تو میں (بلاواسطہ) دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں (جب میں اتنا مہربان ہوں) تو ان (بندوں) کو چاہیے کہ وہ میرے (حکموں) کو (دل سے) مانیں اور مجھ پر ایمان رکھیں؛ تاکہ وہ (بندے) نیک ہدایت پر آجائیں

وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ (الترمذی:۲/۱۷۵)

ترجمہ: دعا عبادت کا مغز ہے۔

نبیٔ کریم ﷺ کا ایک عظیم کارنامہ

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ہمارے آقا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو جن بڑے بڑے کاموں کے لیے بھیجا، اس میں ایک بہت بڑا کام اور ذمے داری یہ تھی کہ انسان کو انسان کی غلامی سے نکال کر اللہ کی بندگی کرنے والا بنا دیا جائے، اللہ کے بندے اور بندیوں کو اللہ کے ساتھ جوڑ دیا جائے، ایک انسان کو دوسرے انسان کے سامنے سوال کرنے اور بھیک مانگنے سے بچا کر ایک اللہ کے سامنے سوال کرنے والا اور مانگنے والا بنا دے، حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے اس عظیم ذمے داری کو بہت ہی اہمیت کے ساتھ پورا فرما کر دکھایا۔

عورتوں پر خصوصی احسان

حضرت نبیٔ کریم ﷺ جب دنیا میں تشریف لائے اس وقت عرب اور پوری دنیا کا حال بہت ہی برا تھا، ایک انسان کئی کئی انسانوں کا محتاج بنا ہوا تھا اور اس میں خاص کر کے ہماری بہنوں اور عورتوں کو بہت ہی ذلیل اور مجبور سمجھا جاتا تھا، ایک عورت اپنے شوہر تک کی نظر میں ذلیل سمجھی جاتی تھی، خاندان کی نظر میں ذلیل سمجھی جاتی تھی اور عورت کی مجبوری سے قسم قسم کے فائدے اٹھائے جاتے تھے۔

اللہ کے نبی ﷺ نے صراطِ مستقیم کی رہنمائی فرمائی

حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے دنیا میں تشریف لا کر عورت ذات کو اور انسانیت کو ایسی مجبوریوں اور لاچاریوں سے چھٹکارا دلوایا اور یہ سبق دیا کہ ہم صرف ایک اللہ کے

محتاج ہیں اور عورت ذات قابلِ عزت ہے۔

عورتوں کو ذلتی سے نکال کر عزت کا اعلیٰ مقام دلوایا، پستی سے نکال کر بلندی کا مرتبہ دلوایا۔

مردوں اور عورتوں ؛ سب کو یہ بات سکھلائی کہ تم ایک اللہ کے محتاج ہو، اگر تم پریشان ہو، ضرورت مند ہو تو ایک اللہ کے سامنے مانگنے والے بن جاؤ، اللہ تمہاری تمام پریشانیوں کو دور فرمادے گا۔

میری دینی بہنو! اللہ کے نبی ﷺ نے مردوں اور عورتوں پر یہ بہت بڑا احسان فرمایا اور ایک اللہ کے دربار سے مانگنا اور لینا سکھایا اور ایک اللہ کے دربار میں سوال کے لیے زبان کھولنا سکھایا۔

اللہ سے مانگنا انسان کو دوسروں سے مانگنے سے بے نیاز کر دیتا ہے

میری دینی بہنو! میں آپ سے حقیقت کہتا ہوں کہ:

اگر آپ کی زبان اللہ کے سامنے کھلنے لگے اور اللہ کے دربار میں سوالی بن جائے تو پھر آپ کو اپنی زبان دنیا میں کسی کے سامنے نہیں کھولنی پڑے گی، پھر آپ کو اپنی زبان باپ کے سامنے، بھائی کے سامنے، شوہر کے سامنے بھی کھولنی نہیں پڑے گی۔

اگر آپ اپنے ہاتھ اللہ کے سامنے اٹھانا اور پھیلانا شروع کر دیں تو پھر کسی کے سامنے آپ کو ہاتھ پھیلانا نہیں پڑے گا۔

آج ہماری پریشانیاں اور ضرورتیں کتنی ہیں، اجتماعی، انفرادی، قسم قسم کی ضرورتیں اور پریشانیاں ہم کو لگی ہیں، ان حالات کی سب سے بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ:

ہم نے اللہ سے کہنا نہیں سیکھا، باپ اور شوہر سے کہنا سیکھا۔

شوہر سے مانگنا سیکھا، اللہ سے مانگنا نہیں سیکھا۔

اسی طرح ہم نے اللہ کے سامنے ہاتھ اٹھانا نہیں سیکھا، شوہر اور باپ کے سامنے ہاتھ پھیلانا سیکھا۔

میری دینی بہنو! جس دن آپ کے ہاتھ اللہ کے سامنے اٹھنے والے بن گئے، آپ کی زبان اللہ کے سامنے کھلنے والی بن گئی تو ان شاء اللہ! پھر آپ کسی کی محتاج نہ رہوگی، باری تعالیٰ عجیب طریقے سے ضروریات پوری فرماویں گے اور مشکلات دور فرمادیں گے اور اللہ آپ کو دنیا اور آخرت میں عزت عطا فرمائے گا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عمل ہمارے لیے ایک سبق

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا عمل روایتوں میں ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اللہ سے کہتی ہیں اور اللہ کے سامنے دعا کرتی ہیں اور منّت کرتی ہیں۔

میری دینی بہنو! حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے سوال نہیں کیا؛ بلکہ سوال اور فریاد اللہ کے دربار میں کی تو اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شفا کی دولت سے مالا مال کیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اللہ سے منّت کی: اے اللہ! میرے دونوں لاڈلے بیٹے، جنت کے پھول: حسن اور حسین تندرست ہو گئے تو اے اللہ! میں نفل نمازیں پڑھوں گی اور روزے رکھوں گی۔

اللہ کے سامنے سوال کیا اور اللہ کے سامنے منّت بھی مانگی تو اللہ نے ان کی تکلیف کو دور کر دیا۔

رمضان دعا کا موسم ہے

میری دینی بہنو! یہ رمضان کے مبارک دن ہیں، میں آپ ایک چیز خاص طور پر سکھانا چاہتا ہوں، اللہ کرے یہ صفت اور یہ خوبی ہم سب میں آجائے، وہ یہ کہ ایک اللہ کے سامنے مانگنا اور ہاتھ پھیلانا سیکھ لو اور ایک اللہ کے سامنے زبان کھولنا سیکھ لو، ان شاء اللہ! پھر دنیا میں کسی سے امید لگانے کی ضرورت نہ رہے گی۔

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کا عجیب واقعہ

ایک صحابیہ عورت ہے حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا، یہ بڑی عمر کی بوڑھی عورت تھی، یہ خاتون بڑی عمر میں مسلمان ہو گئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت مکہ کے بڑے کافر سردار سمجھے جاتے تھے، یہ عورت ان کے گھر پر کام کرتی تھی، ان کی باندی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کو اس قدر مارتے تھے کہ تھک جاتے۔

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کا ایمان لانا ابو جہل کو بھی معلوم ہو گیا، اس کو بڑا غصہ آیا اور ایک دن یہ ظالم ابو جہل اپنے دوستوں کو لے کر آیا اور دوستوں کے سامنے حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کی توہین (Insult) کرنے کے لیے وہ مارنے لگا، یہ بوڑھی عورت اپنے ایمان کی خاطر مار کھا رہی ہے اور مار برداشت کر رہی ہے، ابو جہل نے دیکھا اور حیران رہ گیا کہ یہ مار کھا رہی ہے پھر بھی کچھ نہیں بولتی۔

گویا زبانِ حال سے حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا یہ پیغام دے رہی تھی کہ ابو جہل! میں محمد ﷺ پر ایمان لے آئی ہوں، میں مسلمان ہو چکی ہوں، اگر تو کفر کرنے میں شرماتا نہیں ہے تو میں ایمان لانے میں شرم نہیں کرتی، تو اگر کھلم کھلا کافر ہے تو میں کھلم کھلا مسلمان ہونے کا اعلان کرتی ہوں، اگر تو کھلم کھلا اللہ کا دشمن ہے، تو میں کھلم کھلا اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے والی ہوں۔

اللہ اکبر! کیسی عورت ہے!

ابو جہل اور مکہ کے دوسرے سردار حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کے ایمان کا مذاق اڑاتے ہوئے کہنے لگے: اگر اسلام کوئی عمدہ اور بھلی چیز ہوتی تو زنیرہ ہم سے اسلام لانے میں آگے نہ بڑھتی؛ گویا اسلام کا مذاق اڑایا، ساتھ میں حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کی غربت اور کمزوری کا مذاق اڑایا۔

اس پر باری تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ

(الأحقاف:۱۱)

ترجمہ: کافر لوگ ایمان والوں سے کہنے لگے: اگر یہ اسلام کوئی اچھی چیز ہوتی تو یہ لوگ یعنی غریب کمزور لوگ ایمان لانے میں ہم سے آگے نہ بڑھ جاتے۔

شریعت کے معاملے میں کسی سے شرمانا نہیں چاہیے

میری دینی بہنو! اللہ کے خاطر اللہ کے دین پر عمل کرنے میں شرمانا چھوڑ دو، لوگوں سے گھبرانا چھوڑ دو، آج ہماری بہنوں کو پردہ کرنے میں شرم آتی ہے:

لوگ کیا کہیں گے؟

لوگ طعنہ دیں گے

ایسی باتیں سوچتی ہیں، اللہ کے دین کی خاطر کسی کے طعنوں سے گھبرانا نہیں چاہیے، دین کے خاطر نہ گھبرانا اللہ کے نیک بندے اور بندیوں کی نشانی ہے:

لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِم

ترجمہ: دین کے خاطر کسی کی ملامت سے ڈرتے نہیں۔

اللہ کے لیے یہ کسی کے طعن اور کسی کی ملامت سے نہیں گھبراتے۔ اللہ کے واسطے کوئی کچھ بھی کہے، ان کے کہنے سے، ان کے طعنہ دینے سے پردہ نہ چھوڑو۔

دینی امور میں کسی کو طعنہ دینے میں ایمان کا خطرہ

میں ان بہنوں سے بھی کہتا ہوں جو ہماری بہنوں کو طعنہ دیتی ہیں کہ اگر تم نے اللہ کی شریعت پر عمل کرنے کی وجہ سے کسی نیک عورت کو طعنہ دیا تو سن لو میری بہنو! خطرہ ہے اس بات کا کہ زندگی سے ایمان چھین لیا جائے، ہماری ایک بہن پردہ کرتی ہے تو اس کی دوسری سہیلی اس کو طعنہ دیتی ہے کہ:

میں جانتی ہوں کہ تو کیسی ہے؟

تو نے کب سے پردہ شروع کر دیا ہے؟

سن لو میری دینی بہنو! اگر اپنی بہن کو ایسا طعنہ دیا تو خطرہ اس بات کا ہے کہ اللہ کہیں ایمان نہ چھین لے، کوئی بہن نیک اور نمازی بن گئی، اس نے اپنے گھر سے بلا ضرورت نکلنا چھوڑ دیا، بازار جانا بند کر دیا، گھر میں رہتی ہے، اللہ کی عبادت کرتی ہے،

شوہر کا حق ادا کرتی ہے، اولاد اور باپ کی خدمت کرتی ہے، اگر دوسری بہن نے اسے طعنہ دیا، عیب لگایا، تو یاد رکھو! اس بات کا خطرہ ہے کہ آپ کے ایمان کی دولت اللہ چھین لے، اللہ ہماری حفاظت فرمائے؛ چوں کہ یہ احکامِ دین کا مذاق ہوا؛ اس لیے پوری طرح اپنے آپ کو ایسی چیز سے بچانے کی ضرورت ہے۔

نیک عمل میں شرم نہیں کرنی چاہیے

دین پر عمل کرنے میں کسی سے نہ شرمائیں:

جب ان بے پردہ عورتوں کو بے حیا بن کر گھومنے میں شرم نہیں آتی تو تمھیں پردہ کرنے میں شرم نہیں آنی چاہیے۔

ان کو اپنا حسن و جمال نمایاں کرنے میں شرم نہیں آتی تو تم کو اللہ کے دین پر عمل کرنے میں شرم نہیں آنی چاہیے۔

جب وہ اپنے بال اور اپنے چہرے کو لوگوں کے سامنے کھولنے سے شرماتی نہیں ہے تو تمھیں چہرہ، بال اور بدن چھپانے میں شرم نہیں آنی چاہیے۔

وہ عورتیں ناجائز تعلق میں نہ گھبرائے، اپنے ناجائز تعلقات اور مرد دوست (Boy friend) رکھنے کو لوگوں کے سامنے فخر سے بیان کرے اور اس کو تہذیب و تمدن سمجھے، تو پھر تم کو عفت، پاک دامنی، عصمت والی زندگی پر شرمانا نہیں چاہیے۔

اللہ کے دین کے بارے میں کسی کے طعنے سے مت گھبرانا، اللہ تمھاری مدد کرے گا، میں ان بہنوں کو بھی کہہ دیتا ہوں کہ کوئی بہن دین دار اور نیک بن جائے، نمازی بن جائے، اپنی زندگی کو تبدیل (Change) کرلے، حیا اور شرم والی بن

جائے، تم اس کو طعنہ مت دو، ورنہ تمھارے اس طعنہ والی بات پر خطرہ ہے اس بات کا کہ اللہ کی پکڑ، ناراضگی اور غصہ تمھاری طرف کہیں متوجہ نہ ہو جائے۔

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کا ایمان

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا بڑی ہمت سے ابوجہل کو جواب دیتی ہے:

اے ابوجہل! میں ایمان لے آئی ہوں۔

ابوجہل مارتا جارہا ہے اور حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا برداشت کرتی جارہی ہے؛ لیکن ایمان چھوڑنے کو تیار نہیں ہے، اس کی مار کو برداشت کرتی ہے اور صبر کرتی ہے، زبان سے ایک لفظ نہیں بولتی کہ مجھے مت مارو؛ چوں کہ یہ جانتی ہے کہ یہ تکلیف اور یہ مار پیٹ، اللہ کے واسطے ہے، ان شاء اللہ! اللہ اس کے بدلے میں مجھے جنت دے گا۔

ابوجہل نے دیکھا کہ یہ تو بڑی عجیب وغریب عورت ہے، چپ چاپ مار کھا رہی ہے، مار برداشت کر رہی ہے؛ لیکن ایمان چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہے، تو ابوجہل کو اور غصہ آیا اور غصے میں ایک بڑی چیز لے کر حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کے سر پر اتنی زور سے ماردی کہ حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا اندھی ہوگئی، پھر ابوجہل نے اپنے دوستوں کے سامنے مذاق اڑانا شروع کیا کہ:

زنیرہ! دیکھ لیا تو نے، تو ہمارے بتوں کی عبادت نہیں کرتی؛ اس لیے ہمارے بتوں اور دیوتاؤں نے تیری آنکھیں چھین لیں، تجھے اندھا کردیا، اگر تو ہمارے بتوں اور دیوتاؤں کی عبادت کرتی تو ہمارے دیوتا تجھ سے ناراض نہ ہوتے، تو اللہ پر ایمان لے آئی؛ اس لیے ہمارے دیوی، دیوتا تجھ سے ناراض ہوگئے، اور تجھے یہ تکلیف دی۔

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کی غیرتِ ایمانی

جب یہ بات حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا نے سنی کہ ابو جہل اللہ کی شان میں بے ادبی کرتا ہے تو اب حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا سے برداشت نہ ہوا؛ چوں کہ ابو جہل نے اللہ کو برا کہنا شروع کر دیا، وہ اٹھی اور کسی دوسرے کمرے میں چلی گئی اور سجدے میں گر گئی اور اللہ سے کہنے لگی:

اے میرے اللہ! تو مجھے دیکھ رہا تھا کہ ابو جہل مجھے مار رہا تھا، میں نے مار کو برداشت کیا۔

اے اللہ! اگر تیرے واسطے وہ میرے بدن کو چھلنی بنا دیتا، میرے بدن کی ہڈیاں توڑ دیتا، تب بھی میں ایک لفظ نہ بولتی، صبر کرتی رہتی؛ لیکن اے اللہ! کوئی تجھے بُرا کہے یہ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔

اے اللہ! آج عزت داؤ پر لگی ہوئی ہے، میں تو کچھ نہ تھی، تو نے مجھے پیدا کیا:

الَّذِیْٓ اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ۝۷ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۝۸ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۹ (السجدۃ)

ترجمہ: جس نے ہر چیز پیدا کی، بہت اچھی پیدا کی اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی ﴿۷﴾ پھر اس (انسان) کی نسل ایک نچوڑے ہوئے حقیر پانی سے چلائی ﴿۸﴾ پھر اس کو برابر بنایا، اس میں اپنی روح پھونکی اور تمھارے لیے کان اور آنکھیں اور دل بنا دیے (اے انسانو!) تم (اللہ کا) بہت کم شکر ادا کرتے ہو ﴿۹﴾

دعا کی برکت سے لاعلاج بیماری کا اچھا ہونا

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا اللہ سے عرض کرتی ہیں کہ: اے اللہ! آج تیری عزت سے سوال کرتی ہوں، تو میری آنکھوں کو درست کر دے؛ تاکہ یہ ظالم تیری شان میں بے ادبی نہ کرے اور تیری عظمت ان کے سامنے ظاہر ہو جائے۔

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کی یہ دعا اللہ کو اتنی پسند آئی کہ ابھی ہاتھ منہ پر پھرائے بھی نہ تھے، دعا مانگ ہی رہی تھی کہ اللہ نے ان کی دونوں آنکھیں درست کر دیں۔

بعض کتابوں میں یوں لکھا ہے کہ: جب آنکھ چلی گئی تو مشرکین کہنے لگے کہ: ہمارے خدا یعنی لات و عُزّٰی نے اندھا کر دیا۔

حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: لات و عُزّٰی کو تو یہ خبر بھی نہیں ہے کہ کون اس کی پرستش کرتا ہے، یہ تو (یعنی بینائی کا چلا جانا) محض اللہ کی طرف سے ہوا ہے، اگر اللہ چاہے تو میری بینائی واپس آسکتی ہے۔

خدا تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ کہ اسی رات کے گذرنے کے بعد صبح حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا اٹھی تو آنکھیں درست ہو چکی تھیں، بینائی لوٹ آئی تھی، اس پر مشرکین کہنے لگے کہ: محمد نے جادو کر دیا ہے۔

بعد میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت زنیرہ رضی اللہ عنہا کو خرید کر آزاد کر دیا۔

دعا کی طاقت

میری دینی بہنو! اللہ نے دعا مانگنے میں وہ طاقت رکھی ہے کہ مشکل سے مشکل کام اس کے ذریعے سے آسان ہو جاتے ہیں، دنیا میں اللہ کے سوا کسی اور سے سوال

مت کرو، شوہر اور باپ کا دل بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے، تم اللہ سے کیوں سوال نہیں کرتیں؟ مانگو اس اللہ سے جس کے قبضے میں شوہر کا اور باپ کا دل ہے، اللہ ان کے دلوں میں ڈالے گا اور تمھاری ضرورت پوری فرمائے گا اور سوال کی ذلت سے بچ جاؤ گی۔

غیر اللہ سے سوال کرنے سے بچنے کا نسخہ

میری دینی بہنو! آج بڑی بات یہ ہے کہ ہم نے دوسروں سے سوال کر کے اپنے آپ کو ذلیل کرر کھا ہے، اس بات کو دل میں لکھ کر جاؤ کہ ہر ایک کا دل اللہ کے قبضہ میں ہے اور اگر تم باپ کے گھر ہو تو باپ کا دل بھی اللہ کے قبضے میں ہے، اگر تم شوہر کے گھر پر ہو تو شوہر کا دل بھی اللہ کے قبضے میں ہے، اسی لیے ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں:

یا مصرف القلوب، یا مقلب القلوب۔

اے اللہ! تو دلوں کو پلٹنے والا ہے، اے اللہ! تیرے قبضے میں لوگوں کے دل ہیں، تو دلوں کو پھیر دے اور ہمارے شوہر، ہمارے والد کو ہماری ضروریات پوری کرنے کی طرف متوجہ فرما، تو قادر ہے، بغیر شوہر اور باپ کی مدد کے بھی ضروریات پوری کرسکتا ہے۔

پورے یقین سے مانگو۔

حضرت رابعہ بصریہؒ کا واقعہ

حضرت رابعہ بصریہؒ کے آپ نے بہت سارے واقعات سن رکھے ہیں، آج ان کی دعا کا ایک عجیب واقعہ آپ کو بتا دیتا ہوں، حضرت شیخ اسماعیلؒ یہ حضرت رابعہؒ کے والد ہیں، وہ پہلی صدی کے بزرگ تھے، ابھی صحابہ رضی اللہ عنہم کا دور تھا، صحابہ رضی اللہ عنہم دنیا میں موجود

تھے، اس دور کے شیخ اسماعیلؒ ہیں۔

ان کے گھر میں چار بیٹیاں پیدا ہوئیں، ان میں چوتھی بیٹی کا نام رابعہ رکھا گیا؛ اس لیے کہ عربی میں چوتھی کو ''رابعہ'' کہتے ہیں اور بصرہ ان کا وطن تھا؛ اس لیے ''رابعہ بصریہ'' کے نام سے مشہور ہوگئی۔

حضرت رابعہؒ کی چار یا پانچ سال کی عمر تھی کہ ابا جان کا انتقال ہوگیا، جب حضرت رابعہ آٹھ سال کی ہوئی، بصرہ شہر میں سخت قحط ہوا، اتنا سخت قحط پڑا کہ کھانے پینے کی چیزوں سے بھی لوگ محروم ہوگئے اور لوگ بھوک پیاس سے پریشان ہوگئے، یہ چاروں بہنیں بھی پریشان ؛لیکن ہمت نہیں ہوتی تھی کہ کسی کے سامنے بھیک مانگے، بہت دن گذر گئے، کوئی چیز کھانے کو نہ ملی اور بھوک کی وجہ سے جان خطرے میں پڑگئی، بالآخر مجبور ہوکر ایک روز، چاروں بہنیں عام گزرگاہ پر بیٹھ گئیں کہ کسی سے کچھ مانگے؛ لیکن کسی سے مانگنے کی ہمت نہیں ہوئی۔

اس زمانے میں بصرہ شہر میں ایک بہت بڑا مال دار آدمی تھا، اس کا نام عتیق تھا، وہ وہاں سے گذرا اور دیکھا کہ یہ چاروں بہنیں بیٹھی ہوئی ہیں، تو اس نے بڑی بہن سے پوچھنا شروع کیا کہ: تم یہاں کیوں بیٹھی ہو؟

جواب دیا کہ: ہم بھوک کی وجہ سے پریشان ہیں، جان نکلی جارہی ہے؛ اس لیے یہاں بیٹھی ہیں۔

کھانے پینے کی چیزوں پر اللہ کا شکر ادا کریں

میری دینی بہنو! کھانے پینے کی جو نعمتیں اللہ نے ہم کو دے رکھی ہیں اس کا شکر

ادا کرو، اللہ کبھی ایسے دن ہمارے پاس نہ لائے کہ ہم لقمے لقمے کے محتاج ہو جائیں، اللہ ایسے برے دنوں سے ہماری حفاظت فرمائیں، آمین۔ اللہ کے شکر گزار بن جاؤ، کبھی زبان پر ناشکری کے الفاظ مت لاؤ؛ اس لیے کہ اللہ جب ناراض ہوتے ہیں تو نعمت کے دروازے بند کر دیتے ہیں۔

عبرت ناک واقعہ

بیچ میں ایک واقعہ سنا دیتا ہوں، کچھ سال پہلے گجرات میں بہت بڑا زلزلہ آیا تھا، اس موقع پر بہت سارے لوگ امدادی خدمات کے لیے زلزلہ زدہ علاقے میں گئے تھے، الحمد للہ! ہماری "فلاح المسلمین"، تنظیم کو بھی خدمت کا موقع ملا۔

سخت ٹھنڈی کا زمانہ تھا، ہم لوگوں نے مختلف جگہوں پر کیمپ لگا رکھے تھے، کیمپ سے غلہ، کپڑے وغیرہ ضروریاتِ زندگی کا سامان تقسیم کیا جاتا تھا اور لوگ آدھی پونی رات ہوتے ہی کیمپ کے دروازے پر لائن لگا کر کھڑے ہو جاتے تھے، مرد اور عورتیں، بوڑھے، جوان، چھوٹے چھوٹے معصوم بچے تک لمبی لمبی لائن میں کھڑے ہوتے تھے، تقریباً پانچ ہزار سے زیادہ لوگ روزانہ لائن میں کھڑے ہوتے تھے، صبح آٹھ، نو بجے سے ان کو راشن، کپڑے تقسیم کرنے کا کام شروع ہوتا تھا۔

اس وقت ہمارے ایک ساتھی جناب یوسف علی صاحب ڈوکراٹ نے دیکھا کہ ایک ہندو عورت کیمپ کے قریب ایک درخت کے نیچے کھڑی ہو کر سب کچھ دیکھ رہی ہے اور جب لوگ چلے گئے تو وہ عورت بھی چلی گئی، لائن میں کوئی چیز لینے نہیں آئی، وہ عورت دوسرے دن بھی آئی اور اسی طرح دیکھ کر چلی گئی، تیسرے دن پھر آ کر اسی

طرح کھڑی ہوگئی تو ہمارے ایک ساتھی نے ایک خادم کو اس خاتون کے پاس بھیجا، اس خادم نے اس عورت سے پوچھا: بہن! کیوں یہاں آتی ہو؟ آپ کا کیا مقصد ہے؟

جب یہ سوالات کیے تو اس ہندو عورت کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، رونے لگی، پھر اس عورت نے جو جواب دیا وہ ہم سب کے لیے عبرت اور نصیحت ہے، اس نے کہا کہ: میں اس بھوج شہر کے سب سے بڑے گولڈ کے تاجر (سنار) کی بیوی ہوں، میرا شوہر سونا بیچنے والا تاجر تھا، جب زلزلہ آیا تو ہماری پوری دکان زمین میں دھنس گئی اور میرا شوہر اور میرا جوان بیٹا اس دکان کے نیچے دب کر مر گئے اور میرا مکان بھی ٹوٹ گیا۔

پھر اس نے کہا کہ: اے مسلمان بھائیو! میرا ایک وقت وہ تھا کہ مال دار کی بیوی تھی، میں اپنے جسم پر، کان، ناک، گلے اور ہاتھوں میں ۵۰، ۵۰ تولے سونا پہن کر گھر سے باہر جاتی تھی، آج میرا یہ حال ہے کہ زلزلے کے بعد سے آج سات دن ہو گئے، مجھے دو روٹی کھانے کو نہیں ملی، بھوک کی وجہ سے پریشان ہوں، میں تین دن سے تمہارے کیمپ میں روٹی، چاول کے لیے آتی ہوں؛ لیکن یہاں آنے کے بعد شرم آتی ہے کہ مال دار کی بیوی ہوں، کیسے مانگوں؟ بھوکی واپس چلی جاتی ہوں؛ لیکن اب سات دن ہو گئے، بھوک برداشت نہیں ہوتی، اے مسلمانو! تمہارے اللہ کے نام کا واسطہ دے کر سوال کرتی ہوں، اللہ کے نام پر دو روٹی دے دو؛ تاکہ میری جان بچ جائے۔

یاد رکھو! مال داری کے بعد فقیری بہت مشکل ہوتی ہے۔

اللہ ہر چیز پر قادر ہے

میری دینی بہنو! اللہ ایسے برے دن کبھی نہ دکھائے، ایسی اللہ سے دعا کرو، جو

نعمتیں کھانے کی، پہننے کی، رہنے کی اللہ کی طرف سے ہم کو بہت آسانی سے مل رہی ہیں اس پر اللہ کا شکرادا کرو، اللہ نے اپنے کلامِ پاک میں اعلان فرمایا ہے:

لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ وَلَئِنۡ كَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِىۡ لَشَدِيۡدٌ ۝۷ (ابراھیم)

اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ نے کیا بات فرمادی کہ شکر کروگے تو نعمت زیادہ دوں گا اور ناشکری کروگے تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔

اللہ فرماتے ہیں کہ: میں دے بھی سکتا ہوں اور لے بھی سکتا ہوں۔

مال دار بھی بنا سکتا ہوں اور بھکاری بھی بنا سکتا ہوں، اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

میری دینی بہنو! کبھی اللہ کی نعمتوں پر ناشکری مت کرنا، اللہ نے ہم کو بہت دیا ہے، ہمیشہ یاد رکھو!

جو خدا کروڑ پتی بنا سکتا ہے، وہ روڈ پتی بھی بنا سکتا ہے۔

وہ جب چاہے تب کسی کو عالی شان محل میں پہنچائے، جب چاہے تب کسی کو راستے پر لا کھڑا کر دے۔

قدرتی حوادثات کے موقع پر ایسے واقعات دیکھنے اور سننے میں آتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ حفاظت اور عافیت کا معاملہ فرمائے، آمین۔

حضرت رابعہؒ کا جواب

تو بات یہ چل رہی تھی کہ حضرت رابعہ چاروں بہنوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی اور مال دار آدمی بڑی بہن کے ساتھ بات کر رہا ہے اور اس کی نظر حضرت رابعہ کی طرف پڑی، چھوٹی سی بچی، نورانی چہرہ، اس مال دار نے بڑی بہن سے پوچھا کہ:

یہ تمھاری چھوٹی بہن ہے؟

جواب دیا کہ: ہاں۔

اس نے حضرت رابعہ سے کہا کہ: تو مجھ سے کوئی چیز نہیں مانگتی؟

رابعہ چھوٹی سی بچی تھی؛ لیکن ہمت سے جواب دیتی ہے کہ: جس سے مانگنا تھا اس سے مانگ چکی ہوں، یعنی اللہ سے اور اسی سے مانگوں گی۔

اب وہ مذاق میں کہنے لگا کہ: اس اللہ نے ابھی تک تجھے نہ روٹی دی ہے نہ کھانا دیا ہے۔

رابعہ نے جواب دیا: اس کے یہاں جب دینے کا وقت آئے گا تب دے گا:

قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ۳ (الطلاق)

اللہ نے ہر چیز کا ایک ٹائم رکھا ہے، جب وقت آئے گا دے گا۔

حضرت رابعہؒ کا ملازمت کے لیے جانا

اب وہ مال دار بڑی بہن سے کہنے لگا: تیری چھوٹی بہن بہت ہوشیار ہے، اس کو میرے گھر پر کام کرنے کے لیے بھیج دو، میں آپ کو اتنے دینار، اتنے پیسے دیتا ہوں کہ پھر آپ کو کسی سے بھیک نہیں مانگنی پڑے گی، چاروں نے مشورہ کیا کہ ایک بہن کام کے لیے چلی جائے اور اس کی وجہ سے اگر چاروں کا مسئلہ حل ہو جائے اور بھیک نہ مانگنی پڑے تو اچھا ہے، اس پر حضرت رابعہ خوشی خوشی تیار ہو گئی اور کہا کہ: اپنی تین بہنوں کی خاطر اپنے بچپن کا کھیل کود سب کچھ قربان کروں گی؛ لیکن ہم کسی سے بھیک نہیں مانگیں گے۔

وہ مزدوری کے لیے اس عتیق سیٹھ کے یہاں چلی گئی، اللہ تعالیٰ کی عجیب بندی تھی، دن بھر خدمت کرتی، محنت مزدوری کرتی اور بہت دور جا کر اپنے سیٹھ عتیق کے لیے پانی بھر کر لاتی، پسینے سے لت پت ہو جاتی اور پھر رات میں اللہ کے سامنے کھڑی ہو کر عبادت کرتی۔

اللہ اکبر! چھوٹی سی بچی تھی، جب اس کی عمر آگے بڑھی اور تیرہ (۱۳) سال کی ہوئی تو ایک دن اس کا مالک اس کو پوچھنے لگا: اے رابعہ! تمھارا چہرہ بہت پھیکا ہونے لگا کیا بات ہے؟ تو رات کو سوتی نہیں ہے؟

حضرت رابعہ نے کہا کہ: کیا مجھ سے ذمے داری پوری کرنے اور کاموں کے پورا کرنے میں کوتاہی ہوتی ہے؟ کیا میں کام نہیں کر رہی ہوں؟

مالک نے جواب دیا کہ: رابعہ! تو کام تو پورا کرتی ہے اور بہت دھیان سے کرتی ہے، لیکن میں کہتا ہوں کہ کچھ وقت آرام کرلیا کر، اپنی طبیعت کا خیال کر۔

رابعہ نے کوئی جواب نہ دیا اور وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔

حضرت رابعہؒ کی رات کی آہ وزاری

اب ایک دن ایسا ہوا کہ اس کا مالک آدھی رات کو اٹھا، اس کی آنکھ کھل گئی، اس نے اِدھر اُدھر دیکھا تو جس کمرے میں حضرت رابعہ سوتی تھی اس کمرے میں نظر گئی، کیا دیکھتا ہے؟

اس میں چھوٹا سا چراغ جل رہا ہے، مالک نے کمرے کی کھڑکی سے دیکھا تو حیران رہ گیا کہ یہ رابعہ تو پورا دن کام کرتی ہے اور رات میں سجدے میں گر کر اللہ سے

سوال کرتی ہے اور کہہ رہی ہے کہ:

اے اللہ! دن میں پانچ مرتبہ مؤذن اذان دیتا ہے اور میں نماز کے لیے نہیں آسکتی ہوں، تو میری مجبوری کو جانتا ہے کہ میرا مالک اتنا کام کرواتا ہے کہ میں نماز تک نہیں پڑھ سکتی ہوں، نماز کا وقت گذر جاتا ہے، اے اللہ! تو مجھے معاف فرمادے، میرے مالک کی بات مجھے ماننی پڑتی ہے اور کام کرنا پڑتا ہے اور رات میں تیرے دربار میں حاضر ہوجاتی ہوں۔

جب مالک نے حضرت رابعہ کی یہ بات — جو اللہ سے سجدے میں وہ کہہ رہی تھی — سنی، تو اس کے دل پر اس کا بہت اثر ہوا، وہ کانپنے لگا اور اپنے کمرے میں واپس چلا آیا، پوری رات نیند نہیں آئی، کروٹیں بدلتے رہا اور بے چین ہو گیا۔

جب صبح ہوئی تو حضرت رابعہ کو کمرے میں بلایا اور کہا: رابعہ! جاؤ، میں نے جو پیسے دیے تھے وہ بھی تم سے واپس نہیں لوں گا، آج میں تم کو کام کاج، نوکری سے آزاد کر دیتا ہوں۔

حضرت رابعہ نے کہا کہ: آپ نے جتنے پیسے نوکری کے میری بہن کو دیے تھے، اتنا کام تو میں نے اب تک کیا بھی نہیں۔

وہ ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا: اے رابعہ! مجھے ڈر لگتا ہے کہ جب تو آدھی رات کو اٹھ کر میری فریاد اللہ کے سامنے کرتی ہے، تو کہیں اللہ مجھے پکڑ نہ لے، تو مجھے اللہ کے واسطے معاف کردے، میں تجھے آزاد کرتا ہوں۔

حضرت رابعہ نے اس کو کہا کہ: میں تجھے معاف کرتی ہوں، یہ کہہ کر اس کے محل سے اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگئی۔

راتوں کا مانگنا

میری دینی بہنو! ایک عورت اللہ کے سامنے رات کو اٹھ کر سوال کرے اور وہ مالک کی دنیوی ملازمت سے چھٹکارا پا جاوے اور اس کے دل میں محبت پیدا کردے، تو تم بھی اللہ سے مانگنا سیکھو، حضرت رابعہ اپنے بچپن اور جوانی میں ایسی اللہ سے مانگنے والی تھی کہ اللہ نے ان کو دنیا کی غلامی سے چھٹکارا عطا فرمایا اور اللہ نے دنیا کی محتاجی سے نجات دلوادی۔

آپ ﷺ کا ہم پر ایک اور احسان

میری دینی بہنو! اگر ہم نے اللہ تعالیٰ سے مانگنا سیکھ لیا تو ان شاء اللہ! دنیا کی ہر مصیبت سے اللہ ہم کو نجات عطا فرمائے گا، یہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کا بہت بڑا احسان ہے ہم پر کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ہم کو دنیا کے لوگوں کی محتاجی سے نجات دلوائی اور ایک اللہ سے مانگنا سکھایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿١٨٦﴾ (البقرة)

ترجمہ: اور جب آپ سے میرے بارے میں میرے بندے پوچھیں تو (بتلادو کہ) میں تو یقیناً (اتنا) قریب ہوں کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھ سے دعا کرے تو میں (بلاواسطہ) دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں (جب میں اتنا مہربان ہوں) تو ان (بندوں) کو چاہیے کہ وہ میرے (حکموں) کو (دل سے) مانیں او مجھ پر ایمان رکھیں؛ تا کہ وہ (بندے) نیک ہدایت پر آجائیں ﴿۱۸۶﴾

یعنی اے میرے بندو! آؤ، سوال کرو، مجھ سے مانگو، تم جو سوال کرو گے:

فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ: میں تو بہت نزدیک ہوں،

اے بہنو! تم اپنے شوہر کو سب سے زیادہ قریب سمجھتی ہو، میں کہتا ہوں اللہ تمھارے لیے تمھارے شوہروں سے بھی زیادہ قریب ہے۔

حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کی فریاد

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ایک عورت کا اپنے شوہر سے کچھ معاملہ ہو گیا، وہ عورت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا تھی، وہ نبی ﷺ کے پاس فریاد کرنے آئی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: میں نے بھی نہ سنا وہ کیا کہہ رہی تھی؛ حالاں کہ میں حضور ﷺ کے بالکل پڑوس میں تھی؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی بات سن لی اور آسمان سے حضرت جبرئیل علیہ السلام قرآن کی آیت لے کر تشریف لائے:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْٓ اِلَی اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ① (المجادلة)

ترجمہ: (اے نبی!) یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے بارے میں تم سے بحث کر رہی تھی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے فریاد کر رہی تھی اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال جواب (بات چیت) کو سن رہے تھے، یقیناً اللہ تعالیٰ ہر بات کو سننے والے، ہر چیز کو دیکھنے والے ہیں۔

اللہ اکبر! میری دینی بہنو! وہ عورت اپنے شوہر کی فریاد کرنے آئی تھی، اس کی بات قریب میں رہ کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی نہ سن سکی، وہ بات ساتوں آسمان پر اللہ نے

سن لی، سوچو! اللہ ہم سے کتنا قریب ہے اور پھر اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجتا ہے کہ جاؤ، کہہ دو کہ: اس عورت کی تکلیف کا یہ حل ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی تکلیف کا ایسا حل بتلایا جو قیامت تک سب کے لیے مفید ہے۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے احترام کیا

ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک مجمع کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے، حضرت خولہ رضی اللہ عنہا سامنے آ گئی، کچھ کہنا چاہ رہی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے راستے میں ٹھہر کر ان کی بات سنی، اس پر بعض لوگوں نے کہا: ایک بڑھیا کی خاطر اتنے بڑے مجمع کو روکے رکھا؟ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: تم کو معلوم ہے یہ عورت کون ہے؟

یہ وہ عورت ہے جس کی بات اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سنی، میں کون ہوتا ہوں کہ ان کی بات کو ٹال دوں، اللہ کی قسم! اگر یہ رات تک یہاں سے رخصت نہ ہوتی تو میں ان کے لیے کھڑا رہتا۔

اللہ تعالیٰ ہم سے بہت زیادہ قریب ہے

اسی لیے میری دینی بہنو! ہم جتنا ہمارے شوہر اور باپ کو قریب سمجھتے ہیں، اس سے بھی زیادہ ہمارا اللہ ہم سے قریب ہے، اللہ نے خود فرمایا ہے کہ میں زیادہ قریب ہوں، تم مجھے پکارو، میں تمھاری دعا کو قبول کرنے والا ہوں، شوہر کے گھر پر اگر کوئی تکلیف آئے تو اپنی ماں کو فون مت کرو؛ بلکہ اللہ کی طرف متوجہ ہو جاؤ، اسی کو پکارو، ان شاء اللہ! اللہ تمھاری تکلیف کو دور کر دے گا۔ اللہ ہم کو اپنے دربار سے مانگنے والا بنا دے اور اللہ ہم سے دنیا کی تکلیف کو دور فرما دے، آمین۔

نجات حاصل کرنے

کا

نبوی نسخہ

اس بیان کے جواہر پارے

اللہ سے صرف دنیا ہی نہیں؛ بلکہ اپنی آخرت اور دین کے متعلق بھی سوال کرنا سیکھو۔

میاں بیوی میں جھگڑے کیسے دور ہوں؟

زبان جنت یا جہنم میں لے جانے کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

دوسروں کی غیبت کر کے ان کے گناہ اپنے ذمے مت لو۔

دنیا اور آخرت کے مسکین میں فرق۔

جنت یقینی طور پر حاصل کرنے کا نسخہ۔

فتنوں کے دور میں گھر حفاظت کا قلعہ۔

اللہ کے سامنے رونے کے فائدے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا،مَنْ یَّھدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ،صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَھْلِ طَاعَتِہٖ، وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْراً ۔۔۔اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ﴿۱۸﴾ (ق)

ترجمہ: اور موت کی سختی سچ مچ آنے ہی والی ہے، اے انسان! یہی تو وہ چیز ہے جس سے تو بچتا پھرتا تھا۔

وَعَنْ عُقْبَۃَ ابْنِ عَامِرٍ ص قَالَ لَقِیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ افَقُلْتُ: مَاالنَّجَاۃُ؟ فَقَالَ: اَمْلِکْ عَلَیْکَ لِسَانَکَ وَلْیَسَعُکَ بَیْتُکَ وَابْکِ عَلٰی خَطِیْئَتِکَ۔

(مشکوۃ، ص:۴۱۳، باب الغیبۃ والشتم)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر ﷛ کہتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ: (مجھے بتائیے کہ دنیا اور آخرت میں) نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی زبان کو قابو میں رکھو، تمھارا گھر تمھاری کفایت کرے اور اپنے گناہوں پر روؤ۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے سوالات

یہ مشکوۃ شریف کی ایک حدیث ہے کہ ایک صحابی حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے سوال کیا اور سوال بھی ایسا کیا جو تمام انسانوں کی ضرورت ہے، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابیہ عورتوں کا معاملہ ایسا تھا کہ وہ اکثر دینی، دنیوی ضرورت کے بارے میں اور آخرت کے متعلق سوال کیا کرتے تھے اور ان کے سوالات دین اور آخرت کے بارے میں ہوا کرتے تھے، ان کے بعض سوالوں کے جوابات اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن میں دیے گئے اور بعض سوالوں کے جوابات حدیث شریف میں آئے ہیں، جیسا کہ قرآن میں کہیں پر تو ہے:

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ط (النساء:۱۲۷)

ترجمہ: اور یہ لوگ آپ سے عورتوں (کی میراث اور نکاح کے مہر) کے بارے میں شریعت کا حکم پوچھتے ہیں۔

اور ایک جگہ پر ہے:

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ (البقرہ:۱۸۹)

ترجمہ: یہ (بعض صحابہ ہر مہینے کے) نئے چاند کے بارے میں آپ سے سوال کرتے ہیں۔

یہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے سوالات ہیں، وہ حضرات دینی ضرورت کے بارے میں حضرت نبیٔ کریم ﷺ سے پوچھتے تھے اور ان کے ان سوالات سے امت کو بہت بڑا فائدہ ہوا، ایسا ہی ایک سوال اس اوپر والی حدیث میں کیا گیا ہے، سوال یہ تھا کہ:

مَا النَّجَاةُ؟

ترجمہ: نجات کیسے ملے گی؟

یعنی اللہ کی ناراضگی سے اور اللہ کے عذاب سے نجات کیسے ملے گی؟

یہ بہت بڑا سوال ہے جو حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے کیا، ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں اور دعا کرنی بھی چاہیے کہ: اے اللہ! موت کی تکلیف سے، قبر کے عذاب سے، قیامت کے دن کی تکلیف سے، جہنم کی آگ سے اور اس کے عذاب سے ہمیں نجات اور چھٹکارا عطا فرمادے، ہم کو اس طرح دعا کرتے رہنا چاہیے؛ لیکن اس حدیث میں اٹھایا گیا سوال بہت ہی اہم ہے کہ نجات کیسے ملے گی؟ اس پر ایک نسخہ (Formula) حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بتلایا ہے اور تین باتیں حدیث میں ارشاد فرمائی ہیں، اگر ان باتوں پر میں نے اور آپ نے عمل کرلیا اور دنیا کے تمام ایمان والوں نے عمل کرلیا تو اللہ کی ذات سے یقینی امید ہے کہ اللہ ہم سب کو آخرت میں نجات عطا فرمائے گا۔

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کی عادتِ شریفہ

میرے پیر و مرشد حضرت اقدس مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے یہاں جب لوگ رمضان میں دیوبند چھتہ مسجد کی خانقاہ میں اعتکاف کے لیے جاتے تھے اور اعتکاف کرنے والوں کی تعداد جب سینکڑوں میں ہو جاتی تھی تو رمضان کے پہلے ہی دن حضرت یہ حدیث بیان فرماتے تھے، پھر جب آخری عشرہ شروع ہوتا تھا اور نیا بڑا مجمع آخری عشرہ کی نیت سے آجاتا تو دوبارہ اس حدیث کو بیان فرماتے اور حضرت اس حدیث شریف کو سامنے رکھ کر اس انداز سے تقریر فرماتے تھے کہ اس سے تو یہ مفہوم نکلتا تھا کہ

اس حدیث پر عمل کرنے سے دنیا کی مصیبتوں سے بھی ان شاء اللہ! نجات ہو جائے گی، آخرت کی تکلیفوں سے تو ان شاء اللہ! نجات ہے ہی، دین کے ساتھ میں دنیا کا بھی فائدہ ہو جائے گا۔

خلاصہ یہ کہ یہ ایسی زبردست حدیث ہے کہ اس حدیث پر عمل کرنے سے دنیا اور آخرت کی تکلیفوں سے ہم کو نجات مل جائے گی۔

نجات کے لیے پہلی بات

حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت نبیٔ کریم ﷺ سے پوچھا کہ: نجات کس طرح ملے گی؟

اس پر نبیٔ کریم ﷺ نے پہلی بات یہ ارشاد فرمائی:

"اَمْلِکْ عَلَیْکَ لِسَانَکَ"

ترجمہ: اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔

زبان پر قابو کیسا ہونا چاہیے؟

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ: زبان پر قابو ماہر ڈرائیور کی طرح ہونا چاہیے، گاڑی چلانے والا ڈرائیور جب گاڑی چلاتا ہے تو اس وقت اس کا اسٹیرنگ پر کیسا کنٹرول ہوتا ہے؟ جب تک اسٹیرنگ پر کنٹرول رہے گا وہاں تک اس کی گاڑی صحیح سلامت چلے گی اور اگر کنٹرول ختم ہو جائے تو پھر نہ معلوم کتنے لوگوں کی زندگیاں ختم ہو جائیں گی؛ بلکہ چلانے والے ڈرائیور کی بھی زندگی خطرے میں ہو جاتی ہے۔

میری دینی بہنو! یہی حال ہے زبان کا کہ اگر زبان قابو اور کنٹرول میں رہے گی

تو ان شاء اللہ! ہماری سلامتی اور عافیت ہے اور اگر ہماری زبان قابو میں نہ رہی تو پھر خود ہماری اور ہماری وجہ سے دوسروں کی زندگی بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔

گناہوں کی کھیتی

اس زبان کے بارے میں عربی میں ایک محاورہ مشہور ہے:

جِرْمُہٗ صَغِیْرٌ وَجُرْمُہٗ کَبِیْرٌ۔

یعنی زبان کی سائز بہت ہی چھوٹی ہے؛ لیکن اس کا جرم بہت ہی بڑا ہے، ڈیڑھ یا دو انچ کی زبان ہے اور اس کے گناہوں کے اثرات پورے چھ (٦) فٹ کے بدن پر پڑتے ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ جہنم کی آگ میں جلنے والے مرد اور عورتوں کی تعداد میں ایک بہت بڑی تعداد ان لوگوں کی ہوگی جو زبان کی کھیتی کی وجہ سے جہنم میں جلائے جائیں گے (مشکوۃ: ج:١ رص: ١٤)

زبان ہمارے لیے رحمت بھی ہے اور زحمت بھی

میری دینی بہنو! زبان اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے:

اسی زبان سے ہم قرآن پڑھتے ہیں، اللہ کا ذکر کرتے ہیں، دین کی باتیں بھی کرتے ہیں اور اس زبان سے ہم باتیں بھی کرتے ہیں چاہے وہ باتیں اچھی ہوں یا بری، اسی زبان کو اچھے کاموں میں بھی استعمال کرتے ہیں اور غلط استعمال (Miss use) بھی کرتے ہیں۔

اگر اس زبان سے اچھی باتیں بولیں، قرآن پڑھیں، تسبیح پڑھیں، ذکر کریں،

دین کی باتیں سکھائیں، دعوت کی باتیں بولیں تو یہ زبان رحمت ہے۔

اور اگر اسی زبان سے جھوٹ، غیبت، تہمت، الزام لگانا شروع ہو جائے تو یہی زبان ہمارے لیے زحمت ہے؛ گویا زبان رحمت بھی ہے اور زحمت بھی ہے، اگر اس کو صحیح استعمال کریں گے تو یہ رحمت ہے اور اگر غلط استعمال کریں گے تو یہ زحمت ہے۔

روایت میں آتا ہے کہ جب صبح ہوتی ہے تو انسان کے بدن میں جتنے بھی اعضا ہیں: ہاتھ، پاؤں، آنکھیں وغیرہ یہ سب زبان سے عاجزی اور درخواست کرتے ہیں اور زبان سے کہتے ہیں کہ: تو سیدھی رہنا؛ اس میں ہماری خیریت ہے اور اگر تو سیدھی نہ رہی تو ہماری سلامتی ختم ہو جائے گی۔

اس لیے کہ ہم جانتے ہیں کہ زبان کچھ غلط بولتی ہے اور جب مار کھانے کی باری آتی ہے تو وہ منہ میں دو جبڑوں کے درمیان چھپ جاتی ہے اور سلامت رہتی ہے اور بدن کے دوسرے اعضا کو مار برداشت کرنی پڑتی ہے اور تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔

زبان کو کنٹرول میں رکھنا بہت ضروری ہے

اس لیے میری دینی بہنو! زبان کو قابو میں رکھنا بہت ضروری ہے، قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾ (ق)

جو بول اور بات تمھاری زبان سے نکلتی ہے اللہ کے فرشتے اس کو لکھ لیتے ہیں، چاہے بات اچھی ہو یا بُری اور چاہے بات تنہائی میں ہو یا ظاہر میں ہو، سب کی سب باتیں فرشتے لکھ لیتے ہیں، اللہ نے اس آیت میں صاف بیان فرما دیا ہے؛ اس لیے

بولنے سے پہلے سوچ لیا کرو کہ ہم کیا بول رہے ہیں۔

نکاح کے خطبے میں زبان کی حفاظت کی تاکید

نکاح کا جو خطبہ پڑھا جاتا ہے عام طور پر دلہنوں کو وہ خطبہ سننے کو نہیں ملتا، وہ چونکہ دلہے کے سامنے پڑھا جاتا ہے نکاح کے اس خطبے میں قرآنِ پاک کی تین آیتیں پڑھی جاتی ہیں، وہ تین آیتیں یہ ہیں:

(۱) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ (اٰلِ عمران)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو جیسا کہ اس (اللہ تعالیٰ) سے ڈرنے کا حق ہے اور تم مسلمان ہونے کی حالت ہی میں مرنا۔

(۲) يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴿۱﴾ (النساء)

ترجمہ: اے لوگو! تم تمہارے اس رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک نفس (یعنی حضرت آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اس میں سے اس کے جوڑے (یعنی بیوی حضرت حوا رضی اللہ عنہا) کو بنایا اور ان دونوں (کے ذریعہ) سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم آپس میں ایک دوسرے سے (حقوق) مانگتے ہو اور رشتے داریوں (کی حق تلفی سے تم بچو) یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نگرانی کر رہے ہیں۔

(۳) يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَقُولُوا۟ قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٧٠﴾ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَٰلَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٧١﴾ (الأحزاب)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی بات بولو ﴿۷۰﴾ وہ (اللہ تعالیٰ) تمھارے (فائدے کے) لیے تمھارے (نیک) کاموں کو سنوار دیں گے اور تمھارے گناہوں کو معاف کر دیں گے اور جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کر لی سو پکی بات یہ ہے کہ اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی ﴿۷۱﴾

حاصل یہ ہوا کہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صحیح، سیدھی، سچی باتیں کہو، جھوٹی اور بناوٹی باتیں ہرگز مت کرو۔ یہ بات نکاح کے خطبے میں بھی سنائی جاتی ہے، گویا قرآن میں بھی اللہ کا حکم ہے کہ تم اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔

زبان کو جیسا استعمال کریں گے ویسا صلہ دے گی

میری دینی بہنو! اپنی اس زبان سے اللہ کا ذکر کیا تو جنت ملے گی ورا گر اس سے تم غیبت اور برائی کی باتیں کرو گی تو جہنم ملے گی۔

اس زبان سے قرآن پڑھو گی تو اللہ راضی ہوگا اور اس سے اگر لوگوں کی غیبت کرو گی تو اللہ ناراض ہوگا۔

آج ہم اپنی زبان کو کتنا غلط استعمال کرتے ہیں سوچنے کا مقام ہے، جہاں مرد مرد سے ملیں گے یا دو بہنیں ایک دوسرے سے ملیں گی تو فوراً دوسروں کی برائی اور غیبت شروع ہو جاتی ہے، روبرو ملاقات میں بھی یہی حال ہے، اب تو فون پر بھی یہی حال ہے۔

میری دینی بہنو! دوسروں کی باتوں کے چکّر میں مت پڑو، اپنی فکر کرو، قرآن میں اللہ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ط (بنی اسرائیل:۱۵)

یعنی قیامت کے دن کوئی ایک دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، کوئی کسی کے گناہ کا بوجھ برداشت نہیں کرے گا، آج ہم دوسروں کی برائیاں کر کے اس کے گناہ ہمارے ذمے لے رہے ہیں۔

ایک بزرگ کا عجیب واقعہ

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے جس کا حاصل میں آپ کو سنا رہا ہوں کہ: ایک بہت بڑے اللہ کے ولی تھے، ان کو کسی نے بتلایا کہ فلاں، فلاں لوگ ان کی (یعنی اس اللہ کے ولی کی) غیبت کرتے ہیں تو اس بزرگ نے فرمایا: میں ان کی دعوت کروں گا اور ان کو ہدیہ بھی دوں گا۔

وہ کہنے لگے کہ: حضرت! وہ تو آپ کی غیبت کرتے ہیں اور آپ ان کی دعوت کرنے اور ان کو ہدیہ دینے کی بات کرتے ہو؟

اس بزرگ نے فرمایا کہ: ہاں! میں ان کی دعوت کروں گا اور ان کو ہدیہ بھی دوں گا؛ اس لیے کہ وہ لوگ میرے محسن اور میرے دھوبی ہیں کہ وہ لوگ میری غیبت کر کے میرے گناہ اپنے ذمے لے رہے ہیں اور میری غیبت کر کے میرے گناہوں کو دھو رہے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہم دوسروں کی غیبت کریں گے اور دوسروں پر الزام

ڈالیں گے تو گویا ہم نے ان کے گناہ دھو لیے اور ان کے گناہ اپنے سر پر اٹھا لیے اور یہ بہت خطرناک چیز ہے۔

موبائل کا وبال

اس زمانے میں موبائل کے غلط استعمال سے اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے؛ اس لیے کہ موبائل اور اس جیسی چیزوں کا استعمال بھی ایسے ہی کاموں میں زیادہ ہوتا ہے کہ ہم کسی کو فون کریں گے تو کام کی بات کم ہوتی ہے اور فضول باتیں زیادہ ہو جاتی ہیں، اپنے فائدے کی بات کم اور دوسروں کی غیبت زیادہ ہوتی ہے، ایک تو زبان کا گناہ اور اپنے موبائل کے جو پیسے استعمال ہوتے ہیں اس فضول خرچی کا گناہ، ڈبل گناہ ہم اپنے ذمے لیتے ہیں۔

مسکین کون؟

میں آپ کو ایک حدیث بتاتا ہوں، حدیث شریف میں مسکین کی وضاحت آئی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ نبیٔ کریم ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ: مسکین کس کو کہتے ہیں؟

ظاہر ہے کہ لوگ اپنے عرف میں مسکین ''غریب'' کو کہتے ہیں، جس کے پاس کھانے اور کپڑے وغیرہ کا نظم نہ ہو، چنانچہ حضراتِ صحابہ نے کہا کہ: مسکین ایسے شخص کو کہتے ہیں جس کے پاس درہم اور دینار نہ ہو یعنی جو غریب ہو۔

نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: میری امت میں مسکین وہ ہے جو کل قیامت کے دن نیکیوں اور ثواب کا پہاڑ لے کر آئے گا اور جب اپنی نیکیاں دیکھے گا تو اس کو یقین ہوگا کہ

میں جنّتی ہوں ؛لیکن جب اللہ کے یہاں حساب کتاب شروع ہوگا تو وہاں تمام انسان اور جنات کے مجمع کے سامنے نام کے ساتھ اعلان ہوگا: یہ آدمی فلاں بن فلاں ہے، اس کے متعلق کوئی شکوہ شکایت ہے؟ کوئی حق وصول کرنا ہے؟ اگر ہے تو آؤ!

اس اعلان کو سن کر لوگ آنا شروع کریں گے اور خدا تعالیٰ کے دربار میں اپنی اپنی حق تلفیوں کے متعلق عرض کریں گے: اے اللہ! اس نے میرا یہ حق دبایا تھا، یہ حق ضائع کیا تھا وغیرہ وغیرہ۔

کوئی آ کر کہے گا کہ: اے اللہ! اس نے میرے روپیے دبا دیے تھے۔

اللہ تعالیٰ اس سے فرماویں گے کہ: اس کی اتنی نیکیاں لے کر چلا جا۔

اس لیے کہ آخرت کی کرنسی نیکی ہے، وہاں کوئی پیسے نہیں دینے ہوں گے، دنیا میں کسی کا غلط طریقے سے مال کھایا ہے اس کے بدلے میں نیکی دینی پڑے گی۔

اسی طرح کوئی آ کر کہے گا: اے اللہ! اس نے میری زمین غصب کی تھی، میرا گھر غصب کیا تھا، میری فلاں چیز چھین لی تھی۔

ان سب سے بھی کہا جائے گا کہ: اس کے بدلے میں اس کی نیکیاں لے کر چلے جاؤ۔ اسی طرح لوگ آتے رہیں گے اور بدلے میں نیکیاں لے کر چلے جائیں گے، پھر کچھ لوگ آئیں گے اور کہیں گے کہ: اے اللہ! اس نے میری دنیا میں غیبت کی تھی، مجھ پر الزام لگایا تھا، مجھے اس نے دنیا میں گالی دی تھی۔

اللہ کی طرف سے جواب ہوگا: تو بھی ان سب کے بدلہ میں اس کی نیکیاں لے کر چلا جا۔

میری دینی بہنو! قیامت کے دن ان سب حق تلفیوں کے بدلے میں ہمیں

اپنے اعمال دینے پڑیں گے اور اس پر بس نہیں ہوگا؛ بلکہ اور بھی بہت سارے لوگ آتے رہیں گے اور بدلے میں ہمارے اعمال لے کر چلے جائیں گے؛ اس لیے کہ ہم ہماری زندگی کا محاسبہ کریں گے تو معلوم ہوگا کہ ہم ایک دن میں کم از کم دو آدمی کی غیبت اور بُرائی کر ہی دیتے ہیں تو اس حساب سے ایک ماہ میں ساٹھ (۶۰) غیبت ہم سے ہوگی، اسی طرح حساب لگاتے جاؤ تو ایک سال میں سات سو بیس (۷۲۰) آدمیوں کی غیبت ہم سے ہوگی اور دس سال میں سات ہزار دو سو (۷۲۰۰) آدمی کی غیبت ہم سے ہو جائے گی، اسی طرح نہ معلوم، حساب کہاں تک پہنچ جائے گا اور اتنے سارے لوگ قیامت کے دن جب ہماری نیکیاں لینے آئیں گے، تو ایک وقت وہ ہوگا کہ ساری نیکیاں ہماری ختم ہو جائیں گی۔

پھر بھی مانگنے والے باقی ہوں گے، وہ آ کر کہیں گے کہ: اے اللہ! اس نے میری بھی غیبت کی تھی۔

پھر اللہ فرمائیں گے کہ: تو بھی اس کی نیکیاں لے کر چلا جا۔

وہ کہے گا کہ: اے اللہ! اس کے پاس تو اب ایک بھی نیکی نہیں ہے، اس کی تو سب نیکیاں ختم ہو گئی ہیں۔

تب اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ: اس نے تیری غیبت کی تھی اس غیبت کے بدلے میں تیرے گناہ اس کے سر پر ڈال کر چلا جا۔

وہ آدمی اپنے گناہ اس کے سر پر ڈال کر چلا جائے گا، پتہ نہیں کتنے لوگ ہماری نیکیاں ختم ہونے کے بعد ہماری طرف سے حق تلفیوں کی وجہ سے اپنے گناہ ہمارے ذمے میں ڈال کر چلے جاویں گے (نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ)۔

آخر جب اعمال کے ترازو میں اعمال تولنا شروع ہوں گے اس وقت اس کے پاس ایک بھی نیکی نہیں ہوگی اور دوسروں کے گناہ جو اس کے سر پر ہوں گے اس کی وجہ سے برائی والا پلڑا بھاری ہو جائے گا اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے آدمی کے بارے میں جہنم کا فیصلہ کر دیا جائے گا، یہ آدمی مسکین ہے۔

الغرض! اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: میری امت کا مسکین وہ ہے جو بہت ساری نیکیاں لائے ؛لیکن ساری نیکیاں دوسروں کو دینی پڑی اور وہ خود مفلس ہو جائے ،اور دوسروں کے گناہ اپنے سر پر لینے پڑے اور اس کو اسی کی وجہ سے جہنم میں جانا پڑے، اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائیں۔

جنت کی ضمانت (Guarantee)

میری دینی بہنو! زبان پر قابو پانا سیکھو، بہت بڑی نعمت ہے،جس نے زبان پر قابو پالیا اس کے بارے میں بخاری شریف کی ایک حدیث میں بہت اہم مضمون ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم مجھے دو چیزوں کی ضمانت دے دو، میں تم کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

اللہ اکبر! کتنی بڑی بات ہے کہ آپ ﷺ ہمارے لیے جنت کی ضمانت دیتے ہیں اور آپ ﷺ جس چیز کی ضمانت لے لیں اس پر ہم سب کا ایمان ہے وہ یقینی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: ایک وہ چیز جو تمھارے دو جبڑوں کے درمیان ہے یعنی زبان، دوسری وہ چیز جو تمھاری دو رانوں کے درمیان ہے یعنی شرمگاہ، ان دونوں کی تم ضمانت دو کہ ہم اس کو غلط جگہ استعمال نہیں کریں گے، گناہ اور برائی میں استعمال نہیں

کریں گے، حرام اور غیر شرعی طریقے سے استعمال نہیں کریں گے تو میں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ اس حدیث شریف میں ہمارے واسطے کتنی بڑی بشارت ہے۔

حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کا ملفوظ

آج دنیا میں جتنے بھی جھگڑے، فتنے، مصیبتیں آتی ہیں اس کی بنیادوں میں سے ایک بڑی بنیاد اور وجہ ہماری زبان ہے کہ زبان سے ہم کچھ نہ کچھ بول ہی دیتے ہیں اور پھر اس کی نحوست سے لڑائی جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں بہت سی مرتبہ زبان انسان کی زندگی کو برباد کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ فتنے کے حالات کے متعلق فرماتے تھے کہ: آنکھیں کھلی رکھو، کان کھلے رکھو، یعنی جو ہو رہا ہے سنو، دیکھو، لیکن زبان بند رکھو، بولنا نہیں ہے، فتنے کے حالات پر تبصرہ بھی مت کرو۔

زبان کے متعلق ایک واقعہ

ہمارے یہاں ایک بہت بڑے عالم تھے، حضرت شیخ الحدیث مولانا ابرار صاحب دھولیویؒ، وہ یہاں لوساکا (زامبیا) بھی تشریف لایا کرتے تھے، حضرت شاہ وصی اللہ صاحب فتح پوریؒ کے خلیفہ تھے اور ان کے بیانات ''فیضِ ابرار'' نامی کتاب میں چھپے ہوئے ہیں، اس میں حضرت مولانا نے زبان کے متعلق ایک واقعہ بیان فرمایا ہے، اس کا خلاصہ میں آپ کو سناتا ہوں، ارشاد فرماتے تھے کہ: زبان پر قابو کرنے سے دنیوی آفتوں سے چھٹکارا کیسے حاصل ہوتا ہے؟

ہمارے یہاں جب بھی اجتماعی نکاح ہوتے ہیں اور دولہا، دلہن میں بیان

کرنے کا موقع ہوتا ہے تو میں اس واقعہ کو ضرور بیان کرتا ہوں؛ اس لیے کہ اس سے بہت بڑا افائدہ ہوتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک جگہ پر ایک لڑکی اور لڑکے کی شادی ہوئی، دونوں خوب اچھی طرح زندگی گزارنے لگے؛ لیکن چند دنوں کے بعد دونوں میں آپسی لڑائی شروع ہوگئی، اب ہمارے یہاں ماحول ہے کہ جب اس طرح کا معاملہ ہو جاتا ہے، کچھ جھگڑا ہونے لگتا ہے تو کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ: ان پر کسی نے جادو کروا دیا ہے، اس کو باہر کا اثر ہے۔

بہر حال! ایسا ہوتا بھی ہے؛ لیکن ہر مرتبہ ایسا ہو یہ ضروری نہیں اور بعض مرتبہ ان جھگڑوں کے دوسرے اسباب بھی ہوتے ہیں، مثلاً گناہوں کے اثرات کی وجہ سے بھی جھگڑے زندگی میں آتے ہیں؛ اس لیے ایک ملفوظ سن لو! اندر کا ماحول اچھا ہوگا تو "باہر کا اثر" نہیں ہوگا اور اندر کا ماحول خراب ہوا تو "باہر کا اثر" ہوگا (چوں کہ ہمارے عرف میں جادو وغیرہ کا اثر ہو جائے تو اس کو "باہر کا اثر" ہونا کہتے ہیں)

بہر حال! دونوں میں لڑائی شروع ہوگئی، لوگوں میں بھی یہ بات مشہور ہوگئی کہ دونوں کا رشتہ ٹوٹ جائے گا؛ اس لیے کہ ان پر کسی نے کچھ کر دیا ہے اور اللہ ایسے حاسدوں سے پورے معاشرے کی حفاظت فرمائیں، آج حسد اور عداوت میں ناپاک جادو وغیرہ کرنا اور کرانا ایسی بیماری چلی ہے کہ بس اللہ ہی اس سے حفاظت فرمائیں، آخر اس بیوی کو پتہ چلا کہ ان کے شہر میں ایک بڑے عامل صاحب آئے ہیں، وہ عورت عامل صاحب کے پاس گئی اور کہا کہ: ہم دونوں کی زندگی بڑی سکون سے گذر رہی تھی، اب کسی نے کچھ کروا دیا ہے جس کی وجہ سے ہم دونوں میں لڑائی شروع ہوگئی ہے اور یہ بھی

کہا کہ لڑائی کا وقت بھی متعین ہے، اسی وقت میں لڑائی ہوتی ہے۔

عامل صاحب بڑے کامل آدمی تھے، انھوں نے لڑائی کا وقت پوچھا کہ: کس وقت آپ لوگوں کی لڑائی ہوتی ہے؟

اس نے شام کا وقت بتایا اور کہا کہ: اسی وقت میرا شوہر آفس سے آتا ہے اور آتے ہی لڑائی شروع ہوجاتی ہے۔

عامل صاحب جھگڑے کی بنیاد سمجھ گئے اور کہا کہ: تم ایک بوتل میں پانی لے لو میں دم کرتا ہوں، پانی دم کرنے کے بعد کہا کہ: جب تمھارے شوہر کے آنے کا وقت ہوجائے اور جیسے ہی وہ دروازے پر آئے، دروازہ پر گھنٹی بجائے تو بوتل میں سے تھوڑا سا پانی منہ میں لے لو اور وہ پانی نہ پینا ہے، نہ اس کی کلّی کرنا ہے، یعنی اس کو گلے میں بھی نہیں اتارنا اور باہر بھی نہیں نکالنا، اگر باہر کلی کر کے پانی نکال دیا تو تو گھر سے باہر ہو جاوے گی اور متعین وقت یعنی آدھا گھنٹے سے قبل گلے میں اتار لیا تو بھی بڑی مصیبت کھڑی ہوگی، آدھے گھنٹے تک اس پانی کو منہ میں ہی رکھنا ہے، اس کے بعد اس کو پیٹ میں اتار دینا ہے۔

اب ظاہری بات ہے کہ آدھے گھنٹے تک اس طرح پانی منہ میں ہوگا تو اس عورت کا بولنا بند ہوجائے گا اور عامل صاحب نے کہا کہ: یہ عمل پندرہ (۱۵) دن تک کرو اور پندرہ روز بعد آنا، اس نے اسی طرح عمل جاری رکھا تو لڑائی الحمدللہ! بڑی حد تک ختم ہوگئی اور جب پندرہ روز بعد دوسرا پانی لینے کے لیے اس عامل صاحب کے پاس گئی، اس وقت عامل صاحب کے لیے کچھ تحفہ بھی لے کر گئی، عامل صاحب نے اس کو دوسرے پندرہ دن کا پانی اسی ترتیب سے دیا۔

اس جھگڑے وغیرہ میں اصل بات یہ تھی کہ شوہر دن بھر کا تھکا ہوا گھر آتا تھا اور اس کی بیوی کا معاملہ شوہر کے گھر والوں میں مثلا ساس اور شوہر کی بہن وغیرہ سے ناراضگی کا تھا اور اس کی وجہ سے دن بھر جھگڑے ہوتے رہتے تھے اور وہ بیوی اس کے شوہر کے گھر آتے ہی فوراً پورے دن کی کارگزاری شروع کر دیتی تھی، ساس وغیرہ کی شکایت شروع کر دیتی، اب شوہر بھی تھکا ہوا ہوتا تھا اور وہ اس کی بات سن کر فوراً گرم ہو جاتا اور لڑائی شروع ہو جاتی۔

اب جب سے علاج جاری ہوا وہ بیوی آدھے گھنٹے تک منہ میں پانی بھر کر رکھتی تھی؛ اس لیے خاموش ہوتی، اتنے میں شوہر بھی اپنی تمام ضروریات سے فارغ ہو جاتا اور اس کی تھکن بھی اتر جاتی تھی، شوہر کا دماغ بھی اعتدال پر آجاتا اور اس کی بیوی کا بھی منہ میں پانی ہونے کی وجہ سے بولنا بند ہوتا؛ اس لیے بیوی کا بھی دماغ ٹھنڈا ہو جاتا تھا تو یہ تھی ان کی لڑائی کی بنیاد، الحمد اللہ! اس ترتیب سے جھگڑے بالکل ختم ہو گئے اور ان کو معلوم ہوا کہ جھگڑے کی بنیاد زبان تھی جادو بلا کچھ نہیں تھا۔

زبان کی حفاظت کرنا گھریلو جھگڑوں سے نجات دیتا ہے

میری دینی بہنو! اگر تم نے بھی اپنی زبان پر قابو پالیا تو تمھاری گھریلو زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ بہت سارے فتنوں سے نجات عطا فرمائے گا۔

حدیث میں یہ بہت بہترین بات بیان فرمائی ہے کہ تم اپنی زبان کو قابو میں رکھو، یہ آپ ﷺ نے پہلی نصیحت فرمائی، شوہر، ساس اور خسر کے سامنے زیادہ زبان مت چلاؤ، ان شاء اللہ! جھگڑوں سے حفاظت ہوگی۔

زبان کو قابو میں رکھنے کا ایک نسخہ

میں آپ کو ایک بات بتا دوں کہ آپ جب بھی کوئی بات بولو تو پہلے اس آیت کو سوچ لو:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾ (ق)

کہ میں جو بھی بات بولوں گی اللہ کے فرشتے اس کو لکھ لیں گے اور قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیش کریں گے اور اس بات کے بارے میں مجھے اللہ کو جواب دینا ہوگا؛ اس لیے کوئی بات بھی بولنی ہو اس سے پہلے سوچ لیا کرو، ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ ہماری زبان کی حفاظت فرمائے گا اور دوسری یہ آیت:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾ (الأحزاب)

جو نکاح کے خطبے کے وقت پڑھی جاتی ہے، اس آیت کا ترجمہ دنیائے اسلام کے بہت بڑے عالم حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے بمبئی کی جامع مسجد میں نکاح سے پہلے والے خطاب میں یہ فرمایا تھا کہ: قولِ سدید کا مطلب یہ ہے کہ سوچ کر بولو اور بول کر سوچو، یعنی اس میں دو باتیں ہیں:

(۱) بولنے سے قبل سوچنا کہ میں کیا بول رہی ہوں۔

(۲) بولنے کے بعد سوچنا کہ میں نے کیا بات کہی۔

اگر بولنا چاندی ہے تو خاموشی سونا ہے، اس کو یاد رکھو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان

کسی بزرگ سے سنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: باطل بات کو اپنی

خاموشی سے مارو، کوئی غلط بات بولے اس کو خاموشی کے ذریعہ سے ختم کرو، تمھاری خاموشی غلط بات کو ختم کردے گی۔

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا خاموشی والا عمل اور اس کی برکت

حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے خاموشی کا روزہ رکھا، قرآن میں ہے:

اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیًّا ﴿۲۶﴾ (المریم)

ترجمہ: میں نے (اللہ) رحمن کے لیے ایک روزے کی منت مانی ہے؛ اس لیے میں آج کسی بھی انسان سے بات نہیں کروں گی۔

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو اللہ نے اپنی قدرت سے بغیر مرد کے ہاتھ لگائے بیٹا عطا فرمایا تو لوگوں نے ان پر الزام لگایا:

یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا ﴿۲۸﴾

ترجمہ: اے ہارون کی بہن! تیرا باپ کوئی برا آدمی نہیں تھا اور تیری ماں بھی کوئی بدکار (زناکار) عورت نہیں تھی۔

یعنی اے مریم! تو بغیر شادی کے بیٹا کہاں سے لائی؟

تو اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت سے چھٹکارے کا راستہ بتایا اور فرمایا: اے مریم! لوگ تجھ سے پوچھیں کہ: یہ بچہ بغیر شادی کے کہاں سے لائی؟ تو ان کو کہہ دینا کہ: میں نے روزے کی منت مان رکھی ہے اور میں روزے کی حالت میں نہیں بولوں گی۔

میری دینی بہنو! حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو اپنی قوم کی طرف سے ایک تکلیف پیش آگئی، اس سے بچنے کا علاج اللہ نے خاموشی بتایا، یہ علاج تو خود باری تعالیٰ کا فرمایا ہوا

ہے اور اس پر عمل کی برکت سے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا کام بن گیا۔

بعض حضرات نے اس کی تعبیر اس طرح بھی کی ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو اللہ کی قدرت سے خاموشی والے روزے کے دن بیٹے جیسی نعمت سے نوازا گیا۔

اچھی بات بولے یا خاموش رہے

حدیث میں آیا ہے کہ:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ (مسلم: ۱/۵۰)

جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھے اس کو بولنا ہو تو وہ اچھی بات بولے یا پھر خاموش رہے۔

زبان اور کان کے متعلق ایک حکمت بھری بات

کسی حکیم کا قول ہے کہ باری تعالیٰ نے انسان کو دو کان اور ایک زبان عطا فرمائی ہے، اس میں بھی ایک اشارہ یا ایک تنبیہ یہ ہو سکتی ہے کہ جتنا سنتے ہیں اس سے کم از کم آدھا ہی بولنا ہے، جتنا سنتے ہیں اس کے ۱۰۰/فیصد بنائے جائے تو اس کے مقابلے میں ۵۰/فیصد ہی بولیں۔

دوسرا غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ کان پر کوئی دروازہ نہیں؛ لیکن زبان کو بند کرنے کے لیے باری تعالیٰ کی طرف سے دو دروازے لگائے گئے، ایک دانتوں کو بند کر دو تو زبان اندر بند ہو جاوے گی، دوسرا دونوں ہونٹوں کو بند کر لو، یہ دو طرح کے دروازے زبان کو بند کرنے کے لیے ہیں۔

دیکھیے! ہمارے چہرے کی بناوٹ بھی ہم کو دعوت دیتی ہے کہ انسان ضرورت

ہی کے موقع پر بولے ،فتبارک اللہ احسن الخالقین۔

تو ''اَمۡلِکۡ عَلَیۡکَ لِسَانَکَ'' یہ نجات کا پہلا فارمولا ہے، کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھ، اللہ ہم سب کو اپنی زبان کو قابو میں رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

نجات کا دوسرا نسخہ

دوسری بات حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمائی:

''وَلْیَسَعُکَ بَیْتُکَ''

ترجمہ: تیرا گھر تجھے سما کر کے رکھے۔

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ بلا کسی ضرورت کے گھر سے باہر مت نکلو اور یہ تو فتنوں کا زمانہ ہے اور جب ایک عورت گھر سے بے پردہ ہو کر، بن ٹھن کر، سنور کر نکلتی ہے تو شیطان اس کے ساتھ ہو جاتا ہے اور مردوں کو اس کی طرف مائل کرتا ہے؛ اس لیے میری دینی بہنو! تمھارا گھر ہی تمھارے لیے اصل پردہ ہے، اگر کوئی اہم تقاضا ہو، کوئی خاص ضرورت ہو مثلاً بیمار ہو اور ڈاکٹر کے پاس جانا ہو یا اپنے ماں باپ کی ملاقات کے لیے جانا ہو تو اس صورت میں جا سکتی ہیں؛ لیکن اس میں بھی پردے کا اہتمام ہونا ضروری ہے، ورنہ بلا کسی ضرورت کے مارکیٹ، شوپنگ وغیرہ کے لیے چلے جانا یہ گناہوں کو جنم دیتا ہے، اسی سے گناہ وجود میں آتے ہیں۔

فتنے کے دور میں گھر میں رہنا امن وامان کا ذریعہ

ہمارے حضرتؒ اس کی مثال یہ دیتے تھے کہ کبھی فسادات کی وجہ سے شہر میں بد امنی کا ماحول ہو اور شہر میں گولیاں چلنے لگے، جان خطرے میں پڑ جائے، تو اس

صورت میں کوئی بھی گھر سے باہر نہیں جاتا؛ بلکہ بعض مرتبہ حالات ایسے ہوتے ہیں کہ گھروں میں خطرہ ہوجاتا ہے، اب اس بدامنی کے زمانے میں اگر کوئی پولیس افسر کسی سے کہے کہ تو میری گاڑی میں بیٹھ جا، یا میرے گھر آجا تجھے کوئی بھی گولی نہیں مارے گا اور نہ تجھے کوئی پکڑے گا، میں تجھے پناہ دیتا ہوں، تو اس وقت یہ آدمی کتنا خوش ہوتا ہے کہ پولیس افسر مجھے پناہ دے رہا ہے، اپنی گاڑی میں حفاظت کا نظم کررہا ہے۔

میری دینی بہنو! آج اس فتنوں کے دور میں جہاں ایمان کو برباد کرنے والی گولیاں چل رہی ہیں، حیا اور شرم کو برباد کرنے کی آگ لگی ہوئی ہے اور عفّت اور پاک دامنی کو ختم کرنے کی آگ لگی ہوئی ہے تو ایسے فتنوں سے بچنے کے لیے اللہ کے رسول ﷺ نے کتنی بہترین بات بتلادی کہ: تم گھر میں رہو، یہ گھر تمھاری حفاظت کا بہترین ذریعہ ہے۔ یہ ہوگئی دوسری نصیحت۔

دوسروں کے گھر بلا ضرورت نہ جاؤ

ساتھ ہی دوسروں کے گھر بلا ضرورت جانے سے اس گھر والوں کو تکلیف ہوگی، پھر وہاں جاکر بھی کام کی بات کم اور فضول لغویات زیادہ ہوں گی، اسی طرح ایک دوسرے کے گھر جانے کی صورت میں بہت سی مرتبہ تعلقات بے پردگی اور گناہ کی حد میں داخل ہوجاتے ہیں۔

بلکہ بعض لوگ فخریہ انداز میں کہتے ہیں کہ: ہمارا ان کے گھر اتنا آنا جانا ہوتا ہے کہ گویا ہم ان کے گھر کے ایک ممبر ہیں، ایک فرد ہیں، ہمارا تو ان کے یہاں پردہ نہیں ہے، ان کے گھر میں مطبخ تک ہمارا تعلق ہے، اس میں اور بھی بہت ساری برائیاں جنم

لینے کا اندیشہ ہے؛ اس لیے بہتر ہے کہ بلا ضرورت کسی کے یہاں مت جاؤ اور ضرورت کے موقع پر جاؤ تو بقدرِ ضرورت بیٹھو اور شرعی پردہ کے ساتھ رہو، غرض! گھر میں رہنا مرد اور عورت دونوں کے لیے مفید ہے۔

گویا بہنوں کے لیے مکان کی چہار دیواری یہ بھی پردہ ہے اور مردوں کے لیے بھی بلا ضرورت گھر سے باہر نہ جانا کئی فوائد پر مشتمل ہے مثلاً: بیوی، بچوں کی تعلیم وتربیت کی بھی نگرانی ہو جائے گی، ان کے حقوق کی ادائیگی ہوگی، ان کے ساتھ حسنِ معاشرت کا موقع ملے گا، ان کو دین سکھانے کا موقع ملے گا وغیرہ وغیرہ۔

گھر کو ہوٹل یا ریسٹورنٹ مت بناؤ

آج ہمارے بہت سے بھائیوں کی زندگی کا حال یہ ہے کہ صبح جلدی دکان، کاروبار اور ملازمت پر چلے جاتے ہیں، ایسے وقت ان کا جانا ہوتا ہے کہ بچے اور گھر کے دوسرے افراد سوئے ہوئے ہیں، پھر رات ایسے وقت گھر لوٹتے ہیں کہ بچے سو چکے ہوتے ہیں، نہ بچوں کی تعلیم کا پتہ، نہ صحت کا حال معلوم، نہ ان کی اخلاقی فکر، بس! ایسی زندگی ہے جیسے کوئی مسافر کسی ہوٹل پر رات کو سونے کے لیے ٹھہرا ہو یا کسی ریسٹورنٹ میں کھانے جاتا ہو، ایسی زندگی نہیں ہونی چاہیے، ہمارے حضرت نبیٔ کریم ﷺ تو اہلِ خانہ کے ساتھ گھریلو کام میں بھی تعاون فرماتے تھے۔

نجات کا تیسرا نسخہ

تیسری بات، حدیث میں ہے:

وَابْکِ عَلٰی خَطِیْئَتِکَ۔

اپنے گناہوں پر اللہ کے سامنے رویا کرو۔

یہ تین چیزیں حدیث میں ارشاد فرمائیں۔

رونا اللہ کو بہت پسند ہے

حضرت آدم علیہ السلام کا رونا

میری دینی بہنو! حضرت آدم علیہ السلام اور ماں حوا رضی اللہ عنہا سے ایک معمولی سی خطا آسمان میں ہوگئی تھی، تو اللہ نے دونوں کو زمین پر بھیج دیا، مفسرین نے لکھا ہے کہ: ان دونوں نے دنیا میں آکر اللہ کے سامنے اتنے آنسو بہائے کہ ان دونوں کے آنسوؤں کو اگر جمع کیا جائے تو اس میں سے ندی بہنے لگے، دریا جاری ہو جائے۔

روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ: اگر حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کے آنسوؤں کو جمع کیا جائے اور ترازو کے ایک پلڑے میں ان کے آنسوؤں کو رکھا جائے اور دوسرے پلڑے میں قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے آنسو رکھ کر وزن کیا جائے تو حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کے آنسوؤں کا وزن زیادہ ہو جائے گا اور ندامت کا حال یہ تھا کہ چالیس برس تک آسمان کی طرف سر نہیں اٹھایا، اس قدر دونوں روئے۔

دیکھو! یہ حال اول انسان حضرت آدم علیہ السلام کا ہے جن کو خود باری تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے بنایا، ان کے سر پر نبوت اور خلافت کا تاج رکھا؛ لیکن ایک معمولی خطا پر کتنے روئے، یہ ندامت کا مقام ہے۔

حاصل یہ ہے کہ آنسو بہانا اور رونا اللہ کو بہت ہی پسند ہے۔

جہنم کی آگ کو دنیا کا کوئی پانی ٹھنڈا نہیں کرسکتا؛ لیکن ایک گنہگار بندہ یا بندی جب اللہ کے سامنے سچے دل سے روتے ہیں تو اس کے آنسوؤں سے جہنم کی آگ کو اللہ ٹھنڈی کر دیتا ہے، آنسوؤں میں اللہ نے یہ طاقت رکھی ہے کہ جو آنکھ اللہ کے ڈر سے روتی ہے جہنم کی آگ تو کیا؟ اس کا دھواں بھی اس کو نہیں چھوتا ہے؛ اس لیے اللہ کے سامنے رونے والیاں بنو، اللہ اللہ! اس انسانیت میں کیسی کیسی رونے والی بندیاں اور بندے گذرے ہیں!!!

حضرت شعیب علیہ السلام کے رونے کا حال

اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی حضرت شعیب علیہ السلام کا رونا بڑا عجیب تھا، روایتوں میں ہے کہ وہ اتنا روئے کہ نابینا ہو گئے، پھر اللہ تعالیٰ نے بینائی عطا فرمائی، پھر اتنا روئے کہ آنکھ چلی گئی، پھر اللہ تعالیٰ نے بینائی عطا فرمائی۔

باری تعالیٰ نے پوچھا: شعیب! اتنا کیوں روتے ہو؟ جنت کے شوق میں یا جہنم کے ڈر سے؟

حضرت شعیب علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے اللہ! آپ کے دیدار کے شوق میں روتا ہوں۔

تو اس پر فرمایا کہ: میرا دیدار تم کو مبارک ہو۔

دیکھیے! رونے پر کیسی کیسی بشارتیں باری تعالیٰ کی طرف سے ملیں!!!

اس لیے اللہ کے سامنے رونے والیاں بن جاؤ، اپنا ایک وقت طے کر دو کہ روزانہ مجھے اللہ کے سامنے کم سے کم دس، پندرہ (۱۰/۱۵) منٹ رونا ہے، ان شاء اللہ!

اللہ ہماری تمام مشکلات دور فرما دے گا۔

بچے کا رونا ہمارے لیے ایک سبق

آپ تو اس فلسفے کو خوب سمجھتی ہو کہ بچہ رو کر اپنی ضروریات کے لیے ماں کو کیسے اپنی طرف متوجہ کرتا ہے کہ جس بچے کو بولنا نہیں آتا، اپنی ضرورت ظاہر کرنے کے لیے اس کے پاس کوئی اور ذریعہ نہیں ہوتا ہے، اللہ کی طرف سے اس کو کتنا اچھا ذریعہ ملا کہ بچہ روتا ہے اور ماں کی چھاتی میں دودھ جوش مارتا ہے، اس طرح ہمارے آنسوؤں کے ذریعے سے بھی اللہ کی رحمت کو جوش آجائے گا، اسی کیفیت کے ذریعہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہے، حضرت رابعہؒ کے رونے کے واقعات پہلے میں سنا چکا ہوں وہ کیسی عجیب رونے والی عورت تھی۔

حضرت مدنیؒ کے رونے کا حال

میرے والد حضرت مولانا سلیمان صاحبؒ؛ حضرت شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے خاص خادم رہے ہیں، دورۂ حدیث شریف سے تکمیل کے بعد ایک سال مستقل حضرت کی خدمت میں رہے، سفر و حضر میں ساتھ رہے، وہ ہندوستان کی جنگِ آزادی کے آخری ایام تھے، حضرت مدنیؒ کے رونے کی یہ کیفیت تھی کہ تہجد میں اور تہجد کے بعد اس قدر روتے تھے کہ ان کے آنسو پوچھنے کے لیے وہاں رومال رکھا جاتا، اس رومال کا حال یہ ہوتا کہ اس کو بعد میں نچوڑا جاتا تو اس میں سے قطرے ٹپک کر نکلتے تھے۔

خود ہماری بہنیں اپنے طرزِ عمل سے سبق حاصل کریں

ارے میری دینی بہنو! گستاخی معاف کرنا، پیشگی معافی! آپ خود اپنے حال پر غور کرو جب شوہر سے کوئی چیز منوانی ہو، کوئی مطالبہ پورا کروانا ہو تو پہلے وہ تمام طریقے تم آزماتی ہو جو ایک بات منوانے کے لیے تم کر سکتی ہو، پھر بھی اگر تمھاری بات، تمھارا مطالبہ منظور نہ ہو تو دو آنسو شوہر کے سامنے بہا دیتی ہو بس! شوہر تمھارے آنسو دیکھ کر تمھارا مطالبہ پورا کر دیتا ہے۔

میری دینی بہنو! اللہ، رحمٰن، رحیم شوہر سے بھی زیادہ مہربان ہے، ارحم الراحمین ہے، دو آنسو جو بھی صدقِ دل اور ندامت سے اس کے دربار میں بہا دیوے ان شاء اللہ! اس کی توبہ قبول ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ اپنے دربار میں ہمیں رونے کی نعمت عطا فرمائے، آمین۔

خلاصہ یہ کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول ﷺ سے جو سوال کیا تھا:

ما النجاۃ؟ نجات کیسے ملے گی؟

اللہ کے رسول ﷺ نے تین باتیں ارشاد فرمائیں:

(۱) زبان کو قابو میں رکھو۔

(۲) اپنے گھر میں رہو۔

(۳) اور اپنے گناہوں پر رویا کرو۔

دیکھیے! حدیث شریف میں کیسا جامع اور قیمتی نسخہ بتلا دیا گیا کہ جس پر عمل کرنے کی برکت سے ان شاء اللہ! دنیا کی، قبر کی، آخرت کی تکلیفوں سے نجات حاصل

ہوگی، اللہ ان تینوں باتوں پر ہم سب کو اور پوری امت کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور نجات سے ہم سب کو مالا مال فرمائیں اور اپنی پکڑ سے ہماری حفاظت فرمائیں، آمین۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

مدینہ منورہ میں حجرۂ مبارک کے پاس مواجہ شریف پر لکھا ہوا ایک پاکیزہ شعر:

بنی عظیم خلقه الخلق الذی

له عظّم الرحمن فی سید الکتب

فرعون کی بیوی

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا

ایمان تازہ کرنے والا واقعہ

اس بیان کے انمول موتی

زبان سے نکلنے والے ایک برے جملہ نے فرعون کو ایمان سے محروم کر دیا۔

اللہ پر توکل اور بھروسہ کرلو، اللہ اپنے فضل سے کام بنا دیں گے۔

انسان کی نیکی اور برائی چہرے سے پہچان لی جاتی ہے۔

باری تعالیٰ کے دربار میں دعا کی قبولیت کا وقت کونسا ہوتا ہے ہمیں معلوم نہیں؛ اس لیے بہت سوچ کر اپنی اولاد یا شوہر یا بیوی کو کوئی جملہ بولنا چاہیے۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے ایمان کے خاطر ایسا شوہر چھوڑا جو دنیا کا بڑا بادشاہ سمجھا جاتا تھا، باری تعالیٰ کو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا یہ طرز عمل اتنا پسند آیا کہ حضرت محمد ﷺ جیسے دونوں جہانوں کے سردار شوہر سے جنت میں نکاح کروائیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا،مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ،صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَھْلِ طَاعَتِہٖ، وَبَارَکَ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْراً کَثِیْراً ۔۔۔اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِہٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۱﴾ (التحریم)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں (کی تسلی) کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال بیان فرمائی جب اس عورت نے دعا کی: اے میرے رب! میرے لیے جنت میں آپ اپنے قریب ایک گھر بنا دیجیے اور مجھے فرعون اور اس کے (برے) کام سے نجات دیجیے اور مجھے ظالم قوم سے نجات عطا فرمائیے۔

قرآنِ مجید میں بعض عورتوں کے اہم واقعات

میری دینی بہنو! اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے اس جمع ہونے کو قبول فرمائے اور

اللہ اس کو اپنی رضا کا، آخرت کے توشے کا اور ہدایت کا ذریعہ بنائے، قرآن میں اللہ تعالیٰ نے چند عورتوں کے واقعات بیان فرمائے ہیں اور اللہ تعالیٰ کوئی واقعہ بیان کرے تو اس کا مقصد کوئی کہانی اور قصہ بیان کرنا نہیں ہوتا؛ بلکہ مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم ان پاکیزہ واقعات کو سن کر کچھ نصیحت حاصل کریں، سبق حاصل کریں، اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ط (یوسف: ۱۱۱)

ان کے واقعات میں بڑی عبرت اور نصیحت کی بات ہے عقل والوں کے لیے۔

جن لوگوں میں عقل اور سمجھ ہے ان کے لیے ان واقعات میں بڑی نصیحت ہے اور ایمان سے بڑھ کر دنیا میں کوئی عقل مندی نہیں ہو سکتی ہے، سب سے بڑی عقل کی بات یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں ایمان کی دولت سے نوازا ہے۔

خود اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ط (البقرہ)

ترجمہ: اور کون ہے جو ابراہیم (علیہ السلام) کے طریقے سے اعراض کرے؟ مگر وہی شخص (منہ پھرائے گا) جس نے خود بے وقوفی اپنا لی ہو۔

یعنی صحیح دین سے وہی آدمی اپنے آپ کو دور رکھتا ہے جس میں عقل نہ ہو۔

فرعون کے کارنامے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت

میں نے یہ جو آیت پڑھی ہے وہ سورۂ تحریم کی آیت ہے، جس میں اللہ نے ایک بہت بڑے ظالم فرعون کی بیوی کا پاکیزہ قصہ بیان فرمایا ہے۔

فرعون لقب کے بادشاہ الگ الگ زمانے میں ہوا کرتے تھے، یہ مصر کے بادشاہوں کا لقب ہوا کرتا تھا، یہاں جس فرعون کا ذکر ہے، یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا فرعون ہے، اس فرعون نے اللہ کی نعمتوں کی بہت ناشکری کی تھی، اس کو اللہ نے مصر کا بادشاہ بنایا تھا اور اللہ نے سونا، چاندی، زیورات اور مال و دولت اور دوسری بہت ساری نعمتوں سے مالا مال کیا تھا، تندرستی بھی ملی تھی، ایک طویل زمانے تک اس کو دردِ سر تک نہیں ہوا تھا؛ لیکن اس ظالم نے اللہ کی نعمتوں کے ملنے پر اللہ کی ناشکری کی اور لوگوں سے یوں کہا:

اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (النازعت: ۲۴)

ترجمہ: میں تمھارا بڑا خدا ہوں۔

اور اس نے لوگوں میں چھوٹی چھوٹی مورتیاں تقسیم کر رکھی تھی جس کی گھروں میں عبادت کی جاتی تھی اور کہا تھا کہ: یہ تمھارے چھوٹے خدا ہیں اور میں تمھارا بہت بڑا خدا ہوں، اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایمان کی دعوت لے کر اس کے پاس بھیجا کہ: اے موسیٰ! تم فرعون کے پاس جاؤ اور اس کو ایک اللہ کی عبادت کے لیے سمجھاؤ کہ وہ اپنے آپ کو خدا نہ کہے، خدائی کا دعویٰ چھوڑ دے اور ایک اللہ کی عبادت کرنے والا بن جائے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بچپن کا واقعہ

میری دینی بہنو! عجیب بات یہ ہے کہ اس ظالم فرعون کے محل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بچپن گذرا تھا، یعنی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام چھوٹے تھے اس وقت کا زمانہ

فرعون کے محل میں گذرا تھا، اُس زمانے کی خاص بات جو حدیث پاک میں آئی ہے وہ میں آپ کو بتادوں، اس کے بعد اس آیت کا قصہ سناؤں گا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امی جان نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک صندوق (پیٹی) میں بند کر کے سمندر میں چھوڑ دیا تھا؛ اس لیے کہ ظالم فرعون بچوں کو قتل کرتا تھا، اس کو کسی نجومی نے بتلایا تھا کہ: خاندانِ بنی اسرائیل میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تیری حکومت کو ختم کردے گا، یہ بات اس نے سن رکھی تھی اور چونکہ اہلِ حکومت کو اقتدار سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہوتی، اس کے لیے سب کچھ کرنے تیار ہوتے ہیں؛ اس لیے فرعون نے بنی اسرائیل کے بچوں کو قتل کرنے کا حکم دیا، ہزاروں بچوں کو قتل کیا جاچکا۔

پھر کسی نے اس کو متوجہ کیا کہ: یہ بنی اسرائیل کے لوگ تو ہمارے یہاں گھر میں اور کھیت میں کام کرتے ہیں اس طرح ان کا قتل ہوگیا تو مزدوری کے لیے اور گھریلو کام کاج کے لیے آدمی کہاں سے لاویں گے، تب اس کو تنبہ ہوا اور اس نے پھر یہ ضابطہ بنایا کہ ایک سال بچوں کو قتل کیا جاوے، دوسرے سال بچوں کو زندہ چھوڑا جاوے؛ تاکہ مزدوری کے لیے آدمی فراہم ہوتے رہیں اور بنی اسرائیل کی تعداد بھی زیادہ نہ بڑھے اور ان کی طرف سے کوئی خطرہ نہ رہے؛ اس لیے کہ یہ اقلیت میں رہیں گے اور ہم اکثریت میں رہیں گے، یہ ہمارے ماتحت رہیں گے۔

باری تعالیٰ کی شان دیکھو! جو بچوں کو زندہ چھوڑنے والا سال تھا اس سال حضرت ہارون علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور قتل والے سال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، حضرت ہارون علیہ السلام عمر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک سال بڑے تھے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو یہ ڈر اور خوف پیدا ہوا کہ فرعون کی پولیس آ کر میرے اس بیٹے کو بھی قتل نہ کردے، پھر اللہ کا حکم ہوا کہ اس بچے کو صندوق میں بند کر کے سمندر کے پانی میں چھوڑ دو، یہ ایک ماں کے لیے بہت بڑا امتحان اور تکلیف کا وقت تھا کہ وہ اپنے اس معصوم اور دودھ پیتے بچے کو پانی میں چھوڑ دے؛ لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم تھا اس لیے والدہ فوراً تیار ہوگئی اور بچے کو صندوق میں بند کر کے پانی میں روانہ کر دیا۔

شیطان کا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے دل میں وسوسہ ڈالنا

شیطان نے آ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ: اے موسیٰ کی ماں! تو نے کتنی بڑی غلطی کی کہ اپنے بیٹے کو پانی میں ڈال دیا، گھر میں رکھنے میں تجھے یہ ڈر تھا کہ فرعون کی پولیس اس کو قتل کردے گی، اگر فرعون کی پولیس اس کو قتل کردے گی تب بھی تجھے اتنا موقع تو ملتا کہ تو اس بچے کو اپنے ہاتھ سے غسل دیتی، کفن پہناتی، تیری آنکھوں کے سامنے تیرے اس بچے کا جنازہ نکلتا؛ لیکن تو نے اس کو پانی میں چھوڑ دیا، اب کیا معلوم سمندر میں کونسا جانور اس کو کھا جائے گا، تیرے اس بچے کی نعش کا کیا ہوگا؟ اس کو کفن کون دے گا؟ اس کے جنازے کا کیا ہوگا؟

موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو اللہ کی طرف سے تین بڑے وعدے

شیطان کے اس وسوسے سے موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے دل میں ڈر تو تھوڑا سا پیدا ہوا ہوگا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ماں کے دل میں یہ بات ڈالی اور اس بات کو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ سے ذکر فرمایا:

وَلَا تَخَافِيْ وَلَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۷﴾ (قصص)

اے موسیٰ علیہ السلام کی ماں! گھبرامت اور شیطان کے وسوسے کی طرف دھیان نہ دے، ہم تیرے بچے کو زندہ اور صحیح سلامت تیری گود میں واپس پہنچائیں گے اور تیرے بچے کو ہم رسول بنائیں گے۔

گویا آیتِ کریمہ میں تین بڑے بڑے حیرت انگیز وعدے بشارت کی شکل میں ہوئے:

(۱) اس بچے کے متعلق کوئی خوف نہ ہونا چاہیے کہ کوئی اس کو قتل کردے گا۔

(۲) اس کو زندہ سلامت ہم واپس آپ کے پاس لاویں گے۔

(۳) اس کو ہم اپنا رسول بناویں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے اللہ کے اس وعدے پر یقین کرلیا۔

موسیٰ علیہ السلام کا فرعون کے محل میں پہنچنا

محلِ خطرہ محلِ حفاظت

میری دینی بہنو! جس نے اللہ کے وعدے پر یقین کرلیا وہ انسان چاہے مرد ہو چاہے عورت ہو، ساری دنیا میں وہ ضائع اور برباد نہیں ہوسکتا، اس کو کبھی بھی کوئی تکلیف نہیں اٹھانی پڑتی، موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پانی میں چھوڑ دیا، خدا کی شان دیکھو! وہ صندوق بہتا بہتا پانی میں اس جگہ چلا گیا جہاں مصر میں فرعون کا محل تھا، وہاں یہ صندوق پہنچا تو فرعون کے گھر کی عورتیں، لڑکیاں، کام کرنے والیاں وہاں پر نہانے کے لیے آئی ہوئی تھیں، ان لوگوں نے اس صندوق کو اٹھالیا، پھر آپس میں ان

کے اندر یہ مذاکرہ ہوا ہوگا کہ اس کو کھول کر دیکھیں کہ اس میں کیا ہے؟ سونا ہے کہ چاندی ہے؟ یا زیورات ہے؟ پھر ہوسکتا ہے یہ بات ان کے سامنے آئی ہوگی کہ اگر تم اس کو کھول دوگی اور اس میں سے کوئی قیمتی چیز نکلے گی تو تم پر تہمت آسکتی ہے کہ تم نے اس میں سے کچھ نکال لیا ہے، چوری کی ہے؛ اس لیے اس کو ایسے ہی بند رہنے دو، اسی حالت میں لے جاؤ اور فرعون کی بیوی کو دے دو، چنانچہ وہ نہانے والی لڑکیاں اس صندوق کو لے کر محل میں گئیں، فرعون کی بیوی جس کا نام آسیہ تھا اس کے سپرد کردیا۔

باری تعالیٰ کی عجیب قدرت

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے اس کو بہت سوچ کر اطمینان کے ساتھ کھولا کہ نہ معلوم اس میں سے کیا چیز نکلے گی، اللہ کی قدرت کہ جب اس صندوق کو کھولا تو ایک معصوم نورانی شکل والا بچہ اس میں سویا ہوا تھا، فرعون کی بیوی حیرت میں پڑ گئی کہ اس میں اتنا خوب صورت بچہ نکلا!!!

چہرے پر نیکی یا گناہ کے اثرات

چھوٹا بچہ جو ہوتا ہے اس سے لوگ بہت پیار کرتے ہیں؛ اس لیے کہ بچے کا چہرہ معصوم ہوتا ہے، اس کے چہرے پر گناہ کی گندگی نہیں ہوتی، اس لیے ہر آدمی بچوں سے پیار کرتا ہے اور ہمارے چہروں پر، ہمارے دل ودماغ پر گناہوں کی گندگی لگی رہتی ہے؛ اس لیے لوگ ہم سے نفرت کرتے ہیں، ہم سے دور دور بھاگتے ہیں۔

لیکن بعض اللہ کی بندیاں اور بندے — اولیا، علما، صلحا، متقی — ایسے ہوتے ہیں کہ وہ گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرتے ہیں اور اگر گناہ ہوجاوے تو رو رو کر اپنے گناہوں

سے توبہ کرتے ہیں، نتیجتاً لوگ ان سے محبت کرتے ہیں، ان سے ملاقات کرتے ہیں، ان سے ملنا پسند کرتے ہیں۔

اسی طرح جو لوگ حج اور عمرہ کر کے مکہ، مدینہ جا کر آتے ہیں تو لوگ ان کو بہت شوق سے ملنے جاتے ہیں؛ کیوں کہ مبارک جگہ پر جا کر ان لوگوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی، معافی مانگی، جس کی وجہ سے ان کے چہرے سے گناہ کا کالا پن ختم ہو گیا اور ان کے چہروں پر نور آ گیا، تو ہم بھی اس رمضان کے مبارک مہینے میں سحری اور افطاری کے وقت، رات کو تہجد میں بیدار ہو کر اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں گے، آنسو بہائیں گے تو ان شاء اللہ! ہمارے گناہ معاف ہو جائیں گے اور ہمارے چہروں اور دلوں سے گناہوں کے اثرات ختم ہو جاویں گے اور ان شاء اللہ! ہم سے بھی لوگ محبت کرنے لگیں گے اور ان شاء اللہ! ہم اللہ کے یہاں بھی محبوب بن جاویں گے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چہرے کی نورانیت

بہر حال! اس صندوق میں ایک خوبصورت بچہ تھا جس کے چہرے پر معصومیت تھی، سب سے بڑی بات یہ کہ وہ بچہ کل اللہ کا نبی اور رسول بننے والا تھا؛ اس لیے ''نبوت'' کا نور اس کے چہرے پر چمک رہا تھا، جس کی وجہ سے چہرہ جگمگا رہا تھا اور خود اللہ نے اس معصوم بچے کے چہرے پر محبت ڈال دی تھی، جو بھی اس کو دیکھتا اس سے پیار اور محبت کرتا، اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے:

وَاَلْقَیْتُ عَلَیْكَ مَحَبَّةً مِّنِّیْ (طٰہ)

اے موسیٰ! ہم نے آپ کے چہرے پر بچپن میں ایسی کشش اور جاذبیت اور

محبوبیت رکھدی کہ جو تم کو دیکھتا محبت کرتا، پیار کرتا۔

گویا کہ تین طرح کی خوبیاں آپ کے اندر جمع ہوگئیں:

(۱) بچپن کی معصومیت۔

(۲) بڑے ہو کر اللہ کے نبی ہونے والے ہے اس نبوت کا نور۔

(۳) ان کے چہرے پر اللہ نے محبوبیت رکھ دی تھی کہ جو بھی دیکھتا ان سے پیار کرتا، ان کو گلے لگاتا۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنا بیٹا بنالیا

بہر حال! فرعون کی بیوی نے اس معصوم بچے کو دیکھا تو اس کو فوراً اپنی گود میں اٹھالیا، فرعون اگرچہ بادشاہ تھا؛ لیکن اولاد سے محروم تھا؛ اس لیے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اپنی گود میں اٹھالیا، پھر فرعون کی پولیس کو پتہ چلا کہ فرعون کی بیوی کے پاس کوئی بچہ آیا ہے تو فرعون کے حکم کے مطابق اس بچے کو قتل کرنے کے لیے پولیس والے آگئے، جب پولیس فرعون کی بیوی کے پاس پہنچی تو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے ان کو کہا کہ: تم ٹھہر جاؤ، قتل میں جلدی نہ کرو، میں اپنے شوہر فرعون کے پاس جاتی ہوں اور اس کو درخواست کرتی ہوں، اگر وہ اس بچے کی جان معاف کردے تو ٹھیک ہے، ورنہ میں تمھارے کام میں رکاوٹ نہ بنوں گی۔

عورتوں کی ضد میں عجیب طاقت

فرعون کی بیوی نے جا کر اس بچے کو فرعون کی گود میں رکھ دیا اور کہا کہ:

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ ط لَا تَقْتُلُوْهُ صلے عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا (القصص: ۹)

ترجمہ: اور فرعون کی بیوی (فرعون سے) کہنے لگی: (یہ بچہ) میری اور تیری آنکھ کی ٹھنڈک ہے، اس کو تم قتل مت کرو، شاید کہ (یہ بچہ) ہم کو کام آئے گا یا اس کو ہم (اپنا) بیٹا بنا لیں گے۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے کتنی پیاری بات نکلی!!!

جب یہ بات حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے کہی تو فرعون نے اپنی بیوی کی اس ضد اور اصرار کو مان لیا اور اس بچے کو قتل کرنے سے معافی دے دی، گویا بیوی کی ضد کی وجہ سے فرعون نرم پڑ گیا اور مجبور ہو کر بچے کو معاف کر دیا۔

عورتیں اپنی ضد کو دینی امور میں صرف کریں

اس جگہ میں اپنی دینی بہنوں سے ایک بات کہا کرتا ہوں کہ اللہ نے تمھاری زبان اور ضد و اصرار میں وہ طاقت رکھی ہے کہ فرعون جیسے ظالم لوگ بھی مجبور ہو جاتے ہیں، تو میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنی زبان اور ضد کو دینی کاموں میں استعمال کرو، آپ کا شوہر بے نمازی ہے اس کو ضد اور اصرار کر کے، سمجھا کر نمازی بناؤ، اگر ڈاڑھی نہیں رکھتا ہے تو سمجھا کر اس کو ڈاڑھی کے لیے تیار کرو، اگر شوہر اسلامی لباس نہیں پہنتا ہے مسنون وضع قطع نہیں اپناتا، تو اسلامی کپڑے پہننے کی دعوت دو، غرض یہ کہ آپ اپنی زبان کے ذریعے سے اپنے شوہر اور اپنی اولاد کی دینی زندگی بنا سکتی ہو، اللہ نے آپ کی زبان میں یہ طاقت دی ہے۔

انسان کی زبان سے نکلنے والا جملہ جس پر ایمانی نوازش یا ایمان سے محرومی کا فیصلہ ہوتا ہے

بہر حال! فرعون نے اس بچے کی جان کو معاف کر دیا اور کہہ دیا کہ: میں اس بچے کو قتل نہیں کروں گا؛ لیکن عجیب بات میں آپ کو سنانا چاہتا ہوں کہ پہلی بات جو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے اپنی زبان سے کہی تھی:

قُرَّتُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ (القصص: ۹)

اے فرعون! یہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

تو فرعون نے اس پر یہ کہا کہ: اے آسیہ! تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، میری آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں ہے، فرعون کا یہ جملہ دھیان میں رکھیں، بس یہی جملہ اللہ کو بہت ناپسند ہوا۔

نسائی شریف میں ایک حدیث ہے، آپ ﷺ کے ایک صحابی حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں کہ: نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: فرعون اُس وقت حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ساتھ یہ کہہ دیتا کہ: ہاں! تیری بھی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور میری آنکھوں کی بھی ٹھنڈک! تو اللہ فرعون کو ایمان کی دولت سے مالامال کر دیتا۔

اس لیے کہ یہ بچہ کل اللہ کا نبی بننے والا تھا، ایک عورت ذات حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے اس بچے کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کہا اور فرعون نے اس کو نہیں مانا اور کہہ دیا کہ: تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میری نہیں۔

میری دینی بہنو! اللہ کو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا یہ بول اتنا پسند آیا کہ اللہ نے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو ایمان کی دولت سے نواز دیا اور فرعون کو ایمان کی دولت سے محروم کر دیا۔

جو کچھ بولو سوچ کر بولو

اس جگہ رک کر میں آپ کو ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں، اپنی زبان سے جب بھی کچھ بولو تو بہت سوچ کر بولا کرو؛ اس لیے کہ کبھی اپنی زبان سے کوئی بات ایسی نکل جاتی ہے جس کی وجہ سے اللہ ناراض ہو جاتا ہے اور ہماری بہنیں جب غصے میں ہوتی ہیں تو اپنے بچوں کے لیے بد دعا اور لعنت کر بیٹھتی ہیں اور کبھی کبھی غصے میں آ کر اپنے شوہر کو بھی لعنت کرتی ہیں۔

میری دینی بہنو! اللہ کے یہاں دعا کی قبولیت کا وقت کونسا ہوتا ہے ہم نہیں کہہ سکتے، ہم کو معلوم نہیں کون سی گھڑی قبولیتِ دعا کی ہے، اب اگر ہم نے اپنی اولاد اور اپنے شوہر پر بد دعا اور لعنت شروع کر دی اور یہی وقت دعا کے قبول ہونے کا ہو، تو یہ بد دعا اور لعنت اپنی اولاد اور اپنے شوہر پر لگ جاتی ہے؛ اس لیے جب ہماری اولاد ہماری نافرمانی کریں، کہنا نہ مانیں تب بھی اولاد کو بد دعا کے الفاظ نہ کہو، ورنہ اگر یہی وقت قبولیت کا ہوا تو پھر بڑی تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ایک عورت کی بد دعا کا واقعہ

ہمارے یہاں راندیر میں شیخ الحدیث حضرت مولانا احمد رضا صاحب اجمیری رحمہ اللہ —شیخ الحدیث حضرت مولانا قاری رشید احمد صاحب اجمیری مدظلہ العالی کے والدِ مرحوم—

بہت بڑے اللہ کے ولی تھے، زندہ دل تھے، حضرت کسی عورت کی بد دعا ایک واقعہ کا سنایا کرتے تھے، وہ واقعہ میں آپ کو سناتا ہوں۔

حضرت شیخ مولانا احمد رضا اجمیریؒ کا اصل وطن سرحدی علاقہ ہے، اس علاقے کے جو پٹھان لوگ ہیں ان میں آج بھی یہ بات بہت مشہور ہے کہ بدن سے آواز کے ساتھ ہوا خارج کرے تو ان کے یہاں بہت بڑا گناہ سمجھا جاتا ہے، ہمارے قاری یعقوب مملا صاحب — امام وخطیب مسجد غریر، دوبئ — فرماتے ہیں کہ: ان پٹھانوں کے یہاں آواز کے ساتھ ریح خارج کرنا شرک جتنا بڑا گناہ سمجھا جاتا ہے۔ ان پٹھانوں کے یہاں آج بھی خاندانی نظام ہے کہ ایک ہی گھر میں سارے لوگ کئی بھائی بہو وغیرہ پوری فیملی مل کر رہتی ہے، تو کسی گھرانے میں چار، پانچ بہوتھیں اور ہر ایک کا ایک چھوٹا بچہ تھا، کسی کا بچہ تو کسی کی بچی تھی اور سب بچے ایک ہی جگہ بستر پر سو رہے تھے اور سب بہو اپنے اپنے کام میں مشغول تھیں، اتنے میں ایک بچے کو آواز کے ساتھ زور سے ہوا نکل آئی، وہاں کے عرف میں سب کے لیے یہ معیوب چیز تھی، وہ چھوٹے سے بچے سے صادر ہوئی تھی؛ لیکن تعیین کے ساتھ یہ پتہ نہیں چلا کہ کس بچے کو ہوا خارج ہوئی، سب کو یہ ناگوار گزرا تو ایک بہو نے کام کرتے کرتے ناگواری کے عالم میں زبان سے بد دعا کے الفاظ بول دیے کہ: اگر میرے بچے سے یہ ہوا خارج ہوئی ہے تو وہ مر جائے۔

میری دینی بہنو! یہی وقت اللہ کے یہاں دعا کی قبولیت کا رہا ہوگا اور حقیقت یہ ہوئی کہ جس بچے سے آواز کے ساتھ ریح خارج ہوئی تھی وہ اس بد دعا دینے والی بہو کا بچہ تھا، پھر جب جا کر ان بچوں کو دیکھا تو اس بد دعا دینے والی بہو کا بچہ مر چکا تھا۔

یہ ہے ماں کی بد دعا کا اثر؛ اس لیے میری دینی بہنو! آپ جب غصے میں ہو یا

عام حالات میں تو ہرگز اپنے بچوں کو بددعا مت دو۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا ایک اچھا جملہ اللہ تعالیٰ کو پسند آیا

بہرحال! حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے اپنی زبان سے اس صندوق سے نکلنے والے بچے کے لیے ایک اچھا جملہ بول دیا کہ: یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، حدیث میں آتا ہے کہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا یہ جملہ اللہ کو اتنا پسند آیا کہ اللہ نے ان کو ایمان کی دولت سے نواز دیا۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جوان ہو گئے، شادی بھی ہوگئی اور نبوت بھی مل گئی اور فرعون کے دربار میں ایمان کی دعوت لے کر آئے، اس دور میں فرعون نے آپ کی اس دعوت کو قبول نہیں کیا اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے ایمان قبول کرلیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جادوگروں سے مقابلہ

فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو جادو سمجھتا تھا اور اس کے درباریوں نے بھی معجزات کو جادو سے تعبیر کیا تھا؛ اس لیے فرعون نے جادوگروں کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کرایا، اس موقع پر مصر کے ہزاروں جادوگر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے، اسی زمانے میں فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا بھی ایمان لائی تھی؛ اس لیے کہ جب جادوگروں سے مقابلہ کرایا تھا تو مصر کی پوری قوم کو بھی مقابلہ دیکھنے کے لیے جمع کیا تھا:

وَأَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾ (طٰہٰ:۵۹)

ترجمہ: اور یہ کہ چاشت (دن چڑھنے) کے وقت لوگ جمع کر لیے جائیں گے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَّقِيْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ مُّجْتَمِعُوْنَ ﴿۳۹﴾ (الشعراء: ۳۹)

ترجمہ: اور لوگوں کو (اعلان کرکے) کہہ دیا گیا کہ کیا تم بھی جمع ہوں گے؟

اللہ نے ان جادوگروں کے مقابلے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کامیابی عطا فرمائی اور سب جادوگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ایمان لے آئے۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا پر فرعون کا ظلم

فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا بھی اسی دور میں ایمان لے آئی، فرعون کی بیوی کا ایمان لانا جب فرعون کو معلوم ہو گیا تو اس کو بہت غصہ آیا کہ میری بیوی بھی میرے دشمن ''موسیٰ'' پر ایمان لے آئی؟ حالاں کہ اس سے پہلے وہ اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا تھا، رہائش کے لیے ایک سونے کا محل بنایا تھا اور وہ بھی دریا کے کنارے ایک اونچے پہاڑ پر، نیچے سے پانی بہتا تھا، اسی طرح اپنی بیوی کے بہترین کپڑے تیار کرواتا تھا، اتنی محبت وہ اپنی بیوی سے کرتا تھا؛ لیکن بیوی کے ایمان لانے کی وجہ سے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا پیغمبر مان لینے کی وجہ سے اس کو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا سے دشمنی ہو گئی، اب فرعون حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا سے بہت نفرت کرنے لگا اور حد یہ ہو گئی کہ فرعون نے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا پر بہت ظلم شروع کر دیا۔

اللہ ہم سب کو حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا جیسا ایمان نصیب فرمائے

میری دینی بہنو! حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کیسی ایمان والی عورت تھی، اللہ ایسا ایمان

آج کی ان ہماری بہنوں کو اور ہم سب کو نصیب فرمائیں کہ شوہر کا ظلم برداشت کرتی ہے لیکن ایمان نہیں چھوڑتی ہے، اللہ کو اس عورت کی قربانی اتنی پسند آئی کہ اللہ نے اس کا قصہ قرآن میں بیان کر دیا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ (التحریم: ۱۱)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں (کی تسلی) کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال بیان فرمائی۔

اللہ فرماتا ہے کہ تمام ایمان والوں کے واسطے فرعون کی بیوی کا قصہ ایک نصیحت ہے۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا مثالی ایمان

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ ایک بڑی مثال ہے، اس میں بڑا اسبق ہے، بڑی عبرت کی چیز ہے کہ عورت ذات ہو کر، کمزور ہونے کے باوجود اس ظالم کا ظلم برداشت کرتی ہے، لیکن ایمان اور اللہ کی عبادت نہیں چھوڑتی ہے۔

میری دینی بہنو! آج ہم کو تو کوئی تکلیف نہیں ہے پھر بھی ہم اللہ کی فرماں برداری کو معمولی معمولی باتوں میں چھوڑ دیتے ہیں۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی آگے کی حالت سنو! ایک دن فرعون اس ضد پر آ گیا کہ آج میں فیصلہ کروں گا کہ یا تو آسیہ ایمان کو چھوڑ دے اور مجھے خدا تسلیم کرے، یا میں اس کو قتل کر دوں، اب اس نے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو محل سے باہر نکالا، سخت گرمی کے دن تھے اور محل سے نکال کر گرم گرم ریت پر لٹا دیا۔

وہ عورت جس پر دنیا میں ملائکہ سایہ کرتے تھے

اللہ کی عجیب مدد! جب گرم زمین پر ڈال کر ان کو ستایا جاتا اور فرعونی ظالم ہٹ جاتے تو اللہ تعالیٰ کے ملائکہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا پر سایہ کرتے تھے، پھر فرعون نے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے دونوں ہاتھ لمبے کروائے اور زمین پر پھیلائے اور دونوں ہتھیلی کے بالکل بیچ میں لوہے کی کیلیں زور زور سے مار کر زمین میں گاڑ دیں، اسی طرح دونوں پیر میں بھی کیلیں گاڑ دیں، ایذائیں دی جاتی تھیں، اسی تکلیف کے عالم میں اللہ کی جانب سے ان کو جنت کا محل دکھایا جاتا جس کی وجہ سے سب سختیاں اور تکلیفیں آسان ہو جاتیں، گویا آخرت کی نعمتوں کے مقابلے میں دنیوی تکالیف کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھیں۔

وہ عورت جس نے دنیا میں جنت کے محل کا مشاہدہ کیا

ایک عجیب بات کتابوں میں لکھی ہے کہ جب دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں میں میخیں گاڑ دی گئیں اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو جنت والا مکان دکھلایا، جس کی وجہ سے وہ ہنسنے لگیں، اس پر کم بخت فرعون کہنے لگا: یہ کیسی پاگل عورت ہے، میں اس کو تکلیف دے رہا ہوں اور یہ ہنس رہی ہے؟

ہاں! حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی یہ ہنسی جو ظاہراً دنیوی تکلیف کے بیچ میں تھی وہ آخرت کی نعمتوں کے مشاہدہ پر تھی۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا حسنِ خاتمہ

میری دینی بہنو! کیا گذری ہو گی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا پر؟ کیا حال ہوا ہو گا ان کا؟

دونوں ہاتھوں اور پیروں میں کیلیں لگی ہوئی ہیں، دونوں جگہوں سے خون نکل رہا ہے، زمین بھی گرم ہے اور وہ کمزور عورت تڑپ رہی ہے، بے چین ہے، پریشان ہے؛ لیکن کہتی ہے: میں ایک اللہ کو مانتی ہوں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا نبی مانتی ہوں۔

اللہ اکبر! کیسی ایمان والی عورت تھی؛ اسی لیے اللہ نے ان کا واقعہ قرآن میں ہمارے لیے سبق کے طور پر بیان فرما دیا، اتنی تکلیف ہونے کے باوجود وہ عورت اللہ پر ایمان میں مضبوط رہی، کہہ دیا کہ: میں اللہ کی فرماں برداری، اللہ کی اطاعت، اللہ کی عبادت نہیں چھوڑوں گی، ایمان کو اپنے ہاتھوں سے نہیں جانے دوں گی۔

اس کے بعد فرعون نے ایک بہت بڑا پتھر منگوایا اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو چت لٹا کر سینے پر رکھ دیا، اس کے بعد پھر حکم دیا کہ: ایک اور پتھر لاؤ جو بڑے سے بڑا ہو اور اس کو کہو کہ: اپنا ایمان جو ایک اللہ پر ہے اس کو چھوڑ دے، اگر وہ مان جاوے تو عزت کے ساتھ واپس لاؤ؛ ورنہ تو بھاری پتھر گرا کر قیمہ قیمہ کر ڈالو۔

یہ آخری مہلت دی گئی کہ آسیہ! اب اس پتھر کو تیرے منہ پر مارا جاوے گا اور تیرے سینے اور سر کو چورا چورا کر دیا جاوے گا، تجھے ختم کر دیا جاوے گا، حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے دیکھ لیا کہ میرا شوہر مجھے مارنے کے لیے تیار ہے۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی زبردست تین دعائیں

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے اس موقع پر زمین پر پڑے پڑے بے چینی کی حالت میں اللہ سے دعا کی، دعا کیا تھی؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قیامت تک کے لیے قرآن میں بیان فرما دیا۔

میری دینی بہنو! اللہ تعالیٰ ہمیں عافیت سے رکھیں ؛لیکن نعوذ باللہ! کبھی کسی کو ایسی مظلومیت پیش آجاوے تو ایسی مظلومیت کے عالم میں اگر ہم اللہ سے مانگیں گے اللہ ہماری ضرورتوں کو پورا فرمائے گا، اللہ ہماری نصرت اور مدد کرے گا، حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے پاس کوئی مدد کرنے والا نہیں تھا، شوہر ہی ظلم کرر ہا تھا، ایسی حالت میں حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے اللہ سے دعا کی اور اس دعا کو اللہ نے قبول کرلیا، دعا یہ تھی:

اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۱﴾ (التحریم: ۱۱)

اے میرے پروردگار تو میرے لیے جنت میں اپنے پاس ایک محل تعمیر فرما اور مجھے فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے اور مجھے نجات دے ظالم قوم سے۔

اس عورت نے تین بڑی اہم دعائیں مانگیں:

(۱) ”رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ“۔

ترجمہ: اے میرے رب! میرے لیے جنت میں اپنے پاس ایک محل تعمیر فرما۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا عشقِ الٰہی میں مقام

امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ: آخری حال میں اس عورت کی دعا میں جو عجیب سوال ہے اس پر غور کرو! پہلے خدا کا پڑوس مانگا: اے اللہ! جنت میں اپنے قریب ”عِنْدَكَ“ گھر عطا فرما۔ کیسی اللہ کے عشق میں زندگی گزارنے والی عورت ہے کہ ایسی اضطرابی حالت میں بھی عشقِ الٰہی کا غلبہ ہے کہ جنت کے مکان سے پہلے اللہ کا جوار مانگ رہی ہے!!!

(۲) اے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ میں نے ایمان کے واسطے فرعون کا محل چھوڑا ہے، سونے سے بنایا ہوا محل میں نے ایمان ہی کے خاطر چھوڑا ہے، اے اللہ تجھے راضی کرنے کے لیے چھوڑا ہے تو اس کے بدلے میں مجھے جنت میں گھر عطا فرمادے، مفسرین لکھتے ہیں کہ: ظالم فرعون حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں ان کے چہرے پر پتھر نہ مار سکا اور اللہ نے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی روح کو قبض کرلیا اور سیدھا جنت کے عالی شان محل میں پہنچادیا، وہاں جنت میں حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا مزے سے کھاتی پیتی ہے۔

(۳) حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی تیسری دعا یہ تھی:

وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۱﴾

اے اللہ! فرعون سے اور فرعون کے کفر و شرک والے کاموں سے مجھے نجات عطا فرما اور فرعون کی مشرک قوم سے مجھے چھٹکارا دے دے۔

چنانچہ فرعون اور فرعونی اعمال سے نجات مل گئی اور جنت میں اہلِ جنت کی معیت نصیب ہوگئی۔

آپ ﷺ کا حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح

مفسرین نے نقل کیا ہے کہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو اللہ نے وہ نعمت عطا فرمائی کہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ فرعون جیسے ظالم شوہر کو جب چھوڑا اور چھوڑا بھی تو محض اللہ کے واسطے تو کل قیامت کے دن جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے اور اللہ ہم سب کو جنت میں داخلہ عطا فرمادے گا، پھر جنت میں جانے کے بعد ایک پروگرام ہوگا جس میں حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اللہ تعالیٰ ہمارے حضور حضرت محمد ﷺ کے ساتھ

کروائیں گے، کتنی بڑی دولت اللہ نے حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو دی کہ حضور ﷺ سے ان کا نکاح ہوگا، یہ سب ایمان کی بنا پر فرعون کے ظلم کو برداشت کرنے کا صلہ ہے کہ جب حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے فرعون جیسے ظالم شوہر کو چھوڑا تو اللہ نے حضرت محمد ﷺ جیسا شوہر ان کو عطا فرمایا۔

میری دینی بہنو! ایک عورت ذات ہو، ایمان والی ہو وہ اللہ کی فرماں برداری والی ہو جائے اللہ اس کو کیسی کیسی نعمتوں سے نوازتے ہیں کہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا ایمان پر جمی رہی اور اللہ کی فرماں برداری پر جمی رہی تو اللہ تعالیٰ کو ان کی قربانی اتنی پسند آئی کہ تمام ایمان والوں کے لیے ان کے واقعے کو ایک سبق اور مثال بنا دیا۔

ایک لطیفہ

میرے مرشدِ اول فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ بہت خوش مزاج تھے، بہت سے اہم اہم مسائل لطیفے کے انداز میں حل فرمایا کرتے تھے، حضرت کے لطائف مستقل کتابی شکل میں طبع بھی ہوئے ہیں، ایک مرتبہ ایک صاحب نے سوال کیا حضرت! سنا ہے کہ جنت میں حضرت نبیٔ کریم ﷺ کے ساتھ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوگا؟ حضرت نے ارشاد فرمایا: دیکھو! یہ جنت میں چھوارے کھانے کی فکر کر رہے ہیں، گویا لطیفے کے انداز میں جواب دے دیا کہ: یہ بات صحیح ہے، ساتھ ہی نکاح کے موقع پر چھوارے تقسیم کرنا مسنون عمل ہے اس کی طرف بھی اشارہ ہو گیا۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی دعا ہم سب کے لیے سبق ہے

میری دینی بہنو! حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی مبارک دعا جو میں نے آپ کے سامنے

نقل کی یہ پیاری دعا ہے، میں آپ کو کہتا ہوں کہ یہ دعا ہم کو سبق دیتی ہے کہ انسان اللہ ہی سے مانگے، اللہ اس کی ضروریات کو پورا فرماتے ہیں، یہ رمضان کا مبارک مہینہ اور مبارک راتیں چل رہی ہیں، یہ حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہمارے لیے بہت بڑی نصیحت ہے، ایک عورت ذات نے ظلم کو برداشت کیا اور ایمان پر مضبوطی کے ساتھ جمی رہی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو نواز دیا، اللہ ہمیں بھی ایسا کامل ایمان عطا فرمائیں اور اللہ اپنے فضل سے ہم سب کو جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور ہم سب کو اپنی ناراضگی والے کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

ایک مشاہدہ

رمضان میں ایک روز آپ کے قریب والے شہر ''لمبی'' (LIMBY) جانا ہوا، حضرت مولانا احمد صاحب اور ان کی اہلیہ محترمہ دینی اور دستر خوانی دونوں اعتبار سے شان دار میزبانی کرتے ہیں، ان کے مکان میں آگے والے کمرے میں ایک بڑے تختے پر حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کی اس دعا کا ایک حصہ لکھا ہوا دیکھا، وہ بہت پسند آیا، اس دعا کے حصے کو آپ اپنی دعاؤں میں شامل کرلو۔

اپنے ایمانی اعمال کی فکر کرو

بیان کے اختتام پر ایک اہم بات کی طرف متوجہ کرتا ہوں، حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا ایمان لے آئی اور جنتی ہوگئی، فرعون ان کا شوہر تھا ایمان نہیں لایا جہنمی ہوا، اس سے عبرت حاصل کرو، ہمارا ایمان ہی ہم کو فائدہ دے گا، ہم کو اپنی اپنی قبر میں سونا ہے؛ اس لیے اپنا ایمان مضبوط کرنے کی فکر کرو اور اعمالِ صالحہ کا اہتمام کرو۔

ہم گناہوں سے بچیں اور اللہ کو راضی کریں

میری دینی بہنو! آج بے حیائی کا ماحول ہے، فیشن کا ماحول ہے، بے پردگی کا ماحول ہے، گناہوں اور گانے اور میوزک (Music) کا ماحول ہے، ایسے ماحول میں سنتِ رسول اور اللہ کے احکام پر جم جاؤ، اللہ کی مرضی پر جم جاؤ، اللہ دنیا اور آخرت میں ہم سب کو عزت کی دولت سے مالا مال فرمائیں گے، اللہ ہم سب کو یہ دولت نصیب فرمادیں، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆...☆...☆

قصدِ طیبہ

از: فقیہ الامت حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ

بڑھاپا ہے، چلا ہوں سوئے طیبہ	لرزتا لڑکھڑاتا، سر جھکائے
گناہوں کا ہے سر پر بوجھ بھاری	پریشاں ہوں اسے اب کون اٹھائے
کبھی آیا جو آنکھوں میں اندھیرا	تو چکرا کر قدم بھی ڈگمگائے
کبھی لاٹھی کبھی دیوار پکڑی	کبھی پھر بھی قدم جمنے نہ پائے
نہ بیٹا ہے نہ پوتا ہے نہ بھائی	کوئی گھر کا نہیں جو ساتھ جائے
نہیں کچھ آرزو اب واپسی کی	وہیں رکھے خدا واپس نہ لائے
مگر چلتا رہوں گا دھیرے دھیرے	دیا والا میری نیا لکھائے
وہاں جا کر کہوں گا گڑگڑا کر	سلام اس پر جو گرتوں کو اٹھائے
سلام اس پر جو سوتوں کو جگائے	سلام اس پر جو روتوں کو ہنسائے
سلام اس پر جو اجڑوں کو بسائے	سلام اس پر جو بچھڑوں کو ملائے
سلام اس پر جو بھوکوں کو کھلائے	سلام اس پر جو پیاسوں کو پلائے

حضرت موسیٰ علیہ السلام

کا

مدین کا سفر

گنجینۂ اسرار

بے سہارا اور پریشان حال لوگوں کی مدد کرنا چاہیے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے وہ درجہ دیا ہے کہ فرشتہ انسان کی رہبری کرے۔

میں مزے سے رہوں دوسرے پریشان رہے یہ مومن کا مزاج نہیں۔

کسی کے دل کی دعا کیسے ملتی ہے۔

گناہ وجود میں آنے کا اندیشہ ہو ایسی جگہ جانے سے بچو۔

آج کل مسلمانوں کی شادیوں کا حال غیر مسلموں کی شادیوں کی طرح ہو گیا ہے۔

کالج کا ماحول یعنی تعلیم کم، عیاشی و فحاشی زیادہ۔

خدمت صرف اللہ کے واسطے کرو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا،مَنْ یَّہْدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ،صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَھْلِ طَاعَتِہٖ، وَبَارَکَ وَسَ تَسْلِیْمًا کَثِیْراً کَثِیْراً ۔۔۔اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَلَمَّا تَوَجَّہَ تِلْقَآءَ مَدْیَنَ قَالَ عَسٰی رَبِّیْٓ اَنْ یَّھْدِیَنِیْ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ﴿۲۲﴾ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْیَنَ وَجَدَ عَلَیْہِ اُمَّۃً مِّنَ النَّاسِ یَسْقُوْنَ ۫ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِہِمُ امْرَاَتَیْنِ تَذُوْدٰنِ ۚ قَالَ مَا خَطْبُکُمَا ؕ قَالَتَا لَا نَسْقِیْ حَتّٰی یُصْدِرَ الرِّعَآءُ ٜ وَاَبُوْنَا شَیْخٌ کَبِیْرٌ ﴿۲۳﴾ فَسَقٰی لَہُمَا ثُمَّ تَوَلّٰۤی اِلَی الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ ﴿۲۴﴾ فَجَآءَتْہُ اِحْدٰىہُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ ۫ قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْکَ لِیَجْزِیَکَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَہٗ وَقَصَّ عَلَیْہِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ٝ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۵﴾ (القصص)

ترجمہ:اور جب ان (موسیٰ علیہ السلام) نے مدین کی جانب رخ کیا تو (موسیٰ علیہ السلام نے دعامیں) کہا:امید ہے کہ میرے رب مجھے سیدھے راستے پر لے جاویں گے ﴿۲۲﴾ اور جب وہ (موسیٰ علیہ السلام) مدین کے کنویں پر پہنچے تو لوگوں کے ایک مجمع کو دیکھا

کہ (کنویں سے پانی کھینچ کر اپنے جانوررون) کو پانی پلا رہے ہیں اور ان (پانی پلانے والے لوگوں میں) سے ایک طرف دو عورتوں کو دیکھا جو اپنے جانوروں کو روکے ہوئے کھڑی تھی، تو ان (موسیٰ علیہ السلام) نے ان دونوں (عورتوں) سے پوچھا کہ: تمھارا کیا حال ہے؟ ان دونوں (عورتوں) نے جواب دیا: جب تک (یہ) چرواہے (اپنے جانور پانی پلا کر) واپس نہ لے جاویں ہم (اپنے جانوروں کو اس وقت تک) پانی نہیں پلا سکتیں اور ہمارے ابا تو بہت بوڑھے ہیں ﴿۲۳﴾ چنانچہ (یہ سن کر) ان (موسیٰ علیہ السلام) نے ان دونوں (عورتوں) کے (جانور) کو پانی پلا دیا، پھر وہاں سے ہٹ کر وہ (موسیٰ علیہ السلام) ایک سایے کی جگہ میں چلے گئے اور دعا میں کہنے لگے: اے میرے رب! تو میرے لیے جو نعمت بھی اتارے (بھیجے) میں اس کا محتاج ہوں ﴿۲۴﴾ سو تھوڑی دیر کے بعد ان دو (لڑکیوں) میں سے ایک (لڑکی) شرم وحیا سے چلتی ہوئی (موسیٰ علیہ السلام کے پاس) آئی، وہ (لڑکی) کہنے لگی: میرے ابا تم کو بلا رہے ہیں؛ تاکہ تم نے جو ہمارے لیے (جانوروں) کو پانی پلایا اس کا انعام دیویں، سو جب وہ (موسیٰ علیہ السلام) اس (لڑکی کے ابا) کے پاس پہنچے اور ان کے سامنے تمام حالات بیان کیے تو اس (لڑکی کے ابا) نے کہا کہ: تم (اب) ڈرو مت، تم ظالم لوگوں سے بچ کر آئے ہو ﴿۲۵﴾

آپ کے سامنے یہ قرآن کریم کے بیسویں پارے کی آیات تلاوت کی ہے، اور بات یہ ہے کہ سالِ گذشتہ آپ کے یہاں کی مجلسوں میں کون کون سے واقعات آپ کو میں نے سنائے تھے، اس وقت مجھے یاد نہیں اور نہ کوئی میرے پاس ریکارڈ ہے کہ جس سے معلوم ہو سکے کہ کیا سنایا تھا، کیا باقی ہے اور سالِ گذشتہ کے بعد اب تک ایسی مجلسیں انڈیا اور انڈیا کے باہر ہوتی رہیں؛ اس لیے یاد رکھنا بھی مشکل ہوتا ہے، آپ

یقین مانیں کہ سالِ گذشتہ آپ کے یہاں سے جانے کے بعد الحمدللہ! یہ ساتویں ملک کا سفر ہے اور ہر جگہ دینی مجالس مردوں اور مستورات میں ہوتی رہیں؛ اس لیے کیسے یاد رہ سکتا ہے، البتہ ایک واقعہ میں آپ کو سناتا ہوں اور مجھے یاد ہے کہ یہ واقعہ آپ کو نہیں سنایا ہے، اللہ کرے یہ واقعہ میرے اور آپ کے لیے ہدایت اور خیر کا ذریعہ بنے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہمارے لیے ایک سبق

یہ واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے، ایک خاص ضرورت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مصر چھوڑ کر جانا پڑا تھا اور اس سفر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شادی ہوئی تھی، ان کا عجیب قصہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمایا ہے، جس میں ہماری بہنوں کے لیے بہت بڑی نصیحت اور فائدے کی باتیں ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر میں پیدا ہوئے، مصر میں ہی جوانی کے ایام گذرے، فرعون کے محل میں رہتے تھے، فرعون کی بیوی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بہت محبت رکھتی تھی اور یہ اللہ کی طرف سے دی ہوئی پاکیزہ محبت تھی، فرعون کی بیوی کو اولاد نہیں تھی، اس لیے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے بیٹے کی طرح سمجھتی تھی، یہ بھی خدا تعالیٰ کی عجیب شان ہے، بہت سے مال دار اولاد کے نہ ہونے کی وجہ سے پریشان رہتے ہیں اور بہت سے غریب اولاد کو سنبھالنے کے لیے پریشان رہتے ہیں۔

مظلوموں کی مدد کرنی چاہیے

ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خاندان بنی اسرائیل کے ایک آدمی کو فرعون کے خاندان کے ایک آدمی کے ساتھ دیکھا کہ وہ دونوں لڑائی کر رہے

ہیں تو موسیٰ علیہ السلام اپنے خاندان بنی اسرائیل کے مظلوم آدمی کی مدد کے لیے تشریف لے گئے، فرعون اور فرعونی لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خاندان بنی اسرائیل کے لوگوں کو پس ماندہ سمجھتے تھے، ان کے ساتھ ظالمانہ سلوک کرتے تھے، فرعونی آدمی اسرائیلی آدمی کو مار رہا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسرائیلی آدمی کی مدد کے لیے فرعونی آدمی کو زور سے ایک تھپڑ مارا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طمانچے سے وہ فرعونی آدمی اسی جگہ مر گیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کو مارنا اور قتل کرنا نہیں چاہتے تھے؛ لیکن ایک ہی تھپڑ میں اس آدمی کی موت واقع ہوگئی، جہاں یہ واقعہ ہوا وہاں کوئی اور آدمی نہ تھا؛ اس لیے بات راز میں رہی کہ فرعونی آدمی کا قتل کس نے کیا؟ فرعون کو شکایت بھی پہنچی؛ لیکن اس نے کہہ دیا کہ: قاتل کون ہے اس کے لیے ثبوت پیش کرو، سزا کی تب بات ہوگی۔

لیکن پھر دوسرے دن اسی طرح اس کل والے اسرائیلی آدمی کا دوسرے کافر فرعونی آدمی سے جھگڑا ہو رہا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام مدد کے لیے گئے اور اس اسرائیلی کو بھی دھمکایا کہ: تو روزانہ کسی نہ کسی کے ساتھ لڑتا رہتا ہے تو اس اسرائیلی کی زبان سے ڈر کے مارے راز کی بات نکل گئی (جس کا تفصیلی واقعہ قرآن مجید میں موجود ہے) اور اس کافر نے بات فرعون تک پہنچا دی، فرعون کو معلوم ہو گیا کہ یہ قتل حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مصر سے مدین کی طرف روانگی

فرعون نے اپنی پولیس کو بھیجا کہ جاؤ! موسیٰ کو پکڑ کر لے آؤ اور لا کر ان کو سولی (پھانسی) کی سزا دو، فرعون کے حکم سے پولیس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے کے لیے

روانہ ہوئی، اس وقت فرعون کے دربار میں فرعون کے خاندان کا ایک آدمی — جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دل سے چاہتا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتا تھا، اس — نے دیکھا کہ ان کو پکڑنے کے لیے پولیس جارہی ہے، ممکن ہے کہ پولیس عام شاہ راہ سے جارہی ہو، وہ آدمی ڈرتا تھا کہ یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پکڑ کر قتل کردیں گے، وہ آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خیر خواہ تھا، وہ گلی، کوچوں اور (Shortcut) راستے سے بھاگتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا اور جا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ ﴿۲۰﴾ (القصص)

اے موسیٰ! فرعون کے دربار میں آپ کو قتل کرنے کا پلان بن رہا ہے، تم مصر چھوڑ کر چلے جاؤ، میں آپ کی بھلائی چاہتا ہوں، اگر آپ مصر میں رہو گے تو فرعون آپ کو قتل کروادے گا۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فوراً مصر چھوڑ کر روانہ ہوگئے اور دوسرے ملک میں چلے گئے:

فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۚ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۱﴾

ترجمہ: سو وہ (موسیٰ علیہ السلام) اس (شہر) سے ڈرتے ڈرتے حالات کا جائزہ لیتے ہوئے نکلے، انہوں (موسیٰ علیہ السلام) نے دعا میں کہا: اے میرے رب! مجھے ظالم لوگوں سے بچا لیجیے۔

اس دوسرے ملک کا نام "مدین" ہے، مدین مصر سے آٹھ دن کی مسافت پر تھا، لگاتار آٹھ دن سفر کرنے سے آدمی وہاں پہنچ سکتا تھا، اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام

روانہ ہو گئے، پورا سفر بالکل انجانا تھا، راستہ بھی انجانا اور جان کا بھی خطرہ تھا، سفر بھی اچانک ہوا؛ اس لیے کھانے، پینے کا کوئی سامان بھی نہیں تھا، کوئی راستہ بتانے والا بھی نہیں تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی:

عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿۲۲﴾ (القصص)

مجھے میرے رب پر یقین ہے کہ وہ مجھے سیدھا راستہ بتائے گا۔

دیکھو! اللہ کے نبی کو جب تکلیف آئی تو اللہ کی بارگاہ میں دعا کی۔

فرشتے کا رہبر بننا

میری دینی بہنو! جب نبی تکلیف کے وقت اللہ سے دعا کرے تو ہمیں بھی اللہ سے دعا کرنا چاہیے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی، ایک فرشتہ انسانی شکل میں آیا اور اس نے مدین کے راستے کی رہبری کی۔ یہ انسان کو اللہ کی طرف سے دیا ہوا کمال ہے کہ فرشتہ اس کی رہبری کرے۔

سفرِ با مشقت

حضرت موسیٰ علیہ السلام پورے آٹھ دن چلتے رہے، پورے راستے میں درخت کے پتے چبانے پڑے، جس کی وجہ سے پاخانہ ہرے رنگ کا ہونے لگا، کھانے کا کوئی سامان نہ تھا، نبی کو تکلیف اٹھانی پڑی، اس سفر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ناخن تک گر گئے اور آٹھ دن لگاتار سفر کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین پہنچے۔

مدین شہر

مدین یہ مصر سے ایک الگ شہر تھا، یہاں فرعون کی حکومت نہیں تھی، بالکل نئی

جگہ، انجانا شہر، کہاں جائے؟کس کے گھر جائے؟ کس سے مدد مانگے؟ کوئی جان پہچان والا نہیں، کوئی رشتے دار نہیں کوئی تعلق والے نہیں، بس اتنی بات تھی کہ یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جدِ امجد(Grand father) حضرت ابراھیم علیہ السلام کے خاندان کے لوگ رہتے تھے۔

کہتے ہیں کہ: یہ شہر مدین ''ابن ابراھیم'' کے نام سے موسوم ہے؛ کیوں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خاندان، یہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت ابراھیم علیہ السلام کا خاندان ہے؛لیکن وہ خاندانی رشتہ دار کون ہیں؟ان کا کیا نام ہے؟ وہ کہاں رہتے ہیں؟ یہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں جانتے تھے۔

موسیٰ علیہ السلام کا دو بے سہارا عورتوں کی مدد کرنا

حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین شہر میں پہنچے، وہاں شہر کے باہر پانی کا ایک کنواں تھا اور ہماری معمر (Old) بہنیں، جو انڈیا میں رہ چکی ہیں، وہ جانتی ہیں کہ ہمارے یہاں پہلے زمانے میں ہر گاؤں میں گاؤں سے باہر پانی کی ایک جگہ ہوتی تھی، جہاں لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلاتے تھے، یہ گاؤں کے کنارے پر ایک جگہ ہوتی ہے، جس کو عربی میں فنائے بلد کہتے ہیں۔

اپنے مفاد کے لیے کمزوروں پر ظلم اور حق تلفی

حضرت موسیٰ علیہ السلام شہر کی فنا میں پہنچے، جہاں پر ایک کنواں تھا اور بہت سارے لوگ اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے، اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ،

ترجمہ: اور جب وہ (موسیٰ علیہ السلام) مدین کے کنویں پر پہنچے تو لوگوں کے ایک مجمع کو دیکھا کہ (کنویں سے پانی کھینچ کر اپنے جانوروں) کو پانی پلا رہے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ شہر میں جانور پالنے والے لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلانے آئے ہیں، پانی پلانے والے سب مرد تھے اور یہ سب پانی پلانے والے بڑے بخیل، کنجوس قسم کے لوگ رہے ہوں گے، ان کی عادت تھی کہ جب اپنے جانوروں کو پانی پلا کر فارغ ہو جاتے تھے، اس کے بعد کنویں پر بڑی بھاری چٹان یا بڑا بھاری پتھر رکھ دیتے تھے؛ تاکہ ان کے علاوہ کوئی دوسرا شخص پانی نہ پلا سکے اور یہ پتھر اتنا بڑا ہوتا تھا کہ دس آدمی اس کو نہ اٹھا سکتے تھے۔

ایسے غرض پرست لوگ آج بھی دنیا میں رہتے ہیں، اللہ ان کے شر سے ہماری حفاظت فرمائے، بس ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ میں کھاؤں، پیوں، دوسرے بھوکے اور پیاسے رہے۔

خیر! یہ سب جانوروں کے مالک وہاں کنویں پر جمع ہیں اور اپنے جانوروں کو سیراب کر رہے ہیں۔

مدین کے کنویں کے قریب دو بالٹیاں کیاں

حضرت موسیٰ علیہ السلام آٹھ دن کے تھکے ہوئے، درخت کے پتے چبا چبا کر سفر کیا ہے، بھوک بھی لگی ہوئی ہے، بالکل نیا شہر ہے، کنویں پر چرواہوں کی بھیڑ ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ سب منظر دیکھ رہے ہیں، اچانک ان کی نظر دو لڑکیوں پر پڑی، وہ دونوں بہنیں تھیں جو دور کھڑی ہوئی تھیں، اللہ کا فرمان ہے:

وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ۔ (القصص)

ترجمہ: اور ان (پانی پلانے والے لوگوں میں) سے ایک طرف دو عورتوں کو دیکھا جو اپنے جانوروں کو روکے ہوئے کھڑی تھیں۔

اللہ اکبر! یہ دونوں لڑکیاں جوان تھیں، ان دونوں کے پاس جانور تھے؛ لیکن یہ دونوں دور کھڑی ہو کر انتظار کر رہی تھیں، اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے لیے ان مردوں کے قریب بھی نہیں آ رہی تھیں۔

انبیاء اپنی امت کے لیے دنیوی بھلائی کی بھی فکر کرتے ہیں

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ دیکھ کر بہت تکلیف ہوئی ہوگی اور تعجب بھی ہوا ہوگا، آپ ان دونوں کے پاس گئے۔

ایسی ضرورت کے وقت بھی اللہ کے نیک بندے شرم سے اپنا سر نیچا کر کے پوچھتے ہیں اور بقدرِ ضرورت بات کرتے ہیں، ہمارے دین نے ہم کو یہ سکھایا ہے کہ جب کسی عورت کو کسی تکلیف میں دیکھو تو بات کرنا جائز ہے، ان کو کسی تکلیف میں دیکھے تو ان کی مدد کے لیے حال پوچھ کر حتی الامکان مدد کرنی چاہیے؛ لیکن فتنہ وجود میں نہ آئے اس کا خاص خیال رہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سوال کیا کہ:

مَا خَطْبُكُمَا؟

تمھارا کیا حال ہے؟ کیوں تم دونوں دور کھڑی ہو؟ تم پانی نہیں پلاتی ہو؟

معلوم ہوا کہ اللہ کے نبی جیسے اپنی امت کے لیے دین کی فکر کرتے ہیں، ویسے

ہی دنیا کی ضرورت کی بھی فکر کرتے ہیں، امت کے لیے، انسانیت کے لیے دینی خیر خواہی کے ساتھ دنیوی بھلائی کی فکر کرنا بھی نبیوں کی مبارک سنت ہے۔

اس سلسلے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان دونوں عورتوں سے خود پوچھا کہ: یہاں کوئی اور کنواں ہے؟ اس لیے کہ سامنے والے کنویں پر بھیڑ تھی، تو انھوں نے بتلایا کہ: ایک اور کنواں ہے؛ مگر اس کے منہ پر ایک بہت بھاری پتھر رکھا ہوا ہے جسے اٹھانا آسان نہیں ہے، تب حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں گئے اور اس پتھر کو اٹھا کر بکریوں کو پانی پلایا۔

آپ ﷺ بے سہاروں کی مدد فرماتے تھے

خود ہمارے آقا تاجدارِ مدینہ حضرت محمد ﷺ مکہ اور مدینہ میں جو عورتیں بے سہارا ہوتی تھیں، ان کی خدمت کرتے، پانی بھر لاتے اور دوسرا بھی بہت سارا کام کر دیا کرتے تھے۔

ضعیفوں کی خدمت نجات کا ذریعہ ہے

میری دینی بہنو! ایسے غریب اور کمزور اور بے سہاروں کی خدمت کا جذبہ پیدا کرو، چاہے ہم ان کو جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں، ان شاء اللہ! آپ کی یہ خدمت دنیا اور آخرت میں کام آئے گی اور جنت میں لے جانے کا ذریعہ بنے گی، دنیا میں راحت کا ذریعہ بنے گی، علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

تمنا دردِ دل کی ہے، تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

یعنی اگر تمنا ہے تو غریبوں کی، فقیروں کی، بیماروں کی خدمت کرو، یہ قیمتی گوہر، قیمتی موتی مال داروں اور بادشاہوں کے خزانوں میں نہیں ملے گا، اسی طرح یہ بھی ذہن میں رکھو کہ اگر آپ کے گھر میں ضعیف ماں باپ، ساس خسر وغیرہ ہوں تو ان کی خدمت کرو، ان شاء اللہ! آپ کی یہ خدمت دنیا اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنے گی۔

خسر کی خدمت کا عجیب واقعہ

میرے ایک بزرگ ہمارے جامعہ ڈابھیل کے ناظمِ کتب خانہ حضرت مولانا موسیٰ صاحب بھڑکودروی دامت برکاتہم ہیں، ان کی اہلیہ کو ہم لوگ ''خالہ جان'' کہتے ہیں، ان کے گھر کا قصہ ہے، مولانا کے والد کوئی خاص مال دار آدمی نہیں تھے، ان کا گذران ٹھیک ٹھاک چلتا تھا، کسی موقع پر قرض کی ضرورت پیش آئی تو خود مولانا کی اہلیہ نے کچھ بچت اور مہر وغیرہ کی جمع رقم میں سے قرض دیا اور طویل عرصہ گذرا؛ لیکن وہ خسر قرض کی رقم بہو کو لوٹا نہ سکے، جب وہ خسر بیمار ہوئے اور زندگی سے مایوس ہونے لگے تو اپنی بہو کو کہا کہ: بیٹی! جو رقم تو نے مجھے دی تھی، میرے پاس اس رقم کے ادا کرنے کی طاقت نہیں ہے میں بوڑھا ہو گیا ہوں، زندگی کی اب امید بھی نہیں، کمانے کی طاقت بھی نہیں، کیا کروں؟

ان کی بہو نے اپنے خسر کو کہا کہ: اے میرے ابا! میں نے جو پیسے آپ کو قرض دیے تھے، میں اس کو معاف کرتی ہوں، یعنی واپس نہیں لوں گی، وہ قرض آپ کے لیے ہدیہ ہے۔

ان کے خسر نے جب یہ سنا تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، ایک بہو ہو کر یہ

جذبہ رکھتی ہے، وہ مغرب کا وقت تھا، بوڑھے خسر نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اللہ سے اپنی بہو کے لیے دعا کی، چند دنوں کے بعد مولانا کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا، اللہ نے ان کی دعا کی برکت سے اس بہو کو اتنا نوازا کہ وہ اور ان کے شوہر (مولانا) اور ان کے چار بچے آج دنیوی اعتبار سے بھی بڑے خوش حال ہیں، دین داری بھی اتنی ہے کہ ان کے تمام بچے حافظ، عالم اور قاری بن گئے۔

میری دینی بہنو! کسی کی دعا کب لگ جائے، ہم نہیں کہہ سکتے؛ اس لیے گھر میں بوڑھے ماں باپ، اپنی ساس اور خسر وغیرہ کی خدمت کرلیا کرو، ان کے دل کی دعا ہماری دنیا اور آخرت دونوں بنادے گی۔

بھیڑ بھاڑ کے موقع پر ان دونوں عورتوں کا پاکیزہ طرزِ عمل

میری دینی بہنو! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ دولڑکیاں اپنی بکریوں کو لے کر ایک جگہ کھڑی تھیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سوال کرنے پر جواب دیا:

قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ ۫ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾

ترجمہ: ان دونوں نے جواب دیا: جب تک (یہ) چرواہے (اپنے جانور پانی پلا کر) واپس نہ لے جاویں ہم (اپنے جانوروں کو اس وقت تک) پانی نہیں پلا سکتیں اور ہمارے ابا تو بہت بوڑھے ہیں۔

ان دونوں نے جواب دیا جس کا حاصل یہ تھا کہ وہاں کنویں پر مردوں کی بہت بھیڑ ہے، ہم اس میں جانا نہیں چاہتیں، ہم مردوں کے اختلاط سے بچنے کے لیے دور رہتی ہیں، جب یہ لوگ فارغ ہو کر چلے جائیں گے، تب ہم اپنے جانوروں کو پانی

پلائیں گے۔

اللہ اکبر! ان کا یہ جواب ہمارے واسطے ایک سبق ہے، کیسی نیک اور کیسی پاک سوچ والی یہ لڑکیاں تھیں اور کیسا ان کا پاکیزہ طرزِ عمل تھا!!!

بے پردگی کی نحوست

اس لیے میری دینی بہنو! جہاں مردوں کا مجمع ہو، وہاں سے اپنے آپ کو دور رکھو، بازار وغیرہ جہاں بھی مردوں کا مجمع ہو وہاں مت جاؤ، اگر آپ جاؤ گی تو آپ کے بدن کے ساتھ مرد قصداً اپنا بدن مس (Touch) کریں گے، تم بھی حرام کام اور گناہ میں پڑو گی اور مردوں کو بھی حرام میں مبتلا کرو گی، خاص کر شادی کے موقع پر، کھانے کی دعوتوں کے موقع پر اور جہاں پر مردوں کا آنا جانا ہوا کرتا ہے، جہاں مردوں اور عورتوں کی بھیڑ ہوتی ہے، ایسے مجمع سے اپنے آپ کو دور رکھنا چاہیے، آج گناہ اور برائیاں جنم لے رہی ہیں، اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ مرد اور عورت کا آپس اختلاط ہو رہا ہے جس کی وجہ سے حرام کام سامنے آتے ہیں۔

آج کی شادیاں انتخابی میلے

میری بہنو! جن شادیوں میں پردے کا انتظام نہ ہو، ایسی شادیوں میں بھی ہرگز نہ جاؤ، آج کی شادیاں بے پردگی، عریانیت، بدن کی نمائش، حسن کی نمائش کے میلے بن رہی ہیں، مرد اور عورتوں کا بے پردہ آزادانہ میل میلاپ ہوتا ہے، ہنسی مذاق ہوتی ہے؛ بلکہ جوان لڑکے اور لڑکیاں بن ٹھن کر شادیوں میں شریک ہوتی ہیں اور ان

کے لیے تو نئے حرام تعلقات کی ابتدا کے مواقع فراہم ہوتے ہیں، شادیاں گویا کہ انتخابی میلے (Selection Function) بنتی جا رہی ہیں، بہت سے والدین اپنی جوان لڑکیوں کو بالقصد سجا کر بھیجتے ہیں کہ کوئی لڑکا اس کو دیکھ لے اور پسند کر لے۔

کالجوں میں ہونے والی خرابیاں

اسی طرح اپنی جوان لڑکیوں کو سمجھا دو، جو اسکولوں میں پڑھتی ہیں کہ جوان لڑکوں کے ساتھ کلاس میں نہ بیٹھیں، نہ ان کے ساتھ کھڑی رہیں، نہ ان سے بات چیت کریں، اسکول، کالج آج تعلیم کے بجائے فحاشی و عریانیت کے مرکز بن رہے ہیں، حرام تعلقات آج اسکول و کالج میں عام ہیں؛ بلکہ جو لڑکا اور لڑکی اس میں ملوث نہ ہو ان کو پرانے خیال کا (Old mind) سمجھ کر ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مرد و عورت کا غیر شرعی اختلاط یہ وہ گناہ ہے جس نے حیا اور شرم کو ختم کر دیا ہے، اسلام کی پاکیزگی اور عفت کی روح کو مٹا دیا ہے اور زمین پر حرام کام اسی کی وجہ سے سامنے آرہے ہیں؛ اس لیے عورتوں کا اس طرح غیر شرعی طریقے سے پرائے مردوں کے پاس جانا، ان سے بات چیت کرنا، ان کے قریب جانا، یہ سب بڑے گناہ میں داخل ہے۔

مدین کی ان دو بہنوں کی مجبوری

میں عرض یہ کر رہا تھا کہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مدین شہر پہنچے تو دیکھا کہ یہ دونوں لڑکیاں پانی پلانے آئی تھیں؛ لیکن اب اس موقع پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے اور

آپ کو بھی شاید یہ سوال ذہن میں آیا ہوگا کہ دونوں لڑکیاں یہاں پانی پلانے کیوں آئیں؟ اپنے گھر سے کسی مرد کو بھیج دیتیں، اس کا جواب اس آیت میں ہے:

قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ﴿۲۳﴾

ترجمہ: ان دونوں نے جواب دیا: جب تک (یہ) چرواہے (اپنے جانور پانی پلا کر) واپس نہ لے جاویں ہم (اپنے جانوروں کو اس وقت تک) پانی نہیں پلا سکتیں اور ہمارے ابا تو بہت بوڑھے ہیں۔

یعنی ہمارے ابا جان بہت ہی بوڑھے ہیں، کمزور ہیں اور شاید کوئی مرد خادم میسر نہ ہو کہ جو ان کی بکریوں کو پانی پلانے لے جاوے؛ اس لیے مجبوری میں پانی پلانے کے لیے ان کو خود آنا پڑتا ہو، ممکن ہے کہ آمدنی کے لیے بکریوں کو پالا ہو، اس کے دودھ سے گذران ہوتا ہو، ایسے بھی بکریاں پالنا حضراتِ انبیا علیہم السلام کی سنت رہی ہے، خود حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے بکریاں چرائی ہے۔

ایک مہلک چیز عورتوں کا ملازمت (Job) کرنا

میری دینی بہنو! اس واقعہ سے ہمیں سبق سیکھنے کو ملا کہ بغیر کسی مجبوری کے عورتوں کا دکانوں وغیرہ پر جانا شریعت کی نظر میں مناسب نہیں ہے، قدیم زمانے میں بھی شریف خاندانوں میں یہ بات معیوب سمجھی جاتی تھی کہ عورتیں کمانے کے لیے گھر سے باہر جائیں، خود عورتوں کی طبعی شرافت بھی اس بات کو گوارا نہ کرتی تھی۔

یہاں کا حال مجھے معلوم نہیں ہے، میں نے تو یہاں کا مارکیٹ بھی نہیں دیکھا، باقی انگلینڈ، کینیڈا، افریقہ وغیرہ کا حال یہ ہے کہ عورتیں بھی نوکری اور دکان پر جاتی ہیں

اور لالچ تو یہی ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ آمدنی ہو، مال زیادہ جمع ہو۔

میری دینی بہنو! یاد رکھو، تمھارا دکانوں میں ملازمت کرنا یا دکان چلانا بہت خطرناک ہے، کتنے گاہک ایسے ہیں جو محض عورتوں کی وجہ سے دکان پر آتے ہیں، ویسے بھی تجربہ کرلو! جہاں دکان پر دو کھڑے ہوتے ہیں، ایک مرد اور دوسری عورت تو دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ جو عورتیں خریدار بن کر آتی ہیں وہ مرد کے پاس اور جو مرد خریدار بن کر آتے ہیں وہ عورت کے پاس جاتے ہیں اور خرید و فروخت کے دوران بات چیت، ہنسی مذاق وغیرہ کا سلسلہ ہوتا ہے، اس سے بھی حرام تعلقات وجود میں آتے ہیں۔

بلکہ بہت سے دکان دار، آفس والے قصداً جوان لڑکیوں کو کام پر رکھتے ہیں؛ تا کہ خود دکان کے مالکوں کے لیے تسکین کا سامان بنے اور گاہک بھی کھینچ کھینچ کر آئے، میں کہتا ہوں ایسی عورتیں دکان پر سامان نہیں؛ بلکہ اپنی عزت بیچ رہی ہیں، پرائے مرد گاہک بن کر تم کو دیکھنے کے شوق سے آئیں گے، وہ کوئی چیز خریدنے نہیں؛ بلکہ تمھاری عزت خریدنے آئیں گے، وہ تمھارے پاک صاف چہروں پر ناپاک نگاہیں ڈالنے آئیں گے؛ اس لیے تمھارا دکانوں پر بیٹھنا، کاؤنٹر پر رہنا، جہاں پرائے مرد آتے ہوں، شریعت کی نگاہ میں اچھا نہیں ہے۔

مدین کی ان دونوں بہنوں نے یہ بات ہم کو سمجھا دی کہ ہمارے ابا جان بوڑھے ہیں، اس مجبوری کی وجہ سے ہم کو باہر آنا پڑتا ہے، اللہ ہماری بہنوں کو یہ بات سمجھا دے کہ اس طرح گھر سے باہر بلا کسی مجبوری کے جانا فتنوں سے بھرا ہوا ہے؛ اس لیے اس سے بچنا ہی چاہیے۔

عورتیں ہوں تو ایسی!

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ یہ دونوں مجبور ہیں، پریشان ہیں، کمزور ہیں تو فوری طور پر اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں خدمت کا جذبہ پیدا ہوا، آگے بڑھے اور عجیب خدمت انجام دی، شہر کے بکریاں چرانے والے اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلا کر چلے گئے تھے اور اس کنویں پر اتنا بھاری پتھر رکھ دیا تھا کہ دس آدمیوں سے مل کر ہٹانا مشکل ہوتا تھا، وہ چرواہے ایسی گندی سوچ کے تھے، غرض پرست تھے کہ ہمارے سوا کوئی اس کنویں سے پانی نہ لیویں، اس بھاری پتھر کو یہ دونوں بہنیں کیسے ہٹا سکتی تھیں، وہ تو خود بڑا ڈول کھینچنے کی بھی طاقت نہیں رکھتی تھیں، ان دونوں کا حال یہ تھا کہ جب وہ چرواہے پانی پلا کر چلے جاتے تھے، اس کے بعد کنویں کے آس پاس گرا ہوا پانی اپنی بکریوں کو پلا کر چلی جاتی تھیں۔

کتنی باحیا لڑکیاں تھیں کہ وہ ان چرانے والوں کو یہ بھی نہیں کہتی تھیں کہ ہماری بکریوں کو پانی پلا دو، وہ جانتی تھیں کہ اس طرح انجانے مرد کو ہمدرد کے لیے درخواست کریں گے تو وہ بھی گناہ کا ذریعہ بن سکتا ہے؛ دیکھو! عورتیں ہوں تو ایسی ہوں۔

دل کو ہلا دینے والے دو واقعے

دینی بہنو! میں آپ کو دو قصے سناتا ہوں، اگر چہ ہیں تو ایسے ہی؛ لیکن ضرورت ہے کہ میں آپ کو بتاؤں، کیسے کیسے راستے سے شیطان صفت انسان تم کو پھنسا سکتا ہے، آپ کو امانت داری سے بتلا دیتا ہوں کہ ہمارے بارڈولی شہر میں ایک فیملی دوسرے

شہر سے رہنے کے لیے آئی، اس میں ایک نوجوان لڑکی بھی تھی جو پہلے دوسرے شہر کے کالج میں پڑھتی تھی، ہمارے شہر میں انھوں نے ایک مکان کرائے پر لیا، ان کے بازو میں ایک دوسرے مسلمان رہتے تھے، اس نئی فیملی کے لیے ہمارے شہر میں کوئی جان پہچان والا نہ تھا اور ان کی لڑکی کا یہاں کے کالج میں داخلہ کرانا تھا، آخر کار اس پڑوس والے گھر سے ان کا تعلق ہونے لگا اور اس پڑوسی کے گھر کا ایک نوجوان بھی کالج جاتا تھا، ان لوگوں نے ان سے کہا کہ: ہماری لڑکی کا اس کالج میں داخلہ کرانے میں مدد کرو، وہ نوجوان مدد کے لیے تیار ہو گیا۔

بس! اللہ ہمارے آج کے والیوں کو معاف فرمائے، کیسی بے احتیاطی کرتے ہیں؟ کیسے شریعت کی خلاف ورزی کرتے ہیں؟ اور اس کو برا بھی نہیں سمجھتے۔

اس نئی فیملی نے اپنی بیٹی کو پڑوس کے نوجوان کے ساتھ کالج میں داخلے کے لیے بھیجنا شروع کر دیا اور داخلے کے وقت الگ الگ پیپرس (کاغذات کی کاروائی) کے لیے ایک ہفتہ تک دونوں ساتھ میں آتے جاتے رہے، اس دوران میں ان دونوں میں ناجائز تعلق ہو گیا، آخر یہ حرام تعلقات (Love marriage) میں تبدیل ہو گئے۔

اس لیے میری دینی بہنو! بہت بچ کر رہو، کسی پرائے مرد سے مدد مانگنا بھی گناہ اور برائی کا ذریعہ بن سکتا ہے اور اپنی جوان لڑکی کو کسی پرائے مرد کے ساتھ جانے دینا، اس طرح اس کو آزاد چھوڑ دینا، پرائے کے ساتھ اس کو ملنے دینا، چاہے وہ پڑوس کا آدمی ہو، چاہے اپنا کوئی غیر محرم رشتے دار ہو، بہت بڑا گناہ کا کام ہے اور یہ چیز آگے بڑھ گئی تو پھر ہو سکتا ہے کہ بعد میں آپ کو خون کے آنسو رونا پڑے، اللہ حفاظت فرماویں، آمین۔

دوسرا واقعہ علاج ومعالجہ کی لائن سے فتنہ

دوسرا قصہ یہ ہے کہ ہمارے ایک دینی بھائی ہے، ان کی بیوی پردے میں رہنے والی تھی، وہ بیمار ہوگئی، ہسپتال میں داخل کی گئی، شادی بھی بالکل نئی نئی تھی، اولاد بھی نہیں تھی، وہ دینی بھائی اپنے دینی اور دنیوی ضروری کاموں کے لیے جاتے، اس وقت ان کی والدہ اس مریضہ بیوی کے پاس رہتی تھی، اسی ہسپتال میں ایک مسلم لیڈی ڈاکٹر بھی تھی، اس لیڈی ڈاکٹر کے بھائی کا ہسپتال میں آنا جانا تھا، اس لیڈی ڈاکٹر کے بھائی کے ساتھ دینی بھائی کی بیوی کی آنکھیں مل گئیں، آخر ایسا ہوا کہ شادی والی زندگی برباد ہوگئی اس طرح کہ ہسپتال سے آنے کے چند دن بعد اس دینی بھائی کی جوان بیوی اس لیڈی ڈاکٹر کے بھائی کے ساتھ بھاگ گئی جس کے نتیجے میں اس کو طلاق دی اور ان کی ازدواجی زندگی برباد ہوگئی۔

شریعتِ مطہرہ کا منشا یہ ہے کہ معالجہ میں بھی احتیاط سے کام لیا جائے، حتی الامکان مسلمان نیک ڈاکٹر سے معالجہ کروائیں، شریعت کا منشائے مبارک تو یہاں تک ہے کہ کوئی عورت بیمار ہو تو پہلے نیک زنانہ (Lady) ڈاکٹر کو تلاش کیا جائے، اگر نہ ملے تو مجبوری کے درجے میں مرد ڈاکٹر کے پاس جاویں اور وہ بھی اپنے شوہر یا کسی محرم کو لے کر جائیں۔

میری دینی بہنو! یہ بہت اہم نکتہ (Weak Points) آپ کو بتاتا ہوں کہ کہاں کہاں سے آج حرام تعلقات ہو رہے ہیں اور کیسے کیسے گناہ وجود میں آرہے ہیں؛ اس لیے اپنی جوان بہو، بیٹیوں کی خوب نگرانی رکھو، شریعت نے ہم کو بڑے اہم ضابطے اور

قانون بتائے ہیں۔

پیغمبرانہ جذبۂ خدمت

بہر حال! حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے بڑھے، پیغمبر کا فطری جذبۂ خدمت جوش میں آیا کہ تھکے ہوئے، بھوکے اور پیاسے ہیں اس کے باوجود غیرت آئی کہ میری موجودگی میں کمزور عورت ہمدردی سے محروم رہے؛ اس لیے قرآن کہتا ہے:

فَسَقٰى لَهُمَا (القصص)

آپ نے پتھر ہٹایا اور وہ تو نبی تھے، طاقت والے تھے، دس آدمی نہ ہٹا سکے اتنا بھاری پتھر اکیلے موسیٰ علیہ السلام نے ہٹا دیا اور پانی نکال کر ان کی بکریوں کو پلا دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برکت کا ظہور

کہتے ہیں کہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صرف ایک ڈول پانی نکالا اور اس میں برکت کی دعا کی تو اتنی برکت ہوئی کہ تمام جانوروں کے لیے ایک ہی ڈول کافی ہو گیا، ایسے معجزات ہمارے حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ظاہر ہوئے ہیں، پانی پلانے کے بعد دونوں لڑکیاں اپنے گھر چلی گئیں۔

پاک دامنی کا عجیب نمونہ

ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے، کہتے ہیں کہ وہ ببول کا درخت تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی عجیب اور وہ دونوں لڑکیاں بھی عجیب، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کتنی بڑی خدمت کی کہ اتنا بڑا بھاری پتھر ہٹا کر ان کی بکریوں کو پانی پلایا؛ لیکن قربان جائیے ان لڑکیوں کی پاک دامنی پر، قرآن مجید کے اندازِ بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے نہ ہنسیں، نہ مسکرائیں، نہ شکریہ کے کلمات کہے، وہ دونوں جانتی تھیں کہ اگر ہم پرائے مرد کے سامنے ہنس کر یا مسکرا کر شکریہ کے کلمات بھی کہہ دیں تو یہ بھی گناہ کا ذریعہ بن جائے گا۔

مزید تعجب کی بات یہ کہ اس پردیسی آدمی کو پوچھا تک نہیں کہ تیرا نام کیا ہے؟ تو کون ہے؟ تیرا موبائل نمبر کیا ہے؟ بس کام ہو گیا، گھر کی طرف چلنے لگیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مثالی پاک دامنی

دوسری طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھیے! مسافر ہیں، آٹھ دن کے بھوکے پیاسے ہیں، شہر میں کوئی جاننے والا نہیں، اتنی بڑی خدمت کے بعد بھی ان لڑکیوں سے کوئی سوال نہیں کیا، یہ بھی نہیں کہ ان دونوں لڑکیوں کو پوچھتے کہ: تمھارا نام کیا ہے؟ تمھارے ابا کا نام کیا ہے؟ تمھارا محلہ اور تمھارا گھر کہاں ہے؟ تم مجھے تمھارا نمبر دو، میں تم کو اپنا نمبر دوں، نہیں نہیں، نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو پوچھا، نہ لڑکیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا۔ اللہ اکبر! یہ دونوں لڑکیاں بھی کیسی پاک دامن، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی کیسے پاک دامن!!!

خدمت محض اللہ کے لیے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت کے جذبات کیسے تھے؟ چنانچہ حضرت موسیٰ

علیہ السلام نے مفت میں خدمت کی اور یہ بھی نہ کہا کہ میں پردیسی مسافر ہوں، بھوکا ہوں، اپنے گھر سے روٹی لا کر دو اور نہ یہ کہا کہ: تم مجھے اپنے گھر لے چلو۔

ہمارا عمل اخلاص سے بھرا ہوا ہو

میری دینی بہنو! کوئی بھی خدمت کرو، کسی کو صدقہ اور خیرات دو اللہ کے واسطے دو، اس میں کوئی دنیوی غرض نہیں ہونی چاہیے، اللہ نے قرآنِ مجید میں فرمایا ہے:

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ﴿۹﴾ (الدھر)

ہم اللہ کے لیے کھلاتے ہیں، اللہ کے لیے صدقہ اور زکوۃ دیتے ہیں، اللہ کے لیے خدمت کرتے ہیں اور اس کے بدلے میں کسی دنیوی بدلے کی امید بھی نہیں رکھتے اور جس کی خدمت کی یا جس کو خیرات دی اس سے کسی قسم کی شکر گزاری کی توقع بھی نہیں رکھتے کہ وہ ہم کو شکریہ کے کلمات کہے۔

سوال اللہ ہی سے ہو

خیر! وہ دونوں لڑکیاں چلی گئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور اللہ سے دعا کی:

رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ﴿۲۴﴾ (القصص)

ترجمہ: اے میرے رب! تو میرے لیے جو نعمت بھی بھیجے، میں اس کا محتاج ہوں۔

اس دعا کا حاصل یہ ہے کہ اے اللہ! میں ایک پردیسی مسافر ہوں، نئے شہر میں آیا ہوں، اے اللہ! بھوکا اور پیاسا ہوں، تو میری مدد کے لیے جو بھی اتارے گا، میں

اس کا محتاج ہوں، جس طرح بھی تو میری مدد کرے، میں تیری مدد کا محتاج ہوں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے مدد طلب کی، ان دونوں لڑکیوں سے مدد نہیں مانگی، ان دونوں لڑکیوں نے گھر جاتے ہوئے اس دعا کو سن لیا ہوگا اور گھر چلی گئیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس دعا میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے محتاج ہونے کا ذکر ہے، نئے شہر میں کوئی جان پہچان نہیں اس کا تذکرہ ہے، زندگی کی ضروریات کا تقاضا ہے، پھر بھی معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیا کہ اللہ جو دیوے وہ میرے لیے کافی ہے، یہ ہماری شریعت کی تعلیم ہے کہ ایسی محتاجی کے موقع پر بھی ہم اللہ ہی سے سوال کریں۔

ایک اہم تنبیہ

ایک بات اور عرض کر دوں، آج کل پتہ نہیں آپ کے یہاں یہ چیز ہوتی ہے یا نہیں، ہمارے یہاں ہوا کرتی ہے؛ اس لیے آپ سے عرض کرتا ہوں، اگر چہ بات اس طرح مجمع میں اور بیان میں کہنا نامناسب معلوم ہوتا ہے؛ لیکن عرض کرنا ضروری بھی ہے، ہوتا یہ ہے کہ جب ہماری کوئی بہن بیمار ہوتی ہے تو اس کی خدمت کے لیے اس کے پاس اس کی دوسری کنواری بہن جاتی ہے، خاص کر ولادت وغیرہ کے موقع پر اور ظاہری بات ہے وہاں اس کا بہنوئی اور اس کے گھر کے دوسرے مرد بھی ہوتے ہیں، اس طرح بہنوئی سے ناجائز تعلق پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے اور جس کے نتیجے میں آگے چل کر بہن، بہنوئی کی ازدواجی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے اور ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ بہن کی طلاق ہو گئی اور بہنوئی کی سالی سے شادی ہو گئی۔

بعض مرتبہ بہنوئی کے بھائی وغیرہ سے اس سالی کا ناجائز تعلق ہو جاتا ہے؛ اس

لیے اس طرح جوان سالی کا اپنی بہن کی سسرال میں خدمت کے لیے چلے جانا فتنے کا باعث ہے؛ اس لیے اس سے بھی بچنا چاہیے، ہماری شریعت بہت پاکیزہ شریعت ہے۔

سالی بہنوئی کے لیے نامحرم ہے

ایک مسئلہ سن لو! سالی کا بہنوئی کے سامنے آنا، اس سے بغیر پردہ بات کرنا، یہ ہماری شریعت میں ناجائز ہے، سالی بہنوئی کے لیے محرم نہیں ہے اور آج تو ماحول ایسا ہے کہ سالی بہنوئی کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرتی ہے، ہنسی مذاق کرتی ہے، بہنوئی کے ساتھ تفریح میں جاتی ہے، یوں کہتے ہیں کہ: سالی نائب بیوی (Deputy Wife) کے درجے میں ہوتی ہے، ان سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے نتیجے میں گناہ وجود میں آتے ہیں۔

ایک عبرت ناک واقعہ

سالی اور بہنوئی کے ناجائز تعلقات نے گھر اجاڑ دیا

ایک مرتبہ ہمارے مدرسے کے قریب ایک جگہ پر ایک لڑکی اپنی بہن کی خدمت کے لیے گئی، اس دوران اپنے بہنوئی کے ساتھ آنکھیں چار ہوگئیں اور اس کے نتیجے میں بہنوئی سالی کو لے کر فرار ہو گیا اور اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور سالی کے ساتھ رہنے لگ گیا، وہ عورت بے چاری بچوں والی تھی اور اسی کی بہن سے شوہر کا ناجائز تعلق ہوا اور اسی کی سگی بہن نے اپنی بہن کے گھر کو برباد کر دیا۔

اس لیے میری دینی بہنو! شریعت کی حد کو سمجھو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ بہنوئی

تمھارے لیے محرم نہیں ہے کہ اس کے ساتھ ہنس ہنس کر بات کرو؛ لہذا ہر موقع اور ہر معاملے پر بہت سنبھلنے کی ضرورت ہے، اللہ ہماری عزت اور ہماری پاک دامنی کی حفاظت فرمائے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا باقی قصہ ان شاء اللہ! آئندہ کل کی مجلس میں بتاؤں گا۔

وأخر دعوانا ان الحمد لله رب العٰلمين

رباعیات

گناہوں سے ہی بچنا اس جہاں میں ہوشمندی ہے
وہ توبہ ہی نہیں توبہ جو نذرِ جام ہو جائے
غمِ فرقت ہی کیا کم ہے میرے دل کے جلانے کو
ستم ہو اس پر تو یہ گل، چراغِ شام ہو جائے

o...o...o

علی محمد صلوة الابرار   صلی علیه الطیبون الاخیار

قد کان قواما بکی بالاسحار   یا لیت شعری و المنایا اطوار

هل تجمعنی وحبیبی الدار

حضرت محمد ﷺ پر نیک اور اچھے لوگ درود پڑھ رہے ہیں، وہ راتوں کو جاگنے والے اور سحر کے وقت روزہ رکھنے والے تھے، موت تو آنی ہی ہے کاش مجھے یقین ہو جائے کہ مرنے کے بعد مجھے محبوب کا وصل نصیب ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدین

میں

شادی کا واقعہ

اقوالِ زرّیں

دینی بہنو! اپنی زندگی کے لیے دین دار شوہر کا انتخاب کرو۔

شوہر میں دین داری ہوگی تو بیوی کے حقوق ادا کرے گا۔

بیوی میں دین داری ہوگی تو شوہر کے لیے وفادار ثابت ہوگی۔

خود لڑکی کے والی کو جب کوئی مناسب دین دار لڑکا نظر آوے تو وہ سامنے چل کر شادی کا پیغام دے سکتا ہے، یہ ہمارے معاشرے کی غلط فہمی ہے کہ پیغامِ نکاح صرف لڑکے والے دیوے؛ بلکہ لڑکی والے پیغام دیں اس کو معیوب سمجھتے ہیں، یہ بات حضرات انبیا علیہم السّلام کی پاکیزہ معاشرت کے خلاف ہے۔

گھر کے لیے خادم یا خادمہ کا انتخاب بھی مناسب ہونا چاہیے۔

عورت کی مجبوری کے موقع پر بقدرِ ضرورت شرعی پردہ کے ساتھ بات کرسکتے ہیں۔

والدین کے دلوں میں اولاد کی شفقت، محبت، خیر خواہی کامل ہوتی ہے وہ اپنی اولاد کے لیے شریکِ حیات کا انتخاب اسی جذبہ سے کریں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِاَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا،مَنْ یَّھدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَاھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْک لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ شَفِیْعَنَا وَحَبِیْبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ،صَلَوَاتُ اللّٰہُ تَبارَک وَتَعَالٰی عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَھْلِ طَاعَتِہٖ، وَبارَک وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْراً کَثِیْراً

...اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

فَجَآءَتْہُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ ۫ قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا ؕ فَلَمَّا جَآءَہٗ وَقَصَّ عَلَیْہِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ٝ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا یٰۤاَبَتِ اسْتَاْجِرْہُ ۫ اِنَّ خَیْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِیُّ الْاَمِیْنُ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَی ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰۤی اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ ؕ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ ذٰلِكَ بَیْنِیْ وَبَیْنَكَ ؕ اَیَّمَا الْاَجَلَیْنِ قَضَیْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَیَّ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَكِیْلٌ ﴿۲۸﴾ (القصص)

ترجمہ: سو تھوڑی دیر کے بعد ان دو (لڑکیوں) میں سے ایک (لڑکی) شرم وحیا سے چلتی ہوئی (موسیٰ علیہ السلام کے پاس) آئی، وہ (لڑکی) کہنے لگی: میرے ابا تم کو

بلا رہے ہیں؛ تا کہ تم نے جو ہمارے لیے (جانوروں) کو پانی پلایا اس کا انعام دیویں، سو جب وہ (موسیٰ علیہ السلام) اس (لڑکی کے ابا) کے پاس پہنچے اور ان کے سامنے تمام حالات بیان کیے تو اس (لڑکی کے ابا) نے کہا کہ: تم (اب) ڈرو مت، تم ظالم لوگوں سے بچ کر آئے ہو ﴿۲۵﴾ ان دو (لڑکیوں) میں سے ایک کہنے لگی: اے میرے ابا جان! آپ اس شخص کو اجرت (نوکری) پر رکھ لیجیے (اس لیے کہ) اچھا آدمی جس کو آپ اجرت پر رکھنا چاہیں وہ ہے جو طاقت والا (بھی) ہو اور امانت دار (بھی) ﴿۲۶﴾ اس (لڑکی کے ابا) نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میری ان دو لڑکیوں میں سے ایک کا تمھارے ساتھ نکاح کرادوں، نکاح کی شرط یہ رہے گی کہ تم میرے یہاں آٹھ سال اجرت پر کام کرو، سو اگر تم دس سال پورے کرو تو یہ تمھاری مرضی کی بات ہوگی، میں تمھارے اوپر تکلیف نہیں ڈالنا چاہتا، ان شاء اللہ تم مجھے اچھا معاملہ کرنے والوں (بھلے لوگوں) میں سے پاؤ گے ﴿۲۷﴾ ان (موسیٰ علیہ السلام) نے کہا: یہ بات میرے اور تمھارے درمیان طے ہوگئی، دونوں مدتوں میں سے جو مدت بھی میں پوری کردوں تو مجھ پر کوئی زیادتی نہیں ہوگی اور جو بات ہم کہتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ گواہ (کافی) ہیں ﴿۲۸﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین شہر میں

گذشتہ کل حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ شروع کیا تھا اور بتایا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک مجبوری کی وجہ سے مصر چھوڑنا پڑا، حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے روانہ ہوئے تو اللہ پر بھروسہ کر کے چلنا شروع کر دیا اور خدا کی قدرت سے مدین شہر کی طرف روانہ ہوئے اور یہ اللہ کی طرف سے ایک تقدیری بات تھی، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین

پہنچے تو وہاں گاؤں کے باہر کنویں پر لوگوں کو اپنے جانوروں کو پانی پلاتے دیکھا اور دو لڑکیوں کو اپنے جانوروں کے ساتھ مردوں کے مجمع سے دور کھڑا ہوا دیکھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو سوال کیا کہ تم پانی کیوں نہیں پلاتیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک اہم ضرورت کے پیشِ نظر ان عورتوں سے سوال کیا اور کسی خاص ضرورت کے موقع پر اس طرح شرعی حد میں رہ کر پرائی عورت سے بات کرسکتے ہیں، جب کہ فتنے کا کوئی اندیشہ نہ ہو اور یہاں پر بھی ایک ضرورت تھی اور فتنے کا کوئی خطرہ بھی نہیں تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سوال کرنے کے بعد جب معلوم ہوا کہ ان لڑکیوں کے جانور پیاسے ہیں تو ان لڑکیوں کے جانوروں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پانی پلادیا۔

یہ بات بھی ہے کہ بکریوں کی خدمت کرنا یہ نبیوں کی سنت رہی ہے؛ بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بکریاں چرائی ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دونوں لڑکیوں پر دو احسان کیے

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان دونوں لڑکیوں پر دو طرح احسان فرمائے، ایک تو انتظار کی تکلیف سے ان کو چھٹکارا دلادیا، دوسرا یہ کہ اپنے مبارک ہاتھوں سے پانی پلادیا وہ جب اپنے گھر پہنچیں تو روزانہ کے مقابلے میں وقت سے پہلے جلدی پہنچی تھیں۔

اولاد کی نگرانی

لڑکیوں کے والد حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی دونوں لڑکیوں سے کہا کہ تم آج وقت سے پہلے جلدی آگئیں؟ کیا بات ہے؟

اس سوال سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں باپ کو اپنی اولاد کے ٹائم ٹیبل پر کڑی نگاہ

رکھنے کی ضرورت ہے کہ بیٹا کتنے بجے مدرسے جاتا ہے اور کب پہنچتا ہے؟

کتنے بجے مدرسہ سے نکلا اور کب گھر پہنچا؟

چھٹی کب ہوئی اور یہ کتنے بجے گھر آیا؟

اس کے ٹائم ٹیبل پر نظر رکھنا ہر ماں باپ کی ذمے داری ہے، اگر ان پر ہم نظر نہیں رکھیں گے تو اسکول اور مدرسے کے علاوہ کا وقت دوسری جگہوں پر جا کر برباد کردیں گے، لڑکا اپنے دوست (Friend) کے ساتھ اور لڑکی اپنی سہیلیوں کے ساتھ وقت بیکار کردے گی اور ہم بخوبی واقف ہیں کہ بیکار وقت گزاری گناہوں کا سبب بنتی ہے اور یہ بھی نگرانی ہونی چاہیے کہ وہ مدرسہ یا اسکول جاتے بھی ہیں یا نہیں؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ گھر سے مدرسہ یا اسکول جانے کے لیے نکلے اور اپنے دوست یا سہیلی کے پاس جا کر بیٹھ گئے ہوں، یا کسی پارک میں، ہوٹل میں، تفریح گاہ میں چلے گئے ہوں، کبھی کبھی مدرسہ اور اسکول میں فون بھی کرلینا چاہیے کہ ہمارا بچہ یا بچی حاضر ہے یا نہیں؟

اسی طرح استاذ صاحب سے اولاد کی تعلیمی کیفیت بھی معلوم کرتے رہنا چاہیے، غرض! اپنی اولاد کے ٹائم ٹیبل پر نظر رکھنا یہ بہت مناسب اور ضروری بات ہے اور خدا کے نیک بندوں کا یہ طریقہ رہا ہے۔

ہماری اولاد کی دوستی کن لوگوں سے ہے اس کی نگرانی رہے

اسی طرح بیٹی یا بیٹا گھر سے باہر کس کے پاس جاتے ہیں؟

کس کی ملاقات کرتے ہیں؟

اس کے دوستوں (Friend circle) میں کون کون ہیں؟

ان کے ساتھ رہ کر کیا کام اور کیا پروگرام ہوتے ہیں؟

اگر اس طرح آپ کی نظر اپنی اولاد پر رہے گی تو ان شاء اللہ! آپ کی اولاد بہت سے گناہوں سے بچ جائے گی، تربیتِ اولاد کے سلسلے میں ہماری ذمے داری کیا ہے؟ اور اس کا طریقہ کیا ہے؟ ان شاء اللہ! تفصیل سے عرض کروں گا۔

کام پورا ہو جائے تو جلدی گھر واپس آجانا چاہیے

غرض یہ دونوں لڑکیاں جب گئیں تو والد کے سامنے دونوں نے پوری بات سنا دی کہ ابا جان! وہاں آج ایک پردیسی مسافر تھا، اس نے ہمارے جانوروں کو پانی پلا دیا اور ہم آسانی سے فارغ ہو گئیں۔

اِس میں ہم کو ایک سبق یہ بھی ملتا ہے کہ جب کسی ضرورت سے گھر سے باہر جانا پڑے تو کام ہو جانے کے بعد جلدی گھر واپس آجانا چاہیے، جیسے ان دونوں لڑکیوں کے جانوروں کو پانی مل گیا تو فوراً گھر چلی گئیں، یہ نہ ہو کہ کام جلدی پورا ہو جائے تو یہاں وہاں بیٹھ کر ہم اپنا وقت برباد کر دیں، ہم کو یہ بات خاص ان دو لڑکیوں کے طرزِ عمل سے سیکھنے کو ملی۔

احسان کرنے والے کو اس کا بدلہ دینا چاہیے

ان کے ابا ”شیخ مدین“ بہت سارے مفسرین کی رائے کے مطابق پیغمبر خدا حضرت شعیب علیہ السلام تھے، حضرت شعیب علیہ السلام نے جب جلدی واپس گھر لوٹنے کے بارے میں اپنی لڑکیوں سے پورا واقعہ سنا تو فوراً اپنی ایک بیٹی سے کہنے لگے کہ: بیٹی! اس اجنبی مسافر کو گھر بلا کر لاؤ۔

دیکھیے! شیخِ مدین کے قلب میں کیسا حسنِ سلوک کا جذبہ ہے، ایک پردیسی آدمی نے خدمت کی، بکریوں کو پانی پلادیا، توان کو گھر لانا چاہیے؛ تاکہ ان کو انعام دیا جائے، پانی پلانے کی مزدوری دی جائے، جب اس اجنبی نے خدمت کی ہے تو ہم کو اس کی خدمت کا بدلہ دینا چاہیے۔

اِس میں یہ سبق بھی سیکھنے کو ملا کہ جب ہم پر کوئی احسان اور اچھائی کا برتاؤ کرے تو اس کو کچھ انعام، کچھ بدلہ ضرور دینا چاہیے، کوئی ہم کو ہدیہ (Gift) دے، دعوت کرے تو ہم کو بھی اس کے بدلے میں کچھ نہ کچھ دینا چاہیے، یہ اخلاقی بات ہے، قرآن میں بھی ارشاد ہے:

هَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ ﴿۶۰﴾ (الرحمن)

احسان کا بدلہ احسان سے، ہدیہ کا بدلہ ہدیہ سے دینا چاہیے، حدیث میں ہے کہ آپس میں ہدیہ دو، محبت بڑھے گی، یہ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کی بھی سنت رہی ہے۔

ایک لڑکی کو بھیجنے کی وجہ

حضرت شعیب علیہ السلام کی ایک بیٹی اس اجنبی مسافر کو بلانے کے لیے چلی۔

اچھا! یہاں یہ سوال نہ کرنا کہ ایک ہی لڑکی کو کیوں بھیجا؟ ہوسکتا ہے کہ گھر میں بکریاں باندھنا اور اس کا دودھ نکالنا اور دوسرے بہت سارے کام کاج رہے ہوں، نیز چوں کہ دن کا وقت تھا اور مدین ایک شہر تھا جس میں لوگوں کی آمد و رفت ہوتی ہے اور دن کے وقت اس زمانے کے پاکیزہ ماحول میں فتنے کا کوئی اندیشہ نہیں ہوتا تھا؛ اس لیے صرف ایک ہی بیٹی کو بھیجا۔

اس دور میں آج کی طرح شہروں میں علانیہ برائی کرنے کی ہمت کسی کو نہیں ہوتی تھی، آج تو برسرِ راہ علانیہ برائیاں ہو رہی ہیں، کوئی روکنے والا نہیں؛ بلکہ اس کو برا سمجھتے بھی نہیں۔

چنانچہ ایک بہن بلانے کے لیے آئی، اللہ اکبر! جب یہ بیٹی گھر سے چل کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لیے آئی، اس وقت کا منظر سنو۔

اللہ تعالیٰ کو کیسی چال پسند ہے؟

میری دینی بہنو! اس لڑکی کی چال کیسی ہوگی؟ اس کا حال کیا ہوگا؟ اس لڑکی کے چلنے کے انداز کو اللہ نے اتنا پسند فرمایا کہ اس چال کو خود اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا، ارشادِ ربانی ہے:

فَجَآءَتۡهُ اِحۡدٰىهُمَا تَمۡشِىۡ عَلَى اسۡتِحۡيَآءٍ

ترجمہ: سو (تھوڑی دیر کے بعد) ان دو (لڑکیوں) میں سے ایک شرم وحیا سے چلتی ہوئی (موسیٰ علیہ السلام کے پاس) آئی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ایک لڑکی ان میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے آئی تو اس کی چال حیا اور شرم سے بھری ہوئی تھی، اپنی نظروں کو نیچی کر کے شرافت کے ساتھ، اپنے بدن کو چھپا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی۔

معلوم ہوا کہ عورت کی چال ایسی ہونی چاہیے، عورت بے باک رہے یہ ہرگز مناسب نہیں، جو عورت اس انداز سے چلے کہ اس میں اعضا کی نمائش ہو، اعضا کی حرکت ایسی ہو کہ جو مردوں کو نظارے کی دعوت دیوے یہ ہرگز مناسب نہیں ہے۔

عورت کی سب سے بڑی خوبی حیا ہے

دینی بہنو! حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے آئی تھی، اس کا نام ''صفورہ'' تھا، وہ چھوٹی لڑکی تھی، اسی سے بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نکاح ہوا اور جس انداز سے وہ چلتی ہوئی آئی، اللہ نے اس کو قرآن میں بیان فرمادیا اور ساتھ ہی حدیث پاک بھی سن لو! اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

الحياء شعبة من الإيمان. (بخاری ج ۱ ص: ۶، مسلم ج ۱ ص: ۴۷)

ترجمہ: حیا اور شرم ایمان کا ایک حصہ ہے۔

اور ایک حدیث میں ارشاد ہے:

اذالم تستحي فاصنع ماشئت. (بخاری ج ۲ کتاب الادب ص: ۹۰۴)

جب حیا و شرم ختم ہوجائے تو پھر تم آزاد ہوجاؤ گے، اپنی مرضی سے جو چاہو گے کروگے، ایک عورت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں شرم اور حیا ہو، شرم و حیا اس کا سب سے بڑا کمال ہے۔

میری دینی بہنو! جب تم گھر سے نکلو تو حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی کی جو چال اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے، اس انداز سے نکلو، تمھاری نظریں نیچی ہوں، بدن چھپا ہوا ہو، قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی عورت اس طرح نکلتی ہے کہ اس کی چال سے زیورات کے بجنے کی آواز آتی ہے، ایسی چال کو شریعت میں پسند نہیں کیا گیا، یہ چیز مردوں کو عورتوں کی طرف مائل کرنے کا ایک ذریعہ ہوسکتی ہے؛ بلکہ ممکن ہے کہ زیورات کی آواز مردوں کے لیے کبھی چہرہ دیکھنے سے بھی زیادہ بڑا فتنہ بن جائے، باری تعالیٰ

ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ ؕ (النور: ۳۱)

اور مسلمان عورتوں کو چاہیے کہ وہ اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ ماریں کہ انھوں نے جو زینت چھپا رکھی ہے وہ معلوم ہو جائے۔

شادی کے لیے چھوٹی بڑی کرتے رہنا

یہاں ضمناً ایک نکتہ سمجھ لو، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شادی چھوٹی بہن سے ہوئی، یہ تفسیری روایت ہے اور بڑی لڑکی کا اس وقت تک نکاح ہو گیا ہو ایسا کوئی تذکرہ نہیں ملتا، معلوم ہوا کہ نیک اور مناسب رشتہ جس بیٹی کے لیے بھی مل جاوے، طے کر کے شادی کروا دینا چاہیے۔

بعض لوگوں کا مزاج ایسا ہوتا ہے کہ یوں کہتے ہیں: ابھی بڑی کنواری ہے پھر چھوٹی کی کیسے شادی کرائیں؟ ان سب باتوں میں نہیں رہنا چاہیے؛ بلکہ مناسب رشتہ ملنے پر چھوٹی کو مقدم کر کے شادی کروا دیں اور بڑی کے لیے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں، دعا بھی کریں۔

عورتیں ضرورت کے وقت گھر سے کس طرح نکلیں؟

میری دینی بہنو! جب گھر سے نکلو تو نظریں نیچی رکھ کر چلو، کہیں ایسا نہ ہو کہ پرائے مرد سے نظر مل جائے اور آنکھیں چار ہو جائے اور یہ نظر ہونٹوں پر ہنسی اور مسکراہٹ لادے اور یہ چیز پھر گناہ کا ذریعہ بن جائے، حدیث میں آتا ہے کہ کوئی عورت اس طرح گھر سے نکلے کہ لوگ اس کا جسم دیکھے تو اس کے بارے میں فرمایا:

لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیہِ۔ (مشکوۃ ج:۲رص:۲۷۰)

اللہ کی لعنت ہے دیکھنے والے پر اور جس کو دیکھا جائے اس پر؛ یعنی اس عورت پر بھی لعنت اور ان دیکھنے والے مردوں پر بھی لعنت۔

میری دینی بہنو! کتنی خطرناک وعید حدیث میں ہے، آج بہت ساری ہماری بہنیں گھروں سے باہر نکلتی ہیں، چست (Fitiing) والے اور ناقص کپڑوں میں، جنس اور ٹی شرٹ میں، بال اور چہرہ کھلا رکھ کر، پرفیوم لگا کر، اللہ ہی حفاظت میں رکھے ان گناہوں اور لعنت کے اسباب سے، آمین۔

میری دینی بہنو! جب اللہ کی لعنت ہوتی ہے تو دنیا اور آخرت برباد ہو جاتی ہے، اللہ کے واسطے اپنی ذات پر رحم کرو اور ایسے کپڑوں میں ایسے انداز سے گھر سے نکلو جو حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی کا انداز قرآن میں بیان ہوا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حیا

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں، کیسا لباس پہنتی تھیں، ان شاء اللہ! آگے مستقل مضمون عورتوں کے کپڑوں کے متعلق آوے گا، اسی طرح کسی بیان میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کرتے کا نقشہ بتاؤں گا، اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کے کرتے کا دیدار مجھے نصیب فرمایا ہے، سیدھا سادا، ڈھیلا، موٹا کرتا استعمال کرنا ان کی عادتِ شریفہ تھی۔

مجبوری کے وقت پرائے مرد سے بات کرنے کا طریقہ

وہ لڑکی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام درخت کے سایہ

میں بیٹھے ہوئے تھے، اس لڑکی نے آ کر پہلا کام یہ کیا کہ اپنی آستینیں اپنے چہرے پر رکھ دی اور منہ چھپا کر آہستہ سے کہا:

قَالَتْ اِنَّ اَبِیْ یَدْعُوْكَ لِیَجْزِیَكَ اَجْرَ مَا سَقَیْتَ لَنَا ؕ

اے پردیسی مسافر! میرے ابا جان آپ کو بلا رہے ہیں، آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا، میرے ابا آپ کو انعام یا اجرت دینا چاہتے ہیں۔

اللہ اللہ! کیسی شرم والی لڑکی تھی، اس کی بات کا انداز دیکھو، کہنے کا انداز بھی حیا اور شرم والا ہے، کیا کہا؟ میرے ابا بلاتے ہیں، یہ نہیں کہا کہ میرے ساتھ چلو، میں تم کو دعوت دیتی ہوں، میں تم کو بلاتی ہوں۔

میری دینی بہنو! اس لڑکی سے پرائے مرد کو بلانے کا طریقہ سیکھو، آج یہ جو ماحول ہے کہ جس میں غلاظت پھیل رہی ہے اپنے محرم رشتے دار کو چھوڑ کر عورت پرائے مرد سے بلا واسطہ تعلقات رکھتی ہے، شوہر ایک طرف، باپ اور بھائی ایک طرف اور دوستی بلا واسطہ پرائے مردوں سے، یہ سب گناہوں کے اسباب ہیں، آپ کو اگر کسی ضرورت کے موقع پر پرائے مرد سے کوئی کام ہو تو درمیان میں آپ کے محرم مرد کو سفیر بناؤ، یہ بات بہت ضروری ہے۔

کسی پرائے مرد کو یہ کہنا کہ میں تجھے بلاتی ہوں، یہ فتنے سے خالی نہیں، میں آپ سے ایک بات عرض کر دوں کہ کسی بڑے سے بڑے عالم یا عامل سے ملاقات کرنی ہو، وہاں بھی بلا واسطہ بات کرنا فتنہ سے خالی نہیں، اس میں بھی فتنے کے احتمالات ہیں؛ اس لیے اگر کسی عامل کے پاس جانے کی ضرورت پیش آجائے، یا کسی عالم کے

پاس کوئی شرعی مسئلہ دریافت کرنا ہو تو اپنے شوہر، بھائی، باپ وغیرہ کو ضرور ساتھ رکھو۔

عامل یا پیر صاحب سے تعلق کا ایک بہترین طریقہ

عامل یا پیر صاحب سے پردے ہی سے بات چیت رکھو، اپنے محرم مرد کو ساتھ میں رکھو، اپنے محرم کو سفیر بناؤ، تعارف کا طریقہ یہ ہے کہ فلاں کی بیوی یا فلاں کی بہن یا فلاں کی بیٹی، خط و کتابت میں بھی یہی طریقہ اپناؤ، بلا واسطہ فون نہ کرو، نیز اس عامل صاحب یا پیر صاحب کی بیوی، بیٹی یا بہن وہاں موجود ہو تو بہتر ہے۔

خوب صورت جوان کا تنہائی میں آنا اور مریم رضی اللہ عنہا کا طرزِ عمل

میری دینی بہنو! قرآن میں حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں کیا عجیب لفظ ہے، حضرت مریم رضی اللہ عنہا جہاں تنہائی میں تھیں اور حضرت جبرئیل امین خوب صورت کامل مرد کی شکل میں آئے، تو حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے کہا:

قَالَتْ اِنِّیْۤ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِیًّا ﴿۱۸﴾ (المریم)

حضرت مریم رضی اللہ عنہا چوں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو پہچان نہ سکیں؛ اس لیے کہا: اے مرد! اگر تو تقوے والا ہے، پرہیز گار ہے، بزرگی والا ہے، تب بھی میں اللہ سے پناہ مانگتی ہوں، تو میرے قریب مت آنا۔

اس آیت سے سبق ملتا ہے کہ سامنے والا چاہے کتنا بڑا تقوے والا ہو، جب کسی مجبوری اور ضرورت کے وقت اس کے پاس جاؤ، تو محرم کے ساتھ جاؤ، شرعی حدود کے لحاظ کے ساتھ جاؤ۔

بے احتیاطی کا ایک واقعہ

میری دینی بہنو! آپ کے فائدہ کے لیے بتلادوں، ایک جگہ ایسا قصہ ہوا کہ ایک بڑے عامل ہے اور وہ عالم بھی ہے، کسی کے گھر تعویذ وغیرہ کے لیے آتے جاتے تھے، وہاں ایک جوان بیٹی کو جنات یا جادو کا اثر تھا، اللہ جانے اس لڑکی کو جنات تھا یا جن کے نام سے کوئی مجنون تھا، اس لڑکی کا علاج شروع ہوا، علاج کے عنوان سے بے تکلفی بڑھنے لگی، والدین اور ذمے دار بھی ایسے مواقع پر بڑی بے احتیاطی برتتے ہیں، اسی بے احتیاطی کے نتیجے میں عامل صاحب اور اس لڑکی کے درمیان محبت ہوگئی، اس میں آگے بڑھتے ہوئے گناہ تک کی نوبت آئی اور آج نتیجہ یہ ہے کہ اس عامل کی پہلی بیوی اور بچے بھی ہیں اور یہ جوان لڑکی اس کے چکر میں پھنس گئی، آخر کار اس عامل کے ساتھ کا تعلق نکاح میں تبدیل ہوگیا، ایسے معاملات اور چکر دنیا میں ہو رہے ہیں۔

دوسرا دردناک واقعہ

میرے مشفق مولانا محمد صاحب پٹیل مدظلہ العالی (صاحب زادۂ محترم حضرت مولانا عبداللہ صاحب کاپودروی دامت برکاتہم) نے بتایا کہ ایک جوان عورت ایک عامل کے ساتھ تعلق میں آگے بڑھ گئی اور پھر عامل صاحب سے حاملہ بھی ہوگئی۔

ایک تیسرا واقعہ

ہمارے یہاں سورت کے پڑوس میں ایک دیہات میں ایک کالج میں پڑھی لکھی لڑکی محلے کی مسجد کے امام صاحب کے پاس عملیات کے لیے آنے جانے لگی، اس

میں تعلق آگے بڑھ گیا، پھر امام صاحب اور وہ لڑکی دونوں فرار ہو گئے، طویل عرصے تک فرار رہنے کے بعد پتہ چلا کہ دونوں کہیں دور شہر میں جا کر آباد ہوئے ہیں، شادی کر لی ہے، مولوی صاحب کی پہلی بیوی اور کئی بچے اور بچیاں بھی تھیں، پھر نئی بیوی کے چکر میں پرانی بیوی بچوں کو بھی وہ امام صاحب بھول گئے؛ اس لیے عاملوں کے پاس علاج ومعالجہ میں محرم مرد کو واسطہ بناؤ یہ مناسب ہے۔

عورتوں کے سامنے ظاہری اچھے عنوان سے بھی بعض فتنے

میرے قریبی رشتے داروں میں ایک جوان لڑکی برطانیہ سے آئی تھی، اس کا علاج تعویذ وغیرہ کسی عامل سے شروع ہوا، عامل تھے تو معمر آدمی، اس لڑکی کے لیے ہمارے رشتے داروں میں سے ہی شادی کے پیغام آنے لگے، اس لڑکی نے نادانی سے دو لڑکوں کے اور ان کی ماں کے نام اس عامل صاحب کو دیے کہ: میرے لیے جو لڑکا شادی کے لیے مناسب ہو استخارہ کر کے بتاؤ۔

عامل صاحب نے استخارہ کر کے بتایا کہ: یہ دونوں لڑکے غیر مناسب ہیں اور تمھاری شادی کے لیے استخارے میں میرے بیٹے کا نام آرہا ہے۔

اس لڑکی کو بہت حیرت ہوئی، اس نے مجھے بتایا، میں نے اس سے کہا کہ: تو نے ہی تو بڑی غلطی کی ہے کہ اس عامل صاحب کو استخارہ کا کام سونپ دیا، خود استخارہ کر۔

خیر! پھر اس کی شادی کسی اور جگہ ہوئی۔

اس لیے دینی بہنو! شادی وغیرہ کے استخارے خود ہی کرو، آپ دیکھیے! فتنے اچھے عنوان سے بھی آسکتے ہیں؛ اس لیے قرآن کا یہ لفظ آپ کے لیے بڑی نصیحت ہے،

شیطان کا تو چیلنج ہے کہ بڑے سے بڑا تقوے والا مرد اور عورت اگر تنہائی میں جمع ہو جائے تو میں اس کے تقوے کو پھاڑ کر ختم کردوں گا اور گناہ میں مبتلا کردوں گا، ہاں! خدا کے مخلص اور چنے ہوئے بندے ہیں جو اس کے شر سے بچ سکتے ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پاکیزگی

واقعہ یہ چل رہا تھا کہ لڑکی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا: میرے ابا آپ کو بلا رہے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پانی پلانے کی خدمت اللہ کے واسطے کی تھی، بدلہ اور مزدوری لینا نہیں چاہتے تھے؛ لیکن مسافر تھے، پریشان تھے؛ اس لیے اس لڑکی کے ساتھ چلے گئے کہ کوئی پہچان والا رفیق مل جائے گا، بھوکا ہوں، نئی جگہ ہے، کام بن جاوے گا، اس غرض سے چل پڑے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چلتے وقت اس لڑکی سے فرمایا کہ: تو میرے پیچھے چل اور میں آگے چلتا ہوں۔

اس لیے کہ لڑکی آگے ہوگی تو اس کے جسم پر نظر پڑے گی، اللہ اکبر! اللہ کے نبی میں کیسی پاک دامنی ہوتی ہے، تیز ہوا چلنے لگے اور اس کی وجہ سے پنڈلی کھل جاوے، اس پر نظر پڑ جاوے؛ اس لیے تو پیچھے چل؛ تاکہ اس طرح کا کوئی احتمال تک نہ رہے اور آج تو ہماری بہنیں ایسے کپڑے پہنتی ہیں کہ بالقصد اس میں پنڈلی کی نمائش ہوتی ہے، الامان والحفیظ!!!

محسن کو خود بلوانا شرافت کی علامت

حضرت موسیٰ علیہ السلام اس لڑکی کے بلانے آنے پر تشریف لے گئے، اس میں

ایک نکتہ یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ لڑکی کے والد شریف انسان معلوم ہوتے ہیں جنھوں نے خود بلانے بھیجا؛ اس لیے اجنبی جگہ میں ان سے مفید مشورہ ملنے کی بھی توقع تھی، نیز دعوت کو رد کرنا بھی مناسب نہیں تھا؛ اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حضرت شعیب علیہ السلام سے ملاقات

غرض! حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکی پیچھے چلتی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے آگے آگے چل کر اس کے گھر پہنچتے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس لڑکی کے ابا سے ملاقات کی، حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو پوچھا: تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ کس غرض سے آنا ہوا ہے؟ اللہ تعالیٰ اس واقعہ کو نقل فرماتے ہیں:

فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفْ ٚ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۵﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی پوری بات بیان کی تو حضرت شعیب علیہ السلام نے تسلّی دی اور فرمایا کہ: اے موسیٰ! مت گھبراؤ، یہ ہمارا مدین شہر مصر سے الگ ہے، یہ فرعون کی حکومت سے دور ہے، یہاں ظالم فرعون اور اس کی قوم کی حکومت نہیں ہے، اللہ نے تم کو سلامتی کے ساتھ یہاں پہنچا دیا، یہاں تم کو کوئی پکڑ نہیں سکتا ہے۔

اللہ سے موسیٰ علیہ السلام کا جو سوال تھا کیسے پورا ہوا؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدین پہنچ کر باری تعالیٰ سے خیر کا سوال کیا تھا، باری تعالیٰ نے کیسے دعا قبول فرمائی کہ خیر سامنے سے تلاش کرتی ہوئی آرہی ہے، یہ ہے اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا فائدہ، اس خدا سے مانگو جو ہر چیز پر قادر ہے، دوسروں سے سوال کی

ذلتی سے بچ جاؤ گے اور وہ خدا عزت سے نوازے گا۔

موسیٰ علیہ السلام اور شعیب علیہ السلام دونوں کا کمالِ اخلاص

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے یہاں پہنچے تو شعیب علیہ السلام نے کھانا پیش کیا، بھوک ہونے کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اولاً کھانا تناول نہیں فرمایا؛ کیوں کہ آپ کو اندیشہ تھا اس پانی پلانے کا یہ معاوضہ نہ ہو جاوے، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صراحتاً ارشاد فرمایا کہ:

ہم ایسے لوگ ہیں کہ جو کام آخرت کے خاطر کرتے ہیں اس کے معاوضے میں کوئی پوری زمین سونے سے بھر کر دیوے تو بھی اس کو قبول نہیں کرتے۔

تب حضرت شعیب علیہ السلام نے قسم کھا کر ارشاد فرمایا: ایسا نہیں؛ بلکہ ہمارے خاندان میں بڑوں سے یہ عادت چلی آئی ہے کہ ہم مہمان کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کھانا تناول فرمایا، پھر حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین اس بات چیت کے بعد کھانا پینا ہوا ہوگا۔

ابتدائی گفتگو اور کھانے کے بعد مسئلہ قیام کا مستقل حل

چونکہ حضرت شعیب علیہ السلام کے گھر خدمت اور کام کے لیے مرد کی ضرورت تھی اور ان کی لڑکیاں اب جوان ہو گئی تھیں؛ اس لیے مناسب نہیں تھا کہ بکریاں چرانے گھر سے باہر جائے، لہٰذا حضرت شعیب علیہ السلام کی ایک بیٹی نے اپنے والدِ محترم سے عرض کیا:

قَالَتۡ اِحۡدٰىهُمَا يٰۤاَبَتِ اسۡتَاۡجِرۡهُ‌ اِنَّ خَيۡرَ مَنِ اسۡتَاۡجَرۡتَ الۡقَوِىُّ الۡاَمِيۡنُ ۝۲۶ (القصص)

ابا! ہمارے گھر میں کام کی ضرورت ہوتی رہتی ہے، آپ اس اجنبی آدمی کو اپنے گھر کام کے لیے رکھ لو؛ کیوں کہ ایک نوکر میں جو خوبیاں ہونی چاہیے وہ اس میں موجود ہیں۔

نوکر کے اندر کونسی خوبیاں ہونی چاہیے؟

نوکر کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ طاقت والا ہو یعنی جو کام سونپا جاوے اس کو کرنے کے لیے ذہنی اور جسمانی دونوں طرح کی قوت ہو۔

اس لڑکی نے کہا میں نے اور میری بہن دونوں نے اس کی طاقت کو دیکھا ہے کہ دس آدمی نہ اٹھا سکے اتنا بھاری پتھر اس اکیلے نے اٹھالیا تھا اور پانی کی ڈول بھی برابر کھینچ رہے تھے، ساتھ ہی کنویں سے مجمع بھی ہٹایا۔

نوکر کی دوسری خوبی یہ ہے کہ وہ امانت دار ہو، پاک دامن بھی ہو، یہ نوجوان امانت دار اور پاک دامن بھی ہے۔

لڑکی نے کہا: میں نے اس کی دیانت داری دیکھی ہے کہ جب میں اس کو بلانے گئی تھی، اس وقت نیچی نظر سے مجھ سے بات کی اور چلتے وقت مجھے پیچھے کر دیا اور وہ آگے چلتے تھے، گویا دونوں صفتیں کامل طور پر اس میں موجود ہیں؛ اس لیے اس کو کام پر رکھ لو۔

نوکر سے پردہ ضروری ہے

میری دینی بہنو! شریعت کی نظر میں مناسب یہ ہے کہ جس گھر میں عورت ہی ہو، وہاں کام کرنے والی، خدمت کرنے والی بھی عورت ہی ہو اور باہر کے دوسرے

کاموں کے لیے مرد کام کرنے والا ہو اور کام کرنے والا مرد گھر کی عورتوں کے پاس نہ آوے، اسی طرح کام کرنے والی عورت گھر کے مردوں کے پاس نہ آئے۔

بہت سی مرتبہ ان کام کرنے والے مردوں سے ایسے حالات پیش آتے ہیں کہ وہ گھر کی عورتوں سے حرام کام میں مبتلا ہو جاتے ہیں، سیٹھ کی لڑکی یا بیوی سے جوان ملازم کے ناجائز تعلقات اور فرار ہونا سننے میں آتا رہتا ہے۔

اور بعض جگہوں پر سننے میں آیا ہے کہ گھر کے مرد؛ کام کرنے والی خادمہ کے ساتھ حرام کام میں مبتلا ہو جاتے ہیں، بعض لوگ تو خادمہ کو باندی کے درجے میں سمجھتے ہیں یہ سب غلط ہے؛ اس لیے شریعت کی اس حد (Border) کو آپ دھیان میں رکھیں کہ جس طرح اجنبی سے پردہ ضروری ہے، اسی طرح کام کرنے والوں سے بھی پردہ ضروری ہے اور گھر کے مرد خادمہ سے اجنبیہ کی طرح دور رہیں۔

تین آدمی انسان کو صحیح پہچاننے والے

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ دنیا میں تین آدمی بڑے عقلمند اور دوسرے انسان کو صحیح پہچاننے والے ثابت ہوئے:

(۱) عزیزِ مصر جس نے کم عمر خریدے ہوئے غلام یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کے کمالات کو اپنے قیافہ سے معلوم کر کے بیوی کو یہ ہدایت دی:

وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِیْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ یَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا ؕ (یوسف:۲۱)

ترجمہ: اور مصر کے جس آدمی نے حضرت یوسف کو خریدا، اس نے بیوی سے کہا

کہ: ’’اس کو عزت سے رکھنا، مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ ہمیں فائدہ پہنچائے گا، یا پھر ہم اس کو بیٹا بنالیں گے‘‘۔

(۲) حضرت شعیب علیہ السلام کی وہ صاحب زادی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اپنے والد سے کہا:

یٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۡ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ۲۶ (القصص)

یعنی ابا جان! ان کو ملازم رکھ لیجیے؛ اس لیے کہ بہترین ملازم وہ شخص ہے جو قوی بھی ہو اور امانت دار بھی۔

(۳) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں جنھوں نے اپنے بعد فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لیے منتخب فرمایا۔ (ابن کثیر)

حضرت شعیب علیہ السلام کی عجیب فراست

الغرض! حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی نے جان لیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوئی معمولی آدمی نہیں ہے؛ بلکہ وہ اللہ کے ولی ہیں؛ اس لیے اس بیٹی نے اپنے گھر میں ان کو خدمت کے واسطے رکھنے کی درخواست کی، جب بیٹی کی یہ درخواست حضرت شعیب علیہ السلام نے سنی تو انھوں نے بھی بڑی فراست کا ثبوت دیا کہ خدمت کے لیے رکھنے کے بجائے خاندان کا ایک فرد بنالیا جائے اور کہا:

قَالَ اِنِّيْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓي اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ ۭ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۲۷ (القصص)

اس (لڑکی کے ابا) نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میری ان دو لڑکیوں میں سے ایک کا تمھارے ساتھ نکاح کرادوں، نکاح کی شرط یہ رہے گی کہ تم میرے یہاں آٹھ سال اجرت پر کام کرو، سو اگر تم دس سال پورے کرو تو یہ تمھاری مرضی کی بات ہوگی، میں تمھارے اوپر تکلیف نہیں ڈالنا چاہتا، ان شاء اللہ! تم مجھے اچھا معاملہ کرنے والوں (بھلے لوگوں) میں سے پاؤ گے۔

دین داری دیکھ کر شادی کرنی چاہیے

اس نوجوان کو حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کہ: اے مسافر! میں تیرے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کروانا چاہتا ہوں؛ حالاں کہ حضرت شعیب علیہ السلام جانتے تھے کہ اس کے پاس ہمارے شہر میں گھر نہیں ہے، آمدنی (Income) نہیں ہے، نہ ملازمت ہے، نہ دکان ہے، نہ بینک میں جمع روپیے ہیں، نہ پیسے ہیں، نہ کار ہے، نہ کاروبار، اس کے پاس کوئی چیز نہیں ہے، یہ تو پردیسی مسافر ہے؛ لیکن حضرت شعیب علیہ السلام نے سمجھ لیا کہ یہ مسافر نیک ہے، اللہ والا اور متقی ہے، دین دار ہے، میری بیٹی کے لیے نیک شوہر سے بڑھ کر اور کیا چاہیے؟ اگرچہ وہ غریب ہے؛ لیکن دین داری تو ہے؛ اس لیے حضرت شعیب علیہ السلام نے سیدھی شادی کی درخواست کردی۔

جس کے دل میں اللہ کا خوف ہوگا وہ بیوی کے حقوق ادا کرے گا

میں اپنی کنواری بہنوں کو خاص بات بتلاتا ہوں کہ شوہر کا انتخاب کرتے وقت پہلی چیز لڑکے میں دین داری دیکھ لینا چاہیے کہ وہ نیک اور نمازی اور اللہ والا ہے یا نہیں، اگر وہ نیک ہے تو ان شاء اللہ! تمھاری زندگی چین وسکون سے گذرے گی، جس کے دل

میں اللہ کا خوف ہو گا وہ کبھی آپ کو پریشان نہیں کرے گا، باقی مال و دولت سب کچھ ہے؛ لیکن دین داری نہیں ہے تو یاد رکھو کہ وہ آپ کو کب تک راحت اور چین وسکون دے اور کب دوسری راہ پر چلا جاوے اس کی کوئی ضمانت نہیں ہے اور کب کسی اور کے چکر میں پھنس جائے، اس کی کوئی گارنٹی نہیں ہے۔

اس لیے میری دینی بہنو! جب بھی آپ اپنی بیٹی کے لیے شوہر تلاش کرو تو پہلے اس میں دین داری دیکھو، حضرت موسیٰ علیہ السلام دین دار تھے، حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کی دی داری دیکھ کر سامنے سے شادی کی پیش کش کی۔

شادی کا پیغام کون دیوے؟

قرآن کے ایک لفظ پر غور کرو:

اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ۔

اے موسیٰ! میں اپنی لڑکی کا نکاح تم سے کرنا چاہتا ہوں۔

اس میں دو مسئلے سمجھنے کے ہیں: ایک یہ کہ لڑکی کا باپ خود شادی کا پیغام دے سکتا ہے، آپ کے گھر میں اگر کوئی جوان لڑکی ہے اور آپ نے کوئی دین دار لڑکا دیکھ لیا ہے تو آپ اپنے شوہر سے کہو کہ فلاں لڑکا نیک ہے، ہماری لڑکی کے لیے پیغام دو کہ ہم آپ کے لڑکے سے ہماری لڑکی کا نکاح کرنا چاہتے ہیں، اس میں کوئی شرم کی بات نہیں ہے، یہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے بھی ثابت ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیوہ ہو گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود چل کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: میری بیٹی حفصہ کے ساتھ آپ شادی کر لو۔

انھوں نے چند روز بعد معذرت کر دی۔

پھر خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ: میری بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلو۔

اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خاموش رہے، ان کو پتہ چل گیا تھا کہ خود نبیٔ کریم ﷺ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں، پھر واقعتاً حضرت نبیٔ کریم ﷺ سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا۔

میری دینی بہنو! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سامنے سے پیش کش (Offer) کی، یہ طرزِ عمل سبق ہے؛ اس لیے اگر کوئی نیک اور دین دار لڑکا ہے تو پھر اس انتظار میں نہ رہو کہ وہ آکر ہم سے کہے؛ بلکہ ہم خود بھی پیغام بھیج سکتے ہیں اور یہ بات کوئی خلافِ شریعت نہیں ہے۔

رشتہ طے کرنے میں مشفق والدین کو ہی آگے رکھو

دوسرا بہت اہم نکتہ (Point) جو میں اپنی جوان بہنوں کو سمجھانا چاہتا ہوں، قرآن کے اس لفظ پر غور کرو:

اِنِّیۡۤ اُرِیۡدُ اَنۡ اُنۡكِحَكَ۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ: میں اپنی بیٹی کا نکاح تم سے کرنا چاہتا ہوں۔

اس سے ہمیں یہ سیکھنے کو ملا کہ لڑکیاں خود آگے چل کر رشتہ طے کرنے کا کام نہ کریں؛ بلکہ یہ کام ان کے ماں باپ کریں گے، یہ قرآن کریم کے اندازِ بیان سے ہم کو

سیکھنے ملا، نیز شریعت کا مزاج اور اس کی چاہت بھی یہی ہے، لڑکے اور لڑکیاں خود پسند نہ کریں۔

آپ برا نہ مانیں، مجھے کھل کر کہنے دیں کہ آج ہماری بہنوں میں یہ عادت پڑ رہی ہے کہ وہ خود اپنا رفیق تلاش کرتی ہیں، پھر وہ اپنے ماں باپ کو مجبور کرتی ہیں کہ میں اس کے ساتھ ہی شادی کروں گی، ورنہ یہ کروں گی وہ کروں گی۔

میری دینی بہنو! یہ عادت بہت ہی خطرناک اور شریعت کے مزاج کے بالکل خلاف ہے، اس میں کتنے گناہ ہوتے ہیں، ایک لڑکی کسی دوسرے لڑکے کو شہوت سے دیکھتی ہے، تو آنکھ کے گناہ میں مبتلا ہوئی، پھر وہ لڑکی اس لڑکے کے ربط میں رہے گی، فون، میسیج یا انٹرنیٹ پر چیٹینگ (Chating) کے ذریعہ سے تعلقات بڑھیں گے، محبت نامے (Love Letter) کا سلسلہ شروع ہوگا وہ ایک مستقل گناہ، تو یہ ہاتھ اور کان کا گناہ ہوا، پھر آپ کی راتیں اور دن اس کے پیچھے قربان ہوں گی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جوان بہنوں کی اس سے حفاظت فرماوے۔

خود انتخاب کرنا مستقبل میں بڑے نقصان کا ذریعہ بن سکتا ہے

معاشقے والی شادی میں خیر و برکت نہیں

میری دینی بہنو! اس طرح انتخاب کا کام آپ خود کسی لڑکے کے ساتھ کرو، یہ کئی گناہوں کا مجموعہ ہے (اور کل رات میں نے مسجد میں جوانوں کو بھی کہا ہے) آپ بھی سن لو کہ اس طرح ناجائز طریقہ اختیار کر کے جو شادی ہوگی تو اس شادی میں کوئی خیر و برکت نہ ہوگی، جیسے کہ کوئی عمارت بنائے اور اس کی بنیاد کچی ہو، مٹی سے بنا ہو، پھر

اوپر عمارت چاہے کیسی ہی پختہ تعمیر کر دیوے تو وہ بلڈنگ گر جاتی ہے، تو تمھاری شادی والی زندگی کا آغاز حرام تعلق سے ہوا ہے، حرام محبت پر ہوا ہے تو اس شادی میں کبھی خیر و برکت نہیں آ سکتی۔

جو لڑکا اپنے ماں باپ کو ناراض کر کے آج تم کو اپنا دل دے سکتا ہے، وہ کل تم کو ناراض کر کے کسی اور کو بھی تو دل دے سکتا ہے:

جس ماں نے نو مہینے پیٹ میں اٹھایا، جس ماں نے دو سال اپنی چھاتی سے دودھ پلایا، جس ماں نے تم کو بچپن میں بڑی محبت سے پالا، آج جب کہ تو جوان ہو گئی، اپنی ماں کو ناراض کر رہی ہے، یاد رکھو، میری دینی بہنو! اگر اپنی ماں کا دل دکھا کر آپ شادی کرو گی تو اس میں کوئی خیر و برکت نہیں ہو گی۔

یہی حال ہے اس لڑکے کا بھی کہ جو لڑکا اپنی ماں کو بھول جائے، ماں کو ناراض کر کے غلط تعلق کر کے تم سے شادی کر دیوے، وہ لڑکا تم کو بھی بھول سکتا ہے؛ چوں کہ عام طور پر ایسے رشتوں میں لڑکے اور لڑکی دونوں کے والدین ناراض ہوتے ہیں، ایسے بہت سارے قصے ہمارے پاس موجود ہیں، اس قسم کی ازدواجی زندگیاں آج تلخیوں کا شکار ہیں؛ اس لیے ایسی غلطی کبھی مت کرنا، یہ ایک سیدھا راستہ ہے کہ اپنے ماں باپ سے انتخاب کرا کر پھر شادی کرو، یا جائز طریقہ سے کسی لڑکے کے متعلق آپ کو معلومات ہوئی ہے کہ یہ لڑکا مناسب ہے تو ماں باپ سے عرض کر دو: فلاں لڑکا ٹھیک معلوم ہوتا ہے، اس سے رشتہ کی بات آگے بڑھاؤ، پھر ماں باپ پیغام دیوے، رشتہ طے کرے، اسی میں خیر و برکت ہے۔

اگر کسی بہن کی عشق والی شادی (Love Marriage) یا کسی لڑکے سے ناجائز تعلق ہو گیا تو ایسی بہنوں سے میری درخواست ہے رو رو کر اللہ سے توبہ کریں، بار بار صلوۃ التوبہ پڑھیں، رو رو کر آنسو بہا بہا کر اللہ سے اپنے پچھلے گناہ معاف کرائیں، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

التائب من الذنب كمن لا ذنب له (ابن ماجہ / باب ذکر التوبہ، ص: ۳۱۳)

کوئی آدمی توبہ کرے تو گویا اس کے تمام گناہ مٹ گئے، ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا۔

نیز آپ کا تجربہ بھی کم ہے، آپ صرف حسنِ صورت، حسنِ صوت، حسین ادائیں دیکھ کر انتخاب کروں گے، والدین ان جذباتی اور عارضی چیزوں سے آگے کی چیزیں دیکھ کر انتخاب کریں گے؛ اس لیے مناسب یہی ہے کہ ان کے تجربے سے آپ فائدہ اٹھائیں۔

انٹرنیٹ اور موبائل کی نحوست

میری دینی بہنو! پچھلے دنوں ہمارے دار الافتاء میں انٹرنیٹ کے ذریعہ ناجائز تعلقات کا ایک قصہ آیا تھا، میرے استاذِ محترم حضرت مفتی عباس صاحب بسم اللہ دامت برکاتہم نے ہم کو یہ قصہ سنایا تھا کہ:

ایک لڑکی نے انٹرنیٹ کے ذریعہ کسی لڑکے کو اپنا دوست (Boy friend) بنا لیا، کہاں کا لڑکا، کہاں کی لڑکی، یہ انٹرنیٹ اور موبائل کا وبال، ان دونوں کے تعلقات آگے بڑھ گئے اور شادی ہو گئی، جس وقت وہ لڑکی شادی کر کے اس لڑکے کے گھر خوشیوں،

ارمانوں اور شبِ زفاف کے میٹھے خوابوں کے ساتھ گئی تو پتہ چلا کہ وہ لڑکا تو پہلے سے شادی شدہ ہے اور اس کے بچے بھی ہیں، اس لڑکی کو اس کے شادی شدہ ہونے کا علم بھی نہیں تھا اور اس لڑکی کو تو اس نے سیکنڈ (دوسرے) نمبر پر رکھا تھا، اس بات کے سنتے ہی وہ بہن اداس اور غم زدہ رہنے لگی، اس کی خوشیاں ساری اڑ گئیں۔ (اگرچہ شرعی طریقے سے دوسری بیوی کرنا گناہ نہیں ہے)۔

میری دینی بہنو! ایسے حالات سامنے آرہے ہیں؛ اس لیے شریعت نے جو طریقہ بتایا ہے کہ ماں باپ کو بیچ میں رکھ کر کام کرو، اس میں بہت خیر و برکت اور سلامتی ہے۔

تین کاموں میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے

ماں باپ کو بھی شریعت نے یہ نصیحت کر دی کہ جب تمھاری بیٹی کے لیے نیک صالح لڑکا ملے، فوراً اپنی بیٹی کی شادی کرادو، اس میں تاخیر مت کرو، لڑکی کو ایسے ہی بٹھا کر رکھو گے تو یہ بھی فتنے کا ذریعہ ہے، تین کاموں میں دیر مت کرنا:

(۱) اذان ہو جائے تو نماز جلدی پڑھو۔

(۲) کسی کی وفات ہو جائے تو غسل، کفن، دفن میں جلدی کرو۔

(۳) جب بیٹا، بیٹی جوان ہو جائے تو شادی کرانے میں ہرگز تاخیر مت کرنا، ورنہ خطرناک فتنوں کا ڈر ہے، یہ باتیں حدیث شریف کی ہیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شادی

حضرت شعیب علیہ السلام کی لڑکی کی بات چل رہی تھی، حضرت شعیب علیہ السلام نے

دیکھا، یہ اجنبی جس کو ہم اپنی بیٹی کے لیے شادی کا پیغام دے رہے ہیں، وہ تو پردیسی آدمی ہے، جیب میں پیسے نہیں، کھانے پینے کی تکلیف ہے، وہ کیا مہر دے گا، قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: اس لڑکی کے ابا نے مہر یہ رکھی:

عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ۔

اے موسیٰ! ہمارے گھر رہو اور ہماری بکریاں چراؤ، گھر کا کام کاج کرو، اور ان کاموں کا جو معاوضہ ہوگا ہم آپ کو دیں گے، خلاصہ یہ بیان کرنا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی طرف سے گفتگو کے درمیان دو باتیں سامنے آئیں:

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چرائیں اور اس کی اجرت طے ہو جائے۔

(۲) دو میں سے ایک بیٹی متعین کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام اس سے شادی کرلیں اور اس کی مہر بھی متعین ہو جاوے۔

اللہ اکبر! اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کیسی غربت کہ شادی کے لیے مہر کی رقم بھی نہیں، مہر میں بکریاں چراؤ، گھریلو خدمت کرو اور یہ ایک دو سال نہیں پورے آٹھ سال تک اور حضرت شعیب علیہ السلام نے کہہ دیا کہ: اگر دس برس خدمت کرو گے تو بہت ہی اچھا ہوگا، دس سال تک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدمت کی اور اس طرح خدمت کر کے مہر ادا کیا، جس لڑکی سے نکاح ہوا اس کا نام "صفورہ" تھا۔

انبیا علیہم السلام حق داروں کو زیادہ دیتے ہیں

آٹھ اور دس سال دو مدتوں کے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اختیار دیا گیا تھا؛ لیکن اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا یہ حسنِ برتاؤ ہوتا ہے اور یہاں اس کا ظہور ہوا؛ اس

لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اکثرِ مدت یعنی دس سال والی مدت قبول فرما کر اتنی طویل خدمت کی، اللہ کے نبیوں کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو حق سے زیادہ دیتے ہیں، خود حضرت نبیٔ کریم ﷺ کا بھی یہ مبارک طریقہ تھا حق داروں کو زیادہ دیتے تھے۔

معاملات کے موقع پر اللہ کو یاد رکھو

اس موقع پر جب یہ ملازمت کا معاملہ طے ہو رہا تھا، حضرت شعیب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو وکیل بنایا اور یہ بھی بڑی بات ہے، معاہدات اور معاملات میں اللہ کو وکیل رکھو ان شاء اللہ! اس میں کامیابی ہوگی، ورنہ کتنے معاہدات کس طرح فسخ ہو جاتے ہیں وہ ایک عجیب داستان ہے۔

نوکروں کے حقوق

حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا:

سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۲۷﴾ (القصص)

یعنی میں بُری طبیعت کا آدمی نہیں ہوں؛ بلکہ خدا کے فضل سے نیک طبیعت ہوں، میرے ساتھ رہ کر انس حاصل کرو گے، اچھا برتاؤ دیکھو گے۔

معلوم ہوا کہ نوکری کرنے والوں کے ساتھ مزدوروں، نوکروں اور خدمت کرنے والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہیے، ان کو کپڑے، کھانا اچھا دینا چاہیے، ان پر زیادتی نہ کریں، ان سے طاقت سے زیادہ یا طے شدہ معاہدے سے آگے مزید کام نہ لیویں، نہ زیادہ ذمے داریاں ان پر ڈالیں، یہ بھی اسلام کی تعلیم ہے۔

سسرال میں داماد کا قیام

خیر! حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شادی ہوگئی اور سسرال میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قیام فرمالیا، حضرت شعیب علیہ السلام کے یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام ٹھہر گئے، داماد کے لیے اس طرح کے حالات ہوں تو وہ سسرال میں قیام کرسکتا ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں، اس کو ہمارے یہاں "گھر داماد" کہتے ہیں، آپ کے ان ملکوں میں تو اکثر داماد ہندوستان وغیرہ سے "گھر داماد" بن کر ہی آتے ہیں۔

خسر کی طرف سے داماد کو کچھ دینا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کے خسرِ محترم نے عصا ہدیہ کے طور پر دیا تھا، کہتے ہیں کہ: وہ عصا جنّتی تھا، اِس سے ہمارے مشفق بزرگ حضرت قاری صدیق صاحب باندویؒ نے استدلال کیا ہے کہ نکاح کے موقع پر یا بعد میں خسر اپنے داماد کو اپنی خوشی سے کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے؛ بلکہ دینا چاہیے؛ لیکن داماد خود مطالبے پیش نہ کریں، نہ زبردستی مانگیں، بعض مرتبہ خسر سے اپنے مطالبات پورے کروانے کے لیے بیوی پر ظلم تک کیا جاتا ہے نعوذ باللہ من ذالک!!!

حلال طریقہ سے ضروریات کی تکمیل میں پیغمبروں کا طریقہ

کیا عجیب اللہ تعالیٰ کے نبی کا جذبہ ہے، حلال طریقے سے اپنی شرم گاہ اور پیٹ کی ضرورت پوری کرنے کے لیے اپنے آپ کو لمبے عرصے یعنی دس سال تک ملازمت پر دے دیا، یہ ایک سبق کا مقام ہے، آج ان دونوں ضرورتوں کو پورا کرنے

کے لیے حرام طریقے اور ظلم وزیادتیاں ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مصر کی طرف روانگی

دس سال جب پورے ہو گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خسر حضرت شعیب علیہ السلام کو کہا اب مجھے مصر یاد آرہا ہے، اب میں اپنے وطن مصر میں اپنی ماں اور بہن وغیرہ سے ملنا چاہتا ہوں، میری بیوی: آپ کی بیٹی صفورہ کو لے کر جارہا ہوں، یہ کہہ کر آپ اپنی بیوی کو لے کر مصر کی طرف روانہ ہو گئے، مصر جاتے وقت راستے میں بیوی کو ولادت کا وقت آ گیا اور اللہ نے اس موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت اور پیغمبری عطا فرمائی۔

یہ سارا واقعہ اس نیت سے سنایا کہ اس واقعے میں حیا، عبرت اور نصیحت کی باتیں ہیں، اللہ ہم سب کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائیں اور زمانے کے فتنوں سے اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائیں، آمین۔

واخر دعوانا ان الحمدللہ رب العٰلمین

صدائے خاموش زباں

محبت میں کبھی ایسا زمانہ بھی گذرتا ہے
زباں خاموش رہتی ہے مگر دل روتا رہتا ہے

اگر چہ راہ تقویٰ میں ہزاروں غم بھی آتے ہیں
مگر جو عاشق صادق ہے غم کو سہتا رہتا ہے

صلہ عشق مجازی کا یہ کیسا ہے ارے توبہ
کہ عاشق روتے رہتے ہیں صنم خود سوتا رہتا ہے

خطاؤں کی اگر آئی ہے دامن پر ذرا سیاہی
تو اپنے آنسوؤں سے عشق اس کو دھوتا رہتا ہے

گنہگاروں کی مت تحقیر کر اے زاہد ناداں
کہ ان کی آہ و زاری پر فلک بھی روتا رہتا ہے

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں، کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانۂ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں، غم سے تیرے دل شاد رہے
اب تو رہے بس تا دمِ آخر، وردِ زباں اے میرے الٰہ!
لا الٰہ الا اللّٰہ، لا الٰہ الا اللّٰہ

مالیات کی پریشانیاں
دور کرنے کا دینی نسخہ

(امت چار چیزوں میں سادگی لائے)

لوحِ دل پر لکھنے کے قابل باتیں

گھر میں خدمت کرنے والے مرد یا عورتیں جس کو ہم نوکر، نوکرانی کہتے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہیں۔

مالیات کی لائن کی تکالیف دور کرنے کا عجیب نسخہ، چار چیزوں میں سادگی لاؤ:

(۱) تقریبات (۲) تعمیرات (۳) مطعومات (۴) ملبوسات۔

منگنی کا حاصل صرف اور صرف نکاح کا وعدہ ہے۔

منگنی کوئی نکاح یا آدھا نکاح نہیں ہے۔

منگنی کے بعد لڑکا، لڑکی دونوں پہلے ہی کی طرح اجنبی اور پرائے ہیں۔

قرضے کرکے یا پیسوں کا چندہ کرکے شادی کی دعوتیں نہ کرو۔

شادی سادی یعنی سادگی والی کرو، شادیوں میں مردوں کے مجمع میں صرف مرد ہی ہوں، عورتوں کے مجمع میں صرف عورتیں ہی ہوں اور مکمل پردہ کا نظم ہو۔

اگر تم چاہو کہ شادی کے بعد ازدواجی زندگی میں کوئی جھگڑا نہ ہو، سکون سے زندگی بسر ہو تو اس کے لیے ایک مجرب عمل یہ بھی ہے کہ شادیوں کو خرافات اور برائیوں سے پاک رکھو اور سنت کے مطابق نکاح کا اہتمام کرو۔

بسم الله الرحمن الرحيم

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا،مَنْ يَّهْدِهِ اللهُ فَلَامُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَاهَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّااللهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْک لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَ شَفِيْعَنَا وَحَبِيْبَنَا وَاِمَامَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ،صَلَوَاتُ اللهُ تَبَارَک وَتَعَالٰی عَلَيْهِ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ وَ اَهْلِ بَيْتِهٖ وَاَهْلِ طَاعَتِهٖ، وَبَارَک وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْراً كَثِيْراً ــــاَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ (ابراھیم:۷)

ترجمہ: اگر تم واقعی میرا شکر کروگے تو میں تم کو زیادہ نعمت دوں گا اور اگر تم نے (میری نعمت پر) ناشکری کی تو اچھی طرح سمجھ لینا کہ میرا عذاب بہت سخت ہے۔

وقال تعالی في مقام اخر:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ط (الأحزاب:۵۹)

ترجمہ: اے نبی! تم تمھاری بیویوں سے اور تمھاری بیٹیوں سے (اور قیامت تک آنے والی تمام) ایمان والی عورتوں سے کہہ دو کہ: وہ اپنی چادریں (تھوڑی سی) اپنے منہ پر نیچے جھکا (لٹکا) لیا کریں۔

ایمان اور اسلام کا تقاضا

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہم کو اسلامی زندگی سے مالا مال فرمایا ہے، یہ اسلام اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، ایمان واسلام کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ زندگی کا ہر کام حضرت نبیٔ کریم ﷺ جو پاکیزہ طریقے دنیا میں لے کر آئے، اس کے مطابق ہو جائے اور نبیٔ کریم ﷺ وہی طریقے بتلائیں گے جو اللہ کو پسند ہیں، گویا اسلام کا خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ کی مرضی کے مطابق اور اللہ کو راضی رکھ کر اللہ کی فرماں برداری والی زندگی گزاریں اور اس کے لیے حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے جو پاکیزہ طریقے ہم کو بتلائے ہیں، ان کے مطابق ہم اپنی زندگی بنائیں۔

اسلامی زندگی پر عمل کرنے میں ہمارے لیے دنیا اور آخرت میں عزت ہے، دنیا میں بھی راحت اور مرنے کے بعد والی زندگی میں بھی راحت ہے؛ اس لیے ہمیں کوشش یہ کرنی چاہیے کہ ہماری پوری زندگی اور زندگی کا ہر کام اللہ کی مرضی اور اس کے رسول ﷺ کی مبارک سنتوں کے مطابق ہو جائے؛ اس لیے ہم کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ جو طریقے حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے ہمیں بتلائے ہیں اس کو ہم سیکھیں اور سیکھ کر اس کے مطابق عمل کریں۔

مال اور دولت اللہ کی نعمت ہے

باری تعالیٰ کی قسم قسم کی نعمتیں ہمارے پاس ہیں، خصوصاً آج اللہ کے فضل سے ہم مال والی نعمت سے بہت نوازے گئے ہیں اور اس کے نتیجے میں دنیا میں اچھی زندگی گزار رہے ہیں، اللہ نے مال و دولت کے بارے میں ہمیں بہت خوش حال رکھا

ہے، ورنہ دنیا میں بے چارے بہت سارے مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ دو وقت کی روٹی کے لیے پریشان ہیں، دو جوڑی کپڑوں کے لیے پریشان ہیں، ان کے پاس سر ڈھانپنے کے لیے چھپر نہیں، ایسے ہزاروں، لاکھوں مسلمان ہیں۔

آپ ﷺ کی زندگی

میری دینی بہنو! یاد رکھو جو غربت اور فقر والی زندگی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اور صحابیہ عورتوں نے گزاری اور جو تکلیف والی زندگی حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے گزاری ہے اس کا تو آج کا مسلمان تصور بھی نہیں کرسکتا، اس کو تو بس کتابوں میں پڑھنا اور سننا ہی باقی رہ گیا ہے کہ کیسی زندگی تھی!!!

ذرا سوچو! پیٹ پر پتھر باندھنا اور کئی کئی دنوں تک گھر میں چولہا نہ جلنا، بدن پر صرف ایک ہی کپڑے کا ہونا اور دوسرا کپڑا تک نصیب نہ ہونا اور اناج اور گھر کے ضروری سامان کے لیے زِرہ کو رہن رکھنا، دنیا سے مقروض ہونے کی حالت میں تشریف لے جانا، یہ تکلیف بھری زندگی ہمارے آقا تاج دارِ مدینہ حضرت محمد ﷺ نے گزاری۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حالت

میری دینی بہنو! ہم کو اللہ نے بہت راحت میں رکھا ہے، جنت کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حال یہ تھا کہ اپنے ہاتھ سے گھر کا کام کرتی تھیں، جس کی وجہ سے ان کے ہاتھوں پر نشان اور چھالے پڑ جاتے تھے، آٹا اپنے ہاتھ سے پیستی تھیں، گھر کا سب کام کاج خود کرتی تھیں، اللہ کا بہت شکر ادا کرنا چاہیے کہ جو تکلیف والی زندگی ان لوگوں نے گزاری ہے، ایسی تکلیف آج ہم کو نہیں ہے، ہم تو بہت راحت اور

مزے میں زندگی گزارتے ہیں۔

گھریلو کام اور ہمارے لیے سہولتیں

گھر کے اندر کام کاج کے لیے خدمت کی جو سہولتیں اللہ نے آپ کو دے رکھی ہیں، اس کو بھی اللہ کی نعمت سمجھو، کتنے کتنے خدام، نوکر، نوکرانی، آپ کے یہاں ہیں، روٹی، کپڑے، برتن، صفائی، سب کے لیے الگ الگ خادم ہیں، انگلینڈ، کنیڈا جیسے ملکوں میں عورتوں کو گھر کے کام خود ہی کرنے پڑتے ہیں، بیمار ہو، تھکن ہو، سردی ہو، برف باری ہو خود کام کرو، آپ کے اور ہمارے ملکوں میں یہ کام کرنے والوں کا نصیب ہونا یہ بھی نعمت ہے۔

فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں

غرض! مال و دولت، کھانے پینے اور پہننے اور رہنے کی چیزیں، مکان گاڑیاں، خدام وغیرہ یہ اللہ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے؛ لیکن قرآن نے ہم کو ایک قاعدے کی بات بتلائی ہے کہ اللہ اگر مال اور روپیہ، پیسہ دے، اس کو اڑانا نہیں ہے، فضول خرچی نہیں کرنا ہے، اللہ نے صاف صاف فرمایا ہے:

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿٢٦﴾ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ط

ترجمہ: اور (گناہ کے کاموں میں) مال مت اڑایا کر۔ یقینی بات ہے کہ مال کو (گناہ کے کام میں) اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ج اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٣١﴾ (الأعراف)

ترجمہ: اور تم کھاؤ اور تم پیو اور تم اسراف مت کرو، یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

یعنی ضرورت کے موقعوں پر خرچ کرو، کوئی منع نہیں کرتا؛ لیکن ضرورت کی جگہوں پر بھی خرچ کرنے میں حد سے آگے نہ نکل جاؤ؛ مگر اسراف مت کرو، جو اسراف اور فضول خرچی کرنے والے ہیں، اللہ ایسے مرد اور عورتوں کو پسند نہیں فرماتے۔

اسراف اور تبذیر

قرآن کی آیت میں دو لفظ ہیں: (۱) اسراف (۲) تبذیر۔

کسی گناہ کے کام میں خرچ کرنا یا بالکل بے موقع خرچ کرنا یہ ''تبذیر'' ہے اور یہ بہت خطرناک چیز ہے؛ اس لیے ایسے لوگوں کو شیطان کا بھائی فرمایا گیا ہے۔

اور جہاں خرچ کرنا جائز ہے ایسی جگہوں پر ضرورت سے زائد خرچ کرنا یہ ''اسراف'' ہے، یہ بھی اللہ کے یہاں پسندیدہ نہیں ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عجیب واقعہ

ایک آدمی کسی ضرورت کی بنا پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا: عثمان غنی کے پاس چلے جاؤ، وہ آپ کی ضرورت پوری کریں گے، وہ آدمی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر گئے تو گھر کے دروازے پر سنا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کو ڈانٹ رہے ہیں اور ان پر ناراض ہو رہے ہیں اور ناراض ہونے کی وجہ صرف یہ تھی کہ چراغ کی بتی ان کی بیوی نے تھوڑی اونچی رکھی تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ کو جو بات فرما رہے تھے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ذرا

نیچی ہوگی تب بھی روشنی گھر میں پہنچ جائے گی اور کام چل جائے گا، جب اس آدمی نے سنا کہ یہ آدمی یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو بڑے عجیب ہے کہ ایک بتیؐ کے بارے میں اپنی بیوی کو ڈانٹتے ہیں تو وہ کیا میری ضرورت پوری کریں گے؟ وہ آدمی واپس چلے آئے۔

پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کسی اور موقع پر پوچھا کہ: کیا وہ ضرورت پوری ہوگئی؟ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ ابھی ان کی وہ ضرورت پوری نہیں ہوئی ہے، ابھی کام باقی ہے تو پھر ان کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس واپس بھیجا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی بات سن کر ان کی ضرورت کو فوراً پورا فرمایا؛ حالاں کہ وہ کوئی بڑا تقاضا لے کر گئے تھے۔

اب اس جانے والے آدمی کو بھی حیرت ہوئی ہوگی کہ جو آدمی ایک چراغ کی بتی کے خاطر اپنی بیوی سے ناراض ہو وہ میری اتنی بڑی ضرورت فوری طور پر پوری کردیوے۔

بات دراصل یہ تھی کہ ضرورت کے موقعوں پر اس طرح خرچ کرو کہ ضرورت خیریت سے پوری ہو جائے اور جہاں ضرورت نہیں، وہاں پر بے جا خرچ کرنا فضول خرچی ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں، گھر میں ایک لائٹ سے کام چل جاتا ہو اس کے باوجود دو، دو، تین، تین جلانا یا نمائش (Show) کے لیے جلانا یہ فضول خرچی ہے، اللہ ایسی چیزوں کو پسند نہیں فرماتا۔

چار چیزوں میں سادگی

میری دینی بہنو! آج کی اس مجلس میں اس لائن کی بہت اہم اور ضروری باتیں

عرض کرنا چاہتا ہوں، اللہ والے فرماتے ہیں کہ: آج کے حالات میں چار چیزوں میں اخراجات کو کنٹرول کرنا، قابو میں رکھنا بہت ضروری ہے؛ بلکہ ان چار چیزوں میں احتیاط اور اعتدال کو اپنانے سے ان شاء اللہ! مالیات کی لائن کی پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔

(۱) تقریبات: جیسے منگنی، شادی، میت، افتتاح وغیرہ کا موقع ہو، یہ سب تقریبات کہلاتے ہیں، ایسے موقعوں پر اخراجات پر کنٹرول رکھو۔

منگنی کی حقیقت

میری دینی بہنو! میں آپ کو ایک عجیب بات بتاؤں کہ جس کی وجہ سے آپ کو تعجب بھی ہوگا کہ منگنی ہماری شریعت میں کوئی خاص اہم چیز نہیں ہے، اس کو بڑھا چڑھا کر رسم بنا کر خوامخواہ ہم نے چلا رکھا ہے، میرے مرشدِ ثانی حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ: منگنی کے لیے عربی میں ''خِطْبَہ'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کا ترجمہ ''پیغام دینا'' اور مطلب یہ ہے کہ ایک طرف سے (چاہے لڑکے والوں کی طرف سے یا لڑکی والوں کی طرف سے) دوسری طرف والے کو نکاح اور شادی کے لیے جو درخواست یا جو بات یا جو رشتہ پیش کیا جائے وہ منگنی ہے، اسی طرح نکاح، شادی کا وعدہ کر دینا وہ منگنی ہے، اب اس میں کوئی خاص طریقہ کہ لڑکا لڑکی ایک دوسرے کو مٹھائی کھلاوے، ایک دوسرے کو انگوٹھی پہناوے، بڑی دعوت کرے، مجالس منعقد کی جائیں، رشتے داروں کو جمع کرے، یہ ہماری شریعت کے مزاج کے بالکل خلاف ہے، اس میں سے بعض چیزیں تو عیسائی تہذیب کی ہیں، اسلامی طریقہ نہیں ہے؛ اس لیے ایسی چیزوں سے بچنا چاہیے۔

منگنی کے موقع پر لین دین

ہمارے یہاں منگنی کے موقع پر لڑکے والوں کی طرف سے لڑکی کو کپڑے وغیرہ چیزیں دی جاتی ہیں اس کو ''منگنی کا چڑھاوا'' کہتے ہیں، وہ منگنی کی ایک طرح کی رسم ہوگئی ہے، اس سے بھی بچنا چاہیے۔

نیز منگنی کے وقت یا بعد میں لڑکے کو بھی ہونے والے سسرال والوں کی طرف سے گھڑی وغیرہ چیزیں دینے کا رواج بن گیا ہے، اس کو بھی ضروری سمجھا جاتا ہے۔

نیز عید وغیرہ خوشی کے موقع پر ہونے والے داماد کو بلایا جاتا ہے، دعوت کی جاتی ہے، تحائف پیش کیے جاتے ہیں، اس کو بھی ضروری سمجھ کر کرتے ہیں، یہ بھی ایک غلط رواج ہے۔

ہاں! بغیر اس قسم کے رواجوں کی پابندی کے کچھ ہدیہ دونوں طرف سے یا ایک طرف سے دیا جاوے اور اس کو ضروری نہ سمجھیں اور واپس مانگنے یا لینے کی بھی نیت نہ ہو تو اس کی گنجائش نکل سکتی ہے۔

منگنی میں ہونے والی خرابیاں

رشتہ طے ہونے کے بعد لڑکے اور لڑکی کے تعلق

ایک خرابی یہ ہے کہ منگنی کے بعد لوگ اپنی لڑکی کو ہونے والے داماد کے ساتھ ملنے دیتے ہیں یا بات چیت کرنے دیتے ہیں، فون پر ربط (Contact) کرنے دیتے ہیں، دعوت دے کر بلاتے ہیں، لڑکے لڑکی کو ملنے دیا جاتا ہے، تنہائی میں بات

کرنے دی جاتی ہے، گھومنے کے لیے بھیجا جاتا ہے، یہ سب اسلامی شریعت کے خلاف ہے، لوگ منگنی کو آدھی شادی (Half marriage) سمجھتے ہیں، اسی بنیاد پر لڑکے لڑکی کو تعلق کی اجازت دی جاتی ہے؛ حالاں کہ یہ ناجائز اور حرام ہے، جس میں ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان کا زنا ہوتا ہے اور ماں باپ اگر جان بوجھ کر ان کو ملنے دیں گے تو ماں باپ بھی اللہ کے یہاں گنہگار ہوں گے، اللہ کو جواب بھی دینا پڑے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ منگنی کے بعد بھی یہ دونوں ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہیں؛ اس لیے منگنی کے موقع پر یا منگنی کے بعد لڑکا لڑکی ایک دوسرے سے ملے یہ ناجائز ہے، افسوس تو یہ ہے کہ بہت سی جگہوں پر تو منگنی کے بعد لڑکے لڑکی تفریح (Tour) میں ساتھ جاتے ہیں، یہ بھی بڑے گناہ کا کام ہے، اس سے اپنے آپ کو بچاؤ، شریعت میں اس کا کوئی خاص مقام نہیں۔

شادی

اس کے بعد شادی کا نمبر آتا ہے، کتنے گناہ ہماری شادیوں میں ہوتے ہیں! کتنی حرام چیزیں ہوتی ہیں! اگر شادی میں گناہ اور حرام چیزیں آئے گی تو شادی کے بعد والی زندگی میں خیر و برکت نہیں ہوگی، شادیوں کو سادی بناؤ، بڑی بڑی دعوتوں کے چکروں میں مت پڑو، شادی کی روح سادگی میں ہے، سادگی والی شادیوں میں بڑی برکت ہے، حدیث شریف میں ہے:

ان أعظم النكاح بركة أيسره مؤنة۔

سب سے زیادہ برکت والی وہ شادی ہے جس میں کم سے کم خرچ کیا جائے۔

شادی کے موقع پر قرض کے متعلق ایک واقعہ

ہم نے کنیڈا کے بارے میں سنا کہ ایک لڑکی کی شادی ہوئی اور باپ نے بہت قرضہ کر کے شادی میں خرچ کیا، شاندار جشن والی شادی ہوئی اور شادی کے چند ہی دنوں بعد اس لڑکی کو طلاق ہوگئی، طلاق ہونے کے بعد سات سال ہو گئے، وہ لڑکی باپ کے گھر بیٹھی ہوئی ہے؛ لیکن ابھی تک شادی کے وقت کا لیا ہوا قرضہ باپ ادا نہیں کر سکا ہے۔

شادی کے موقع پر بینک کے ذمے داروں کا شکریہ

ایک جگہ نکاح پڑھانے کے لیے جانا ہوا، بڑا مجمع تھا، کئی ہزار آدمی کے کھانے کا نظم تھا، بیان ہوا، نکاح ہوا، پھر صاحبِ خانہ کی طرف سے شکریہ کے عنوان سے ایک تقریر ہوئی جس میں اس موقع پر موجود کسی بینک کے ذمے داروں کا خصوصی شکریہ ادا ہوا، میری سمجھ میں بات نہیں آئی کہ بینک والوں کا خصوصی شکریہ کیوں ادا کیا گیا؟

میں نے کسی سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اتنی بڑی شادی کے لیے بینک سے سودی قرض (Loan) لیا گیا ہے؛ اس لیے ان کا خصوصی شکریہ ادا کیا گیا۔

دینی بہنو! اس طرح سودی قرض سے بڑی بڑی شادیاں کرنا یہ تو برائی اور گناہ کو بڑھانے والی چیز ہے، ایسی شادیوں میں باری تعالیٰ کی رحمتیں نازل نہیں ہوتیں۔

غریب گھرانوں میں ایک قابلِ اصلاح چیز

بعض کمزور حال مسلمانوں کے یہاں شادی ہوتی ہے، اس موقع پر بڑی دعوت

کرنے کے لیے زکوٰۃ، سود وغیرہ کی رقومات اہتمام سے چندہ کر کے جمع کی جاتی ہیں، پھر اس سے مجمع جمع کیا جاتا ہے، دعوتیں ہوتی ہیں، یہ بڑی دعوت نہیں، بری دعوت ہے، یہ بھی غلط طریقہ ہے۔

شادی کے لیے دلہن کا جوڑا

دینی بہنو! ہمارے بعض مسلمان شادی کے روز دلہن کو جو کپڑے اور جوڑا پہنایا جاتا ہے اس میں ہزاروں روپیے خرچ کرتے ہیں، ایسا نہیں ہونا چاہیے، یہ تو زندگی میں ایک بار پہننا ہوتا ہے، پھر اس کو کوئی پہنتا نہیں اور اس میں اتنے لمبے خرچے کیا معنی رکھتا ہے؟ آج حقیقت یہ ہے کہ نئی فیشن کے مطابق کئی کئی جوڑی کپڑے سلائے جاتے ہیں، پھر ہر جوڑ کے ساتھ مناسب رنگ کا جوتا، مناسب طرز کے زیورات تیار کروائے جاتے ہیں، ایک ایک شادی کے اندر ۵۰/۵ ہزار کا ایک ڈریس ہوتا ہے، یہ فضول خرچی نہیں تو اور کیا ہے؟ اور شیطان کا بھائی بن کر اللہ کو ناراض کرنے کے سوا اور کیا ہے؟

ہمارے بعض بزرگوں نے اس کے لیے عمدہ ترتیب بتائی کہ ایک عمدہ جوڑا تیار کروا کر رکھ دیا جائے، برادری میں، بستی میں، محلے میں جس عورت کی بھی شادی ہو وہ اس کو پہنے، پھر اس کو واپس کر دیا جائے، ایک ہی جوڑا کئی دلہنوں کو کام آوے۔

ایک مبارک خواب

میری دینی بہنو! کچھ سالوں سے جمعیتِ علمائے سورت کی طرف سے غریب، یتیم لڑکیوں کی شادیاں کرائی جاتی ہیں اور یہ اتنا مقبول ہے کہ ایک عورت نے خواب

میں دیکھا، عین صبح صادق کے وقت نکاح کا پروگرام ہو رہا ہے اور اسٹیج پر بہت سارے بڑے بڑے علمائے کرام اور دولہے حضرات بیٹھے ہوئے ہیں، اسٹیج کے درمیان میں ایک بہت ہی زیادہ خوب صورت، سفید لباس، سفید عمامہ اور کالی چادر کندھے پر ڈالے ہوئے ایک بزرگ جلوہ افروز ہیں اور بہت ہی زیادہ مسکراتے ہوئے مجمع کی طرف دیکھ رہے ہیں۔

اس خواب دیکھنے والی عورت نے خواب ہی میں میرے مخلص دوست مولانا فیاض لاتوری صاحب — جو سورت شہر جمعیت کے صدر ہیں اور اس اجتماعی نکاح کے ذمے دار ہیں — سے پوچھا کہ: یہ کون شخص ہے؟

مولانا نے خواب میں اس عورت کو کہا: تعجب کی بات ہے تم ان کو نہیں جانتی؟ یہ تو آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں۔

جب مولانا نے یہ کہا تو اس عورت کا بدن کانپنے لگا۔

اور آپ ﷺ مجمع کی جانب بہت ہی زیادہ غور سے دیکھ رہے تھے اور وہاں سے اٹھ کر دلہنوں کی طرف تشریف لائے، آپ ﷺ کے آگے پیچھے چند لوگ تھے جن کو وہ عورت پہچان نہ سکی، پھر آپ ﷺ وہاں سے واپس لوٹے اور اسٹیج کی طرف تشریف لائے اور یہ کہتے ہوئے رخصت ہوئے کہ: میری طرف سے سب کو سلام کہہ دینا اور جن جن لوگوں نے میری امت کی لڑکیوں کا اس پروگرام میں دھیان رکھا ہے ان سب کو اور مدد کرنے والوں کو میرا سلام کہنا۔

جس سال اس عورت نے خواب دیکھا تھا اس سال ایک سو باون (۱۵۲)

نکاح ہوئے تھے، جن میں اکیس (۲۱) لڑکیاں سادات خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔

دیکھو! اگر ہم اپنے گھروں میں شادیاں سادگی والی کریں گے اور پیسے بچا کر غریب، یتیم لڑکیوں کا تعاون کریں گے تو یہ ایک ایسا مقبول عمل بن سکتا ہے۔

ایک قابلِ توجہ بات

میں عرض یہ کررہا تھا کہ اجتماعی نکاح کے موقع پر انڈین کرنسی — ہندوستانی روپیے — میں صرف ۱۵۰۰۰ ار ہزار روپیے میں ایک لڑکی کی شادی ہو جاتی ہے اور آج آپ کی شادیوں میں اتنے روپیے میں صرف ایک ڈریس نہیں خریدا جاسکتا ہے، بتاؤ! کل قیامت کے دن اللہ ہم سے نعمتوں کے متعلق سوال کرے گا تو ہم اللہ کو کیا جواب دیں گے؟ ایک طرف یہ غریب لڑکیاں اور ایک طرف آپ کی یہ فضول خرچی، اللہ کو ہم کیا جواب دیں گے؟

شادیوں میں حسن کی نمائش

ایک اور خراب چیز ہمارے ماحول میں پیدا ہورہی ہے کہ بہت سارے ماں باپ اپنے جوان بیٹوں، بیٹیوں کو شادیوں میں اس نیت سے بھیجتے ہیں کہ دوسرے لڑکے یا لڑکیاں اس کو دیکھیں اور اس کو پسند کریں، گویا ہماری شادیاں آج انتخابی میلے (Selection function) بن گئے ہیں، جوان لڑکیاں بن ٹھن کر اسی نیت سے شادی میں شریک ہوتی ہیں اور نوجوان لڑکے بھی خاص دل چسپی سے شریک ہوتے ہیں، جہاں عورتیں کھانا کھا رہی ہو وہاں جوان لڑکے بلاضرورت گشت لگائیں گے، گویا عورتوں

کے مجمع میں کھانا کھلانے کے لیے خدام کی کوئی کمی نہیں ہوتی اور مردوں کے مجمع کے لیے خدام تلاش کرنے پڑتے ہیں، یہ نہایت ہی غلط بات ہے، ذمے دار حضرات اس پر خصوصی توجہ دیں کہ جہاں عورتیں کھانا کھا رہی ہوں وہاں مکمل پردہ کا نظم ہو، وہاں پر صرف عورتیں ہی خدمت انجام دیویں اور مردوں کے مجمع میں مرد ہوں، وہاں کوئی عورت نہ ہو۔

نیز ان شادیوں سے حرام تعلقات کی ابتدا ہوتی ہے اور زنا تک وجود میں آتے ہیں، اسی طرح ہماری ایک ایک شادی کتنے ناجائز رشتے طے ہونے، اور حرام تعلق پیدا ہونے کا ذریعہ اور زنا کا سبب بن رہی ہے، یہ سب قابلِ اصلاح امور ہیں جس کی طرف خاص توجہ دی جائے۔

جنتی عورتوں کی سردار کا نکاح

میری دینی بہنو! اس طرح اپنی جوان لڑکیوں کو شادی وغیرہ میں آزاد اور بے پردہ بھیجنا حرام ہے، میں آپ کو سناؤں گا تو آپ حیران ہو جاؤ گی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں، ان کی شادی کیسی ہوئی؟

میری دینی بہنو! یہ کل جنت میں تمہاری سردار بننے والی ہیں اور نبیٔ کریم ﷺ کی بیٹیوں میں سب سے زیادہ چہیتی اور لاڈلی بیٹی ہیں، جب ان کے نکاح کا وقت آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اتنے پیسے بھی نہیں تھے کہ وہ مہر کی رقم ادا کر سکے۔

حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ: اے علی! غزوۂ بدر کے موقع پر آپ کے پاس مالِ غنیمت میں سے جو زرہ آئی تھی بس اس کو مہر میں دے دو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا ضروری لباس جو اللہ کے راستے میں کام آتا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو چارسواسّی (۴۸۰) درہم میں بیچ دیا، بس اسی سے مہر کا نظم کیا۔

بہنو! یہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کا حال ہے کہ ان کے شوہر کے پاس مہر ادا کرنے کے پیسے بھی نہیں تھے، سوچو! کیسی ان کی زندگی ہوگی؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز

حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جب ان کے سسرال روانہ کیا، اس وقت ان کو کیا دیا؟

اللہ اکبر! اگر حضور ﷺ چاہتے تو صفا مروہ کو اللہ تعالیٰ سونے کا بنا دیتے اور حضور ﷺ چاہتے تو اللہ تعالیٰ سے صفا مروہ پر سونے کی بلڈنگ بنا کر اپنی بیٹی کو عنایت فرماتے؛ لیکن نہیں میری دینی بہنو! حضور ﷺ نے ایک لحاف دیا جو ان کو اوڑھنے میں کام آسکے، ایک چمڑے کا بنا ہوا بستر دیا جو بچھانے میں کام آوے اور اتنے پیسے بھی نہیں تھے کہ اس بستر میں روئی (Cotton) بھر سکے، اس بستر میں درخت کی چھال بھری ہوئی تھی، ایسا بستر حضور ﷺ نے اپنی بیٹی کو شادی کے موقع پر دیا اور دو مٹی کے مٹکے اور پانی بھرنے کا مشکیزہ اور دو چکی، یہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز تھا، یہ جنت کی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا سامان ہیں اور رخصتی کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس مکان بھی نہیں تھا تو ایک مکان کرائے پر لیا اور اس میں رخصتی ہوئی۔

سوچو! میری دینی بہنو! آج شادی کے موقع پر رخصتی والے کمرے کی سجاوٹ (Bedroom Decoration) میں کتنے لمبے لمبے خرچ ہوتے ہیں اور جنت کی

عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے وقت ان کے شوہر کے پاس روم بھی نہیں تھا۔

شادی کی پہلی رات کا ایک مبارک عمل

جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہو چکا اور رخصت ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچادی گئیں تو عشا کی نماز کے بعد نبیٔ کریم ﷺ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ: تھوڑا سا پانی لاؤ! حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا لکڑی کے پیالے میں پانی لائیں، آپ ﷺ نے وہ پیالہ ان سے لے لیا، اس پیالے میں سے ایک گھونٹ پانی حضور ﷺ نے اپنے منہ میں لے کر دوبارہ پیالے میں ڈال دیا، پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کہ: آگے آؤ! حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سامنے آکر کے کھڑی ہو گئی تو آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پینے کا حکم دیا اور سر پر پانی چھڑکا اور دعا پڑھی:

اللھم إني أعيذھا بک وذريتھا من الشيطان الرجيم۔

پھر فرمایا کہ: میری طرف پشت کرو، وہ پشت کر کے کھڑی ہو گئیں تو باقی پانی پی کر دعا پڑھ کر پشت پر چھڑک دیا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پانی منگوایا اور اسی طرح دعا پڑھ کر ان کے ساتھ بھی یہ عمل کیا، پھر فرمایا کہ: اپنی دلہن کے پاس جاؤ۔

دوسری ایک حدیث میں "قل أعوذ برب الفلق اور قل أعوذ برب الناس" پڑھ کر دعا کرنا بھی ثابت ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اسی پانی سے پینے اور وضو کرنے کا بھی آپ ﷺ نے حکم دیا؛ لہذا داماد کا گھر قریب ہو اور آسانی سے ہو سکے تو یہ عمل بھی کرنا چاہیے۔

شادیوں کے بعد میاں بیوی میں جھگڑے کی ایک وجہ

میری دینی بہنو! آج ہم اپنی شادیوں میں بہت سارے کام شریعت کے خلاف کرتے ہیں جو بے برکتی کا باعث ہے؛ حالاں کہ شادی کا دن ازدواجی زندگی کا پہلا مرحلہ ہے، اگر پہلے مرحلے میں اللہ کی نافرمانیاں شامل ہوئیں تو پھر اس کا برا اثر ازدواجی زندگی پر مرتب ہوسکتا ہے، لوگوں کا مزاج ایسا ہو گیا ہے کہ شادی میں اللہ کی نافرمانیوں کی وجہ سے جب ازدواجی زندگی میں تلخیاں آتی ہیں، اونچ نیچ ہوتی ہے تو سیدھا جادو جنات کو یاد کرنا شروع کر دیتے ہیں کہ کسی نے کروایا ہے، کسی نے پلا دیا ہے وغیرہ وغیرہ؛ حالاں کہ یہ گناہوں کے بُرے اثرات ہیں، بہت اچھی طرح یہ بات ذہن نشین کرلو کہ شادی کا موقع ازدواجی زندگی کا پہلا مرحلہ ہے، اگر وہ شریعت، سنت اور اللہ کی مرضی کے مطابق ہوگی تو اس کا اچھا اثر ان شاء اللہ! پوری زندگی پر پڑے گا۔

شادیوں میں سب راضی اور اللہ ناراض

(۱) آج ہمارے یہاں شادیوں میں تمام رشتے دار اور اہلِ تعلق کو خوش کرنے کی سعی ہوتی ہے۔

(۲) جن سے سالہا سال سے بول چال بند ہے، تعلق منقطع ہے، ان کو بھی دعوت پر سمجھا کر بلایا جاتا ہے۔

(۳) ساتھ ہی گھر میں چھوٹے بڑے ہر ایک کی چاہت کے مطابق کپڑے اور زیور کا نظم ہوتا ہے۔

(۴) سب راضی ہوں، خوش ہوں، سب کی چاہتیں پوری ہوں۔

(۵) اللہ ناراض ہو رہے ہیں اس کی کوئی فکر نہیں ہے۔

(۶) رسول اللہ ﷺ کے مبارک طریقوں کا جنازہ نکل رہا ہے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

کوشش یہ کرو کہ کوئی خوش ہو نہ ہو اللہ خوش ہو جائے۔

ہماری شادیوں کے دعوت نامے

شادیوں میں دعوت دینے کے لیے شان دار قیمتی دعوت نامے چھپوائے جاتے ہیں، یہ فضول خرچی کی ایک قسم ہے، خوب صورت اور اشعار والے اور خاص انداز کے دعوت نامے (Wedding Card) اور وہ بھی ایک ایک کی قیمت ۵۰ یا ۱۰۰ روپیے تک، حساب لگاؤ! اگر ایک ہزار دعوت نامے چھپوائے تو صرف ۵۰ ہزار یا ایک لاکھ روپیے دعوت نامے پر خرچ ہو گئے، جس میں کسی غریب کی شادی ہو سکتی تھی؛ اس لیے اس غلط طریقے کو بھی چھوڑو۔

ہماری شادیاں، گناہوں کا مجموعہ

آج اگر حقیقت کو دیکھا جائے تو ہماری شادیاں گناہوں کا مجموعہ بن رہی ہیں:

(۱) قرض لے کر یا فضول خرچی کر کے محض دکھلاوے کے لیے بڑی بڑی دعوتیں۔

(۲) مردوں اور عورتوں کا آزادانہ اختلاط۔

(۳) نمازوں کا چھوٹ جانا یا قضا ہو جانا۔

(۴) ویڈیو، ٹی وی، کیمرہ وغیرہ کا استعمال۔

(۵) شادی کے گیت گانا۔

(۶) مردوں اور عورتوں کا مخلوط غیر شرعی سفر۔

(۷) دوسروں کی تحقیر اور خودنمائی۔

(۸) اسراف اور فضول خرچی سے کمرے کی سجاوٹ۔

(۹) شادی کے بعد تفریح کے پیچھے خرچ جیسے (Honey moon)۔

(۱۰) شادیوں میں ضروری سمجھ کر ہدیہ دینا کہ اس نے ہماری شادی میں دیا تھا لہٰذا ہم ان کو بھی دیں، ورنہ لوگ طعنہ دیں گے، یا ابھی ان کو ہدیہ دو؛ تا کہ آئندہ وہ ہمارے یہاں شادی میں اس سے زیادہ ہدیہ دیویں۔

(۱۱) ہم کو انھوں نے دعوت دی تھی، ہم بھی ان کو دعوت دیویں؛ تا کہ آئندہ وہ بھی ہم کو دعوت دیویں۔

(۱۲) بعض جگہوں پر بڑی مقدار میں مہر دی جاتی ہے یا جہیز کا سامان دیا جاتا ہے، اس کے لیے سودی قرض لیا جاتا ہے، اسی طرح اس میں ریاکاری بھی ہوتی ہے اور پھر اس کی نمائش بھی کی جاتی ہے۔

بعض جگہ دلہا، دلہن دونوں کو ہلدی لگاتے ہیں، پھول پہناتے ہیں، یہ سب غلط ہے۔

شادی اور بارات

میری دینی بہنو! حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے موقع پر کوئی بارات نہیں آئی، کوئی میلا نہیں لگا، کوئی مجمع نہیں ہوا، شامیانے نہیں بنے، تصویریں نہیں لی گئیں، کیسی

سادگی والی شادی ہوئی۔

اس لیے شادی میں بارات وغیرہ سے احتراز کرو، اس میں کئی کئی گناہ جمع ہوجاتے ہیں، مثلاً مرد و عورت محرم اور غیر محرم کا ساتھ سفر کرنا، نمازوں کا قضا ہونا، ہنسی مذاق، گانا بجانا وغیرہ، حقیقی بات یہ ہے کہ آج کل شادیوں کی بارات بھی قابلِ براءت ہوگئی ہیں (یعنی اس سے دور رہا جائے، بیزار رہے۔)

بارات کے لیے گاڑیوں کا نظم کرنے میں کتنے بھاری خرچ ہوتے ہیں، غور کرو ان بارات میں کتنی عورتیں اور مرد نماز کی پابندی کرتے ہیں؟ کتنی عورتیں پردے کا لحاظ کرتی ہیں؟ ایسی بارات سے شادیوں کو بَری اور پاک کرو اسی میں خیر ہے۔

مبارک وقت میں اچھے ارادے

رمضان کا مبارک دن ہے، آج ۲۷ رمضان ہے، نیت کر کے اٹھو کہ انشاء اللہ! ہم اپنی اولاد کی شادیاں اس طرح کریں گے جس طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ چاہتے ہیں، بالکل سادی اور سنت طریقے کے مطابق، اور اپنی بیٹی کو سسرال پہنچانے کی فکر ہم خود ہی کریں گے، یہ بھی ثابت طریقہ ہے۔

اللہ کے نیک بندوں کے گھر کی شادیاں

میرے مشفق اور مرشدِ ثانی حضرت اقدس مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم کی صاحب زادیوں کا نکاح اور رخصتی کا منظر میرے سامنے ہے، رمضان کے مبارک مہینے میں خانقاہ میں سادگی سے نکاح ہوئے، رخصتی کے موقع پر خود حضرت مفتی صاحب اپنی صاحب زادی کو ان کے سسرال پہچانے تشریف لے گئے، ایک اور بیٹی

کی رخصتی کے موقع پر سنیچر کا دن تھا، ہر سنیچر کو سورت شہر میں حضرت والا کی اصلاحی مجلس ہوتی ہے، اس روز مجلس میں تشریف نہ لے گئے اور سنت پر عمل کر کے صاحب زادی کو رخصت فرمانے خود تشریف لے گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ انسان کی دین داری اور کمالِ تقویٰ کا امتحان تقریبات کے موقع پر ہوتا ہے اور ہمارے اکابر کی زندگی میں یہی ہم کو سیکھنے ملتا ہے۔

ہمارے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ: عبادت والے اسلام پر عمل کرنے کے لیے — یعنی نماز، روزہ وغیرہ ادا کرنے کے لیے — پانچ سو (۵۰۰) گرام ایمان چاہیے اور معاشرت والے اسلام پر عمل کرنے کے لیے پانچ کیلو ایمان چاہیے۔

صحیح بات یہ ہے کہ معاشرت، معاملات اور اخلاق دین کے وہ شعبے ہیں جہاں انسان کے ایمان و اسلام کا امتحان ہوتا ہے؛ اس لیے میری آپ سے درخواست ہے کہ جب بھی کوئی تقریب، شادی، منگنی وغیرہ ہو بالکل سادہ اور سنت اور شریعت کے مطابق ہو، اس کی برکت سے ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ زندگی میں چین اور سکون عطا فرمائے گا، ایسی لطف والی زندگی عطا فرمائے گا کہ تم دیکھتے رہ جاؤ گے۔ شادی کے عنوان پر مستقل مجلس میں دیگر تفاصیل ان شاء اللہ! عرض کروں گا۔

تعمیرات

دوسری خاص بات جو اللہ والے فرماتے ہیں کہ: تعمیرات میں سادگی ہونی چاہیے، یعنی گھر، مکان سادے (Simple) ہونے چاہیے، آج ہمارے مکان کس انداز سے بنتے ہیں؟ وہ ہمارے سامنے ہیں، ضرورت کے مطابق بڑا بناؤ، کوئی منع نہیں

ہے، اچھا اور مضبوط بناؤ، شریعت اس سے منع نہیں کرتی؛ لیکن اس میں بے کار اور فضول دکھلاوا کرنا شریعت میں ناپسند ہے۔

اللہ ہم کو مدینہ بار بار لے جائے، وہاں جا کر دیکھو کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ کی بیویوں کے کمرے کتنے چھوٹے چھوٹے تھے؟ اور کتنی چھوٹی اور تنگ جگہوں میں تھے؟ اتنی تنگ جگہ کہ حضرت نبیٔ کریم ﷺ جب تہجد کی نماز ادا فرماتے اور جب سجدے میں جاتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک طرف ہو جاتی تھی اور جب حضور ﷺ قیام فرماتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لیٹ جاتی۔

اندازہ لگاؤ میری دینی بہنو! کتنے چھوٹے کمروں کے اندر ان لوگوں نے زندگیاں گزاریں؟ آج اللہ نے ہم کو بہت وسعت دی ہے، بہت نوازا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم فضول دکھلاوا کر کے اپنے پیسوں کو برباد کردیں، آج تو ایک سال دو سال نہیں ہوئے کہ بلا کسی وجہ ''صوفہ سیٹ'' بدلنے کی بات ہوتی ہے، گھر کا کارپیٹ تبدیل کرنے کی بات ہوتی ہے، گھر کی نمائش تبدیل کی جاتی ہے، اللہ اللہ! یہ ہمارا مزاج!! آج کتنے غریب ایسے ہیں کہ جن کے گھروں میں بچھانے کے لیے چادر بھی نہیں ہوتی ہے، جب کہ ہم تھوڑے دنوں میں کارپیٹ اور دوسری چیزیں معمولی بات پر بدلتے ہیں، نئے انداز کا گھریلو سامان بازار میں آتا ہے اس کو خرید کر لے آتے ہیں۔

میری دینی بہنو! یہ فضول خرچی ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو پسند نہیں ہے، تعمیرات ایسی ہونی چاہیے کہ ضروریات کی تکمیل ہو، مضبوط ہو، صاف ستھرا مکان ہو اور روشنی کا نظم ہو، پردہ کا مکمل خیال ہو، آج تو نشست گاہ (Seating room)

کے متصل مطبخ (Kitchen) تیار ہوتے ہیں جس کی وجہ سے آنے والے لوگوں کی نگاہ گھر کی عورتوں پر پڑتی ہے، بیٹھک کا کمرہ اس طرح بناؤ کہ گھر کی عورتوں پر کسی کی نظر نہ پڑے، مکان میں نماز کے لیے الگ جگہ طے کرو جس کو ''گھر کی مسجد'' کہتے ہیں، وہاں عورتیں نماز پڑھیں، اعتکاف کریں، مرد بیماری اور عذر کے موقع پر وہاں نماز پڑھیں، سنتیں اور تہجد وہاں پڑھیں، سادگی اور مضبوطی کو ملحوظ رکھا جائے، صرف نمائش (Show) اور زینت وغیرہ کے لیے خرچ نہ کیا جاوے۔

مطعومات

تیسری چیز مطعومات یعنی کھانے پینے میں فضول خرچی سے اپنے آپ کو بچاؤ، اگر اللہ نے دیا ہے تو اچھا کھاؤ، اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا (الاعراف: ۳۱)

کھاؤ اور پیو؛ لیکن حد سے آگے مت نکل جاؤ۔

ہمارے آقا تاج دارِ مدینہ حضرت محمد ﷺ کا حال یہ تھا کہ آپ دنیا سے اس حال میں تشریف لے گئے کہ آپ کو زندگی بھر دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کر میسر نہیں ہوا، یہ ہمارے حضور ﷺ اور ان کے گھر والوں کا حال تھا۔

آج ہم کو اللہ نے نعمتوں سے نوازا ہے؛ لیکن اسی کے اندر مت لگے رہو، ہم ایک وقت میں الگ الگ قسم کے کئی کھانے پکاتے ہیں، کتنی انواع (Dishes) ہمارے یہاں اہلیہ تیار کرتی ہے، یعنی ایک ہی وقت میں کتنے انواع کے کھانے تیار ہوتے ہیں؛ اس لیے اس میں بھی کفایت شعاری کی ضرورت ہے، اس کے پیچھے ہمارا

اتنا وقت برباد ہوتا ہے کہ قرآن کی تلاوت، نماز، اللہ کا ذکر وغیرہ ہم چھوڑ دیتے ہیں، یہ چیز بھی اچھی نہیں ہے۔

بیک وقت دو سالن کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مبارک عمل

''صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی بیٹیاں'' نامی کتاب میں ایک عجیب بات لکھی ہے کہ ایک روز اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا پیش کیا، وہ کھانا کیا تھا؟ روٹی اور ٹھنڈا شوربا تھا جس کے اوپر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے تھوڑا سا زیتون ڈال دیا تھا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ: ایک برتن میں دو سالن جمع کر دیے؟ میں اس کو نہیں کھاؤں گا۔

دیکھو! ان کے یہاں کھانے میں کیسی سادگی تھی؟

نیچے کھانا گر جائے تو اٹھا کر کھا لیا کرو

بہت سوں کا مزاج ایسا ہے کہ کھانا بچ جائے تو پھینک دیتے ہیں، ایسا نہیں ہونا چاہیے، شادی وغیرہ کے موقع پر دسترخوان دیکھ لو! کتنا کھانا گرایا جاتا ہے؟ بلا مبالغہ ایک ایک کھانے کی صف پر اتنا کھانا ضائع ہوتا ہے کہ دو تین آدمی کا پیٹ بھر جاوے، جو دانہ اور لقمہ برکت والا ہوتا ہے شیطان اسے گروا دیتا ہے اور برکت سے محروم رکھتا ہے، ایسے بھی نیچے لقمہ گر جاوے تو اس کو صاف کر کے کھانا چاہیے، اسی طرح بچا ہوا کھانا کسی غریب کو دے دو، اس کے پیٹ میں بھوک کی آگ کو ٹھنڈا کرے گا، اس کا پیٹ بھر جائے گا، اس کو ضائع اور برباد مت کرو اور کھانا پکانے میں اپنا وقت حد سے زیادہ مت لگاؤ، رمضان کے مبارک دن اور مبارک گھڑیاں ہیں۔

عید کی تیاری اور آخری عشرے کی عبادت کی قربانی

اللہ اللہ! بہت ساری جگہوں پر یہ ماحول ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا ہے اس کے بعد تو عید کی چیزیں بنانے میں ہماری بہنیں ایسی لگ جاتی ہیں کہ رمضان مبارک کے آخری ایام بھی اسی میں برباد کر دیتی ہیں، جب کہ رمضان کے یہ آخری دن اور راتیں بہت ہی قیمتی ہوتی ہیں، اگر ہم عید کے لیے کچھ کم تیاری کریں گے تب بھی ہماری عید ہو جائے گی؛ لیکن ایسی مبارک گھڑیاں ہمیں بار بار نہیں ملتیں، خلاصہ یہ ہے کہ مطعومات میں بھی احتیاط کی ضرورت ہے۔

ملبوسات

چوتھی چیز ملبوسات یعنی لباس اور کپڑوں کے پیچھے اپنے اوقات کو ضائع مت کرو، میری دینی بہنو! میں آپ کو کیا عرض کروں! آج کپڑوں کے پیچھے ہماری دولت کا بہت بڑا حصہ خرچ ہوتا ہے، نئی نئی فیشن کے کپڑے اور پھر عجیب مزاج یہ بنا ہوا ہے کہ جیسا کپڑا ویسی ہی چپل، ویسا ہی چہرے کا سنگار (Make-up) ہونا چاہیے، ویسی ہی کان کی بالی (Ring) چاہیے، دوسرے زیورات بھی ویسے ہی ہونے چاہیے، اللہ اللہ! اس میچنگ کے چکروں میں ہم اپنے اوقات اور اپنے پیسوں کو برباد کر دیتے ہیں۔

فیشن کے کپڑوں کے لیے بازار کا گشت

ایک مرتبہ ہماری محرم رشتے داروں میں سے ایک عورت انگلینڈ سے آئی تھی، اس کے ساتھ گھر کی عورتیں بھی شامل ہو گئیں، بھول سے ہم اس کے ہاتھ میں پھنس گئے، اس

نے کہا کہ: مجھے خریداری (Shopping) کے لیے لے چلو، مجھے مجبوراً جانا پڑا، آپ یقین مانو کہ دوپہر سے لے کر عشا کی اذان ہوگئی تب تک وہ بھروچ کے ''کتو پور بازار'' میں ایک ایک دکان پر چکر مار رہی ہے، معاملہ کیا تھا؟ صرف ایک میچنگ دوپٹہ تلاش کرنا تھا، مجھے اتنا دکھ ہوا کہ میں اپنے جی میں کہنے لگا: اللہ! اس نے اپنا قیمتی وقت ایک میچنگ کپڑے کی تلاش میں ضائع کر دیا، اتنا وقت اللہ کی عبادت میں لگتا، دین سیکھنے میں لگتا تو یہ اس کو جنت میں معلوم نہیں کیسے کیسے میچنگ ڈریس پہنواتا۔

اس لیے اپنی دولت اور اپنے اوقات کو کپڑوں کے پیچھے زیادہ مت لگاؤ۔

کپڑے پہننے کے باوجود ننگا پن

میں نے آپ کو پہلے ایک حدیث سنائی تھی، اگر یاد نہ ہو تو پھر سے حدیث سنا دیتا ہوں، حدیث پاک میں آتا ہے:

قال النبي ﷺ نساء كاسيات عاريات مميلات رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة (مشکوۃ ج ۲ ص: ۳۰۶)

اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ: بہت سی کپڑے پہننے والی عورتیں (دنیا میں) ایسی ہیں کہ وہ ننگی ہیں یعنی کپڑے پہنے ہوئے ہیں؛ لیکن وہ ننگی ہیں۔

اللہ اکبر! کتنی اہم بات حدیث میں بیان فرمائی!

ننگے پن کی مختلف صورتیں

(ا) ننگے پن کی پہلی صورت: اس کی ایک شکل آج کے زمانے میں دیکھو کہ اتنے کم کپڑے پہنتی ہیں کہ جس سے اس کا بدن دوسرے کے سامنے ظاہر ہو، آستینیں

اتنی کم کہ کہنیاں کھلی ہوئی ہوں، ہاتھ کی کلائی کھلی ہوئی ہو اور گلا اتنا نیچے تک آیا ہو کہ گلے کا بہت سارا حصہ کھلا ہوا ہو اور سینہ نظر آرہا ہو، نیچے کا کپڑا اتنا اونچا ہو کہ پنڈلی کھلی ہو گھٹنے کھلے ہو۔

دوپٹے میں تدریجی تغیرات

میری دینی بہنو! آج کل تو دوپٹوں کا حال ہی بڑا عجیب ہے، ہماری پرانی بہنیں ایسا دوپٹہ اور اوڑھنی ڈالتی تھیں کہ ان کے بال اور گلا اور ان کا سینہ اور ان کی گردن اس میں چھپ جاتے تھے، اصل دوپٹہ یہی ہے جو تمھارے بال اور گلے اور سینے کو چھپادے۔

آج حال یہ ہے کہ وہ دوپٹہ کھسکتے کھسکتے گردن پر آ گیا اس انداز سے کہ سر اور گلا اور سینہ بالکل کھلا ہوا ہے، پھر اس میں ایک نئی فیشن یہ آگئی کہ دوپٹے کے دونوں کنارے دونوں کندھے پر ڈالے گئے اور دوپٹے کا وسط حصہ سینے پر آدھی گول شکل میں فیشن کے طور پر ڈالا جاتا ہے، پھر اس میں ایک تیسری فیشن آئی کہ دوپٹہ ایک طرف ہو گیا یعنی ایک ہی کندھے پر اور دونوں کناروں کو ایسے ہی چھوڑ دیا جاتا ہے، ایک کنارہ کمر کی طرف اور ایک آگے کی طرف اور اب زمانے میں اتنی تنزلی آگئی کہ دوپٹہ ہی غائب ہو گیا، میری بہنو! ایسا دوپٹہ اور ایسے کپڑے پہننے والیاں ننگی ہیں۔

آج کے دور کے مختلف کپڑے

آج کل مختصر (Shortcut) کپڑوں کی بلا ایسی عام ہے کہ اس سے تو اللہ کی پناہ! اس میں تو ہماری بہنوں کی پنڈلیاں نظر آتی ہیں اور آج کل نئی اسٹائل کے کرتے

چلے ہیں، وہ اتنے اونچے ہوتے ہیں کہ جس سے عورت کی شکل نہایت بُری معلوم ہوتی ہے، پھر جب ایسا لباس پہن کر مردوں کے سامنے آتی ہیں — اللہ معاف کرے — مردوں کی ناپاک نظریں معلوم نہیں تمھارے بدن کے کن کن حصوں پر پڑتی ہیں!!

(۲) ننگے پن کی دوسری صورت: یہ ہے کہ اتنے چست (Fitting) والے کپڑے کہ جس سے جسم کی پوری سائز نظر آجائے، ایسے کپڑے تو آپ کے لیے بالکل نامناسب ہیں اور مردوں جیسے کپڑے جو آج کل ہماری بہنیں پہنتی ہیں، ایسی عورتوں پر بھی اللہ کی لعنت آئی ہے، فرمایا:

لعنت ہے ان عورتوں پر جو مردوں جیسی شکل وصورت بنائے، مردوں جیسے کپڑے پہنے، ایسا لباس ہم اپنی جوان لڑکیوں کو پہننے دیتے ہیں، چھوٹی چھوٹی بچیوں کو (Jeans) اور (T-shirt) پہناتے ہیں اور جوان لڑکیاں بالقصد اس کو پہنتی ہیں، میری بہنو! یہ اسلامی طریقہ نہیں ہے۔

چھوٹے بچوں کے متعلق ایک بہت بڑی غلط فہمی

آج ہماری بہت ساری بہنیں اپنے بچوں اور بچیوں کو غیر اسلامی طرز کے کپڑے پہناتی ہیں، بال کی بے بی کٹ (Baby-cut) نکالی جاتی ہے، پھر ان کو اگر ہم کہیں کہ: بچوں کو یہ کیا پہنایا؟ تو ان کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ یہ تو بچے ہیں، چھوٹے ہیں، میری دینی بہنو! یہ شیطانی دھوکا ہے۔

ذرا! ایسے چھوٹے بچوں کو ہاتھ میں انگارا دو، کیا وہ انگارا یہ دیکھے گا کہ بچہ ہے اس کو جلانا نہیں، ارے! انگارا تو اپنا اثر چھوٹے، بڑے ہر ایک پر دکھاتا ہے، یہ غیر

اسلامی لباس اور وضع قطع آگ کے انگارے سے کئی درجہ زیادہ خطرناک ہے، سمجھنے کا مقام یہ ہے کہ اولاد کو بچپن ہی سے جس عادت اور اخلاق اور لباس کا عادی بناؤ گے وہ زندگی بھر اس کو اپنائیں گے؛ اس لیے بچپن ہی سے ان کو شرعی لباس اور اچھی وضع قطع کا عادی بناؤ۔

دیکھو! بچے بالغ بھی نہیں ہوئے پھر بھی سات سال کی عمر میں ان کو نماز کا حکم دیا گیا، کیا مقصد ہے؟ ان کو نماز کا عادی بنانا ہے۔

(۳) ننگے پن کی تیسری صورت: یہ ہے کہ اتنے باریک اور پتلے کپڑے استعمال کیے جائیں کہ اس میں سے بدن نظر آوے، مثلاً جالی جیسے باریک کپڑے، اس میں سے بھی بدن نظر آتا ہے، اس کو بھی ننگا پن کی ایک شکل فرمایا ہے۔

تبرکات کا دیدار اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا کرتا

میں نے آپ سے ایک وعدہ کیا تھا، گذشتہ سال یہاں سے جانے کے بعد انگلینڈ ہوتے ہوئے ہم استنبول (ترکی) گئے تھے، وہاں کے میوزیم میں بہت سارے تبرکات کا دیدار کرتے ہوئے ہم ایک کمرے میں پہنچے، وہاں بہت ہی نور چھایا ہوا تھا، جس میں ہم نے ایک کرتا دیکھا، ایک دم موٹا اور بہت ہی چوڑا، بالکل سادہ، اس کو دیکھ رہا تھا کہ میری نظر ایک تحریر پر پڑی، اس میں لکھا تھا کہ: یہ کرتا جنت کی عورتوں کی سردار، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ہے، جسے وہ پہنتی تھیں۔

آپ یقین جانیے! اتنی موٹی چادر ہمارے یہاں ٹھنڈی میں اوڑھی جاتی ہے، جس کو ہم ''شولا پوری چادر'' کہتے ہیں، کم سے کم دو چادر ہو جائیں اتنی موٹی، جیسے ہم گھر

میں دری بچھاتے ہیں، یا جیسا کہ ہمارا مصلیٰ ہوتا ہے، اس سے بھی موٹا تھا، سیرتِ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کوئی موٹی عورت نہیں تھی؛ لیکن ان کا کرتا اتنا ڈھیلا ڈھالا، اتنا چوڑا، اللہ اکبر!

میری دینی بہنو! جب میں یہ کرتا دیکھ رہا تھا تو دل میں رو رہا تھا کہ اے اللہ! یہ جنت کی عورتوں کی سردار کا کرتا ہے، جس میں ڈھیلا پن ہے، سادگی ہے، موٹا ہے، کھردرا پن ہے، اللہ ہماری دینی بہنوں کو بھی کچھ ایسا ذوق عطا فرمائے۔

آج کے لباس کی نحوست

یہ تھا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مبارک لباس کا انداز، آج ہماری بہنوں کا لباس اللہ کی پناہ! آج جو کپڑے عام ہو رہے ہیں اس میں عریانیت ہے، بدن کی نمائش ہے، بدن کی پوری ساخت نمایاں ہوتی ہے، بدن کے اعضا ظاہر کیے جاتے ہیں، یہ نہایت بُری چیز ہے، اس سے توبہ کر کے اسلامی لباس اپنانا چاہیے۔

مردوں کو مائل کرنے والیاں

حدیث میں آگے فرمایا کہ: خود دوسرے پرائے مردوں کی طرف مائل ہونے والیاں اور دوسرے مردوں کو اپنی طرف کھینچنے والیاں۔

بعض عورتیں ایسی چال چلتی ہیں جو مٹک مٹک کر اور بولتی ہیں اس انداز سے کہ مرد ان کی طرف مائل ہو، گھر سے بن ٹھن کر نکلتی ہیں کہ کوئی ان کی طرف دیکھے، آج ہماری بہنیں جو لباس پہنتی ہیں، اس کا مقصد — نعوذ باللہ — یہ بھی ہوتا ہے کہ پرائے مرد ہم کو دیکھیں، ہماری طرف ان کی نظر پڑے اور وہ للچا کر، مائل ہو کر، ہماری طرف آئیں،

ایسا لباس اور میک اَپ جو دوسروں کو اپنی طرف للچا دے۔

اسی قسم کی عورتوں کے لیے حدیث میں فرمایا: یہ سب جہنم میں جانے والی عورتیں ہیں، ایسی عورتوں کو جہنم کی آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

بالوں کا انداز

حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ سر پر بال جمع کر کے بختی اونٹ کی طرح بنا لیوے، بالوں کو اور چوٹیوں کو جمع کر کے سر پر اونچا بنا لیوے، اس طرح بالوں کو سر کے بیچ میں جمع کر کے پھر اس میں پھول وغیرہ لگائے جاتے ہیں، اس کو نمایاں اور خوب صورت بنایا جاتا ہے اور لوگوں کے سامنے اس کی نمائش ہوتی ہے، اس دور میں اس قسم کے طریقے (Style) ایجاد ہوئے ہیں کہ عورت چل رہی ہے اور بال خاص انداز سے ہل رہے ہیں، بات کرتی ہے، بالوں کا مجموعہ خاص انداز سے ہل رہا ہے، سر ہلاتی ہے، بال عجیب طریقے سے ہلا رہی ہے، یہ سب بے حیائی کی شکلیں ہیں، بالوں کو سر پر جمع کر کے اس کو شاندار انداز میں سجایا جاتا ہے، اس طرح کی عورتیں جنت کی خوشبو تک سے محروم رہے گی؛ حالاں کہ اس کی خوشبو سو (۱۰۰) میل کی مسافت تک سے سونگھی جاتی ہوگی۔

آج ہماری مسلمان عورتیں بھی بالوں کو کٹواتی ہیں "کٹ بال" بنواتی ہیں، یہ طریقہ غلط ہے، اس سے بچنا چاہیے۔

حضور ﷺ کا معجزہ

اس طرح کی عورتیں آپ ﷺ کے دور میں نہیں تھیں اور آج کے زمانے کے

انداز کے کپڑے، بال، چال اور طور وطریقے اُس دور میں نہیں تھے، بعد میں اس قسم کی فیشن عورتوں میں زیادہ رائج ہوئی، یہ آپ ﷺ نے مستقبل کے لحاظ سے سنا دیا کہ ایسی عورتیں ہوں گی، یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے اور واقعی آج ہمارے سامنے ہے۔

برقع کیسا ہونا چاہیے؟

میری دینی بہنو! میں آپ کی خیر خواہی چاہتا ہوں، اللہ آپ کو جہنم کی آگ سے بچائے آمین، اپنے اوپر رحم کرو اور ایسے لباس، ایسا ڈریس ایسے کپڑے مت پہنو جو بے حیائی، بے شرمی والے ہوں اور غیر شرعی ہوں اور ہماری وہ بہنیں جو برقع پہنتی ہیں ان سے بھی میں درخواست کرتا ہوں کہ برقع ضرور پہنیں کہ یہ بدن کو چھپاتا ہے اور اللہ کا حکم بھی ہے؛ لیکن سادہ ہو، ڈھیلا ڈھالا ہو، فیشن والا اور جس پر الگ الگ قسم کا نقش ونگار ہوا ہو، ایسا برقع نہ ہو، ان شاء اللہ! آپ کے ایسے سادے برقعے کو اللہ تعالیٰ پسند فرمائیں گے اور یہ برقعے پاکیزہ صحابیات کی سنت کے مطابق ہوں گے۔

حدیث کی روشنی میں اچھی عورت کی علامت

عورتوں کو اپنے شوہروں کے سامنے کیسے رہنا چاہیے

میری دینی بہنو! مجھے معاف کرنا، فائدہ والی کڑوی بات میں بتلا رہا ہوں اور خاص کر جو شادی شدہ ہیں ان کا تو بہت ہی فائدہ ہے، ہماری بہنوں کا حال اور مزاج یہ ہے کہ وہ گھروں میں ایسی رہتی ہیں جیسے کہ گھر میں کام کرنے والی خادمہ ہوتی ہے، میلے، گندے کپڑے اور بدن سے ادرک اور پیاز کی بو آتی ہے اور گھر سے باہر جانا ہو تو رانی

بن کر نکلتی ہیں، یہ عادت آپ کی اچھی نہیں ہے۔

حدیث کی بات بتلا دوں کہ اچھی عورت کس کو کہتے ہیں؟ حضرت نبیٔ کریم ﷺ نے اچھی بیوی کی ایک علامت یہ بتلائی کہ جب شوہر اس کو دیکھے تو شوہر کا دل خوش ہو جائے، یہ حضور ﷺ کا مبارک فرمان ہے؛ اس لیے بہنو! گھر کے اندر خوب اچھی طرح رہو، میں کہا کرتا ہوں کہ: تم گھر میں شوہر کے سامنے اس طرح رہو کہ جب تمھارا شوہر گھر سے باہر نوکری پر، کام پر جائے تو تم کو اس طرح دیکھ کر جائے کہ گھر جلدی آنے کے لیے وہ بے چین ہو جائے اور دوسری پرائی عورت کی طرف اس کی نظر بھی نہ اٹھے، ہر وقت تمھارا خیال، تمھاری یاد اس کو ستاوے اور جب گھر سے باہر جاؤ تو اس طرح سادی نکلو کہ کوئی پرایا مرد آپ کو دیکھنے کی چاہت بھی نہ کرے، گھر میں ایسی رہو کہ شوہر خوش رہے اور گھر کے باہر اس طرح رہو کہ کسی دوسرے کو آپ کی طرف دیکھنے کا دل ہی نہ چاہے، پورے پردے کے اہتمام کے ساتھ رہو۔

لیکن آج اللہ ہی معاف کرے! دنیا الٹی چل رہی ہے کہ بیویاں/عورتیں گھر میں کام کرنے والیوں کی طرح رہتی ہیں، جب باہر جاتی ہیں تو بن سنور کر جاتی ہیں، میری بہنو! یہ مزاج اور یہ طریقہ اسلامی نہیں ہے۔

زلزلے آنے کے اسباب

آپ کو ایک حدیث بتلاتا ہوں، جس کو علامہ سیوطیؒ نے نقل فرمایا ہے، نبیٔ کریم ﷺ کا ایک فرمان ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک آدمی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ: اے ام المؤمنین! آپ ہم کو زلزلے کے بارے میں کچھ بتاؤ کہ یہ

کیسے اور کب آتا ہے؟

اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: جب عورت اپنے شوہر کے علاوہ کسی دوسرے کے سامنے ننگی ہوجائے، اپنا بدن دوسروں کو دکھاتی پھرے اور آگے فرمایا کہ: اپنے جاننے والوں کے لیے خوشبو لگائے، زیب وزینت کرے — جاننے والوں کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ جن کے ساتھ غلط طریقہ سے پہچان ہوگئی ہو، ناجائز اور حرام تعلق ہوگیا ہو — تو پھر اللہ تعالیٰ زمین پر بڑے بڑے زلزلے پیدا کرتا ہے۔

گویا یہ چیزیں زلزلے کے اسباب میں سے ہیں، اس طرح زمین پر اللہ کا عذاب شروع ہوجاتا ہے، اللہ کی پکڑ شروع ہوجاتی ہے۔

بہنیں پختہ ارادے کریں

میری دینی بہنو! اپنے آپ پر رحم کرو اور تقریبات، شادی بیاہ میں اور اسی طرح تعمیرات میں، مطعومات یعنی کھانے پینے کی چیزوں میں، ملبوسات یعنی کپڑے اور لباس وغیرہ ان تمام چیزوں میں شریعت کے ضابطہ کو، سادگی کو، پاکیزگی اور عفت اور پاک دامنی کو لاؤ، پیسے ضائع مت کرو، فیشن پرستی سے توبہ کرو۔

بازار جانے کے متعلق ایک اہم ضابطہ

ہماری بہنوں کو خریداری کے لیے جانے کا بڑا ہی شوق ہوتا ہے؛ بلکہ آج کل ہم نے اس کو اہم کاموں میں سے ایک کام بنا رکھا ہے؛ بلکہ شوہر سے جو مطالبات ہوتے ہیں اس میں سے ایک اہم ترین مطالبہ ہوگیا ہے؛ حالاں کہ گھر کے باہر کے کام کاج مرد انجام دیوے اور عورتیں گھریلو کام کرے، پھر خریداری کے لیے ہماری بہنوں

کو لے نہ جاؤ تو ناراضگی بھی ہوتی ہے، یہ مناسب بات نہیں، پھر بازار جا کر گھومنا، پھرنا، دکانوں کے گشت لگتے ہیں، کیا یہ پسندیدہ بات ہے؟ پھر خریداری کا طویل اور گراں بار اور گراں قدر سلسلہ ہوتا ہے۔

قیمت اور وزن اور بجٹ دونوں میں بھاری سلسلہ چلتا ہے، اس میں بھی بہت ساری غیر ضروری اشیا شوقیہ طور پر خریدی جاتی ہیں، یہ بھی فضول خرچی کا ایک طریقہ ہے، ایک ضابطہ طے کرلو! جب گھر میں کام کاج کے درمیان جن چیزوں کی ضرورت سامنے آوے اس کی فہرست تیار کرلو، پھر اس کے مطابق بازار سے خریداری کرو، یہ نہیں کہ بازار جا کر دیکھ دیکھ کر خریداری کرو۔

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ: بازار صرف ضرورت پوری کرنے کی جگہ ہے، نہ کہ ضرورت پیدا کرنے کی جگہ؛ اس لیے اس پر خاص توجہ دو، یہ بھی فضول خرچی کا ایک اہم شعبہ ہے۔

میرے مرشدِ ثانی، مشفق استاذ کی اہم نصیحت

جس زمانے میں میرے پیر و مرشد حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ حیات تھے، اس دور میں جب بھی ہمارے مدرسے جامعہ ڈابھیل میں تعطیلات ہوتی تھیں تو تعطیلات کا زیادہ تر حصہ دیوبند حضرت کی خدمت میں جا کر گزارنے کی سعادت حاصل ہوتی تھی، واپسی میں ایک روز دہلی جمعیتِ علمائے ہند کے دفتر یا مرکز نظام الدین پر قیام ہوتا تھا؛ تا کہ وہاں پر بھی بزرگوں کی زیارت وملاقات ہو جائے اور دہلی کے مشہور جامع مسجد کے متصل ''مینا بازار'' کی بھی تفریح ہو جائے، ان اسفار میں بہت سی مرتبہ میرے مشفق

ومحسن حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہ العالی کی معیت کی سعادت حاصل ہوئی۔

ایک مرتبہ جب ہم دہلی پہنچے تو میں نے حضرت مفتی صاحب سے درخواست کی کہ: میں مینابازار جانا چاہتا ہوں۔

اس پر حضرت نے فرمایا: کیوں؟

میں نے عرض کیا: وہاں جا کر کچھ خریداری کریں گے۔

فرمایا: کن چیزوں کی خریداری کروں گے؟

میں نے عرض کیا: حضرت! وہاں جا کر دیکھیں گے۔

فرمایا: نہیں؛ بلکہ گھر میں جن چیزوں کی ضرورت ہو یا اپنے لیے جو ضروری ہو اس کی ایک فہرست بناؤ، پھر اس کے مطابق خریداری کے لیے بازار جاؤ۔

حضرت نے اس انداز سے یہ نصیحت فرمائی، لگتا ایسا ہے کہ تصرف بھی فرمادیا کہ فضول خریداری اور صرف خریداری کی نیت سے گھومنے کا شوق ہی ختم ہو گیا۔

خلاصۂ کلام یہ کہ آج کی مجلس میں بفضلہٖ تعالیٰ جو باتیں بیان کی گئیں ان تمام امور کو ملحوظ رکھتے ہوئے زندگی گزاریں، ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ ہماری دنیا اور آخرت کو راحت والی بنائے گا، اللہ دنیا اور آخرت کے عذاب سے ہماری حفاظت فرمائے گا اور مال والی نعمت کو اور روپیے اور پیسوں کو ضائع اور برباد ہونے سے ہماری حفاظت فرمائے گا اور ان شاء اللہ! بڑی برکت ہوگی۔

وَاٰخِرُ دَعْوانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ